

مذہب اور دھرم

مہاتما گاندھی

انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڈھ نے شائع کیا

قیمت فی جلد مبلغ چار روپیہ

باہتمام عزیز حسین منیجر مسلم یونیورسٹی پریس علی گڈھ

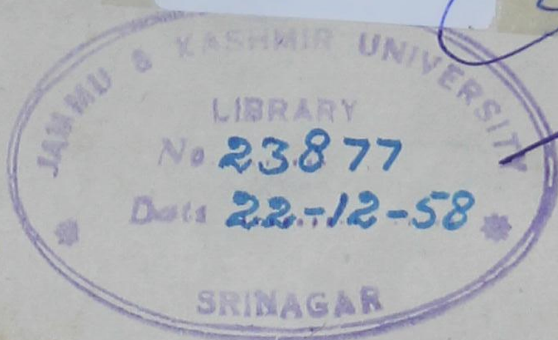
مذہب اور دھرم

"حق کا عام فہم نام خدا ہے۔
زندہ حق میں شامل ہوئے بغیر
خدا کا وجود کچھ بھی نہیں!"

"گناہ کو سنہری ترازو میں نہیں تولا جاسکتا"
۱۷ستمبر ۱۹۴۷ء

"سچائی اور راستبازی سے اعلیٰ تر کوئی
مذہب نہیں"
۲۴ نومبر ۱۹۲۱ء





مذہب مین مساوات

مین نے جو کچھہ اسلام کے متعلق لکھا ہے آس کے ہر لفظ پر قایم ہون - مین نے کہیں یہہ نہیں کہا کہ مین قران کے ہر حرف پر یقین رکھتا ہون یا کسی بھی اسمانی کتاب کے ہر لفظ کو مانتا ہون - لیکن یہہ کام میرا نہین کہ مین دوسرے مذہبون کی کتابون پر نکتہ چینی کرون یا آن کے نقایص کی نشاندھی کرون لیکن میرا حق ہے اور ہونا چاہئے کہ جو کچھہ حقایق آن مذاہب میں ہون آن کا اعلان کرون اور آن پر عمل کرون - لہذا یہہ کام میرا نہیں کہ مین قران یا پیغمبر کی زندگی میں کسی ایسی بات پر نکتہ چینی کرون جسے میں نہیں سمجھہ سکا ہون لیکن میں ایسے مواقع کا خیر مقدم کیا کرتا ہون جب میں ایسی باتون کی توصیف کرسکون جن کو مین پیغمبر کی زندگی میں پسند کرسکا یا سمجھہ سکا ہون ایسی باتون کے متعلق جو میرے لئے دشوار ہوتی ہیں مین دیندار مسلمان دوستون کی نظر سے آن کو دیکھتا ہون اور مین آن کو اسلام کے مشہور مفسرین کی تحریرون کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کرتا ہون - دوسرے مذاہب کو احترام کی آسی نظر سے دیکھہ کر میں مذاہب کی مساوات کے اصول کو سمجھہ سکا ہون - لیکن یہہ بھی میرا حق اور فرض ہے کہ ہندو مذہب کے نقایص کی بھی

نشاندھی کرون تا کہ اس کو پاک صاف رکھا جائے -
To Hindu & Muslim - Edited by Hingramp - 469.

بے غرض طالبعلم

میں اس بات کا دعوے کرتا ہون کہ میں نے ایک بے غرض طالبعلم کی طرح پیغمبر اسلام کی زندگی اور قران کا مطالعہ کیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہون کہ قران کی تعلیمات کے اصلی اجزا عدم تشدد کے موافق ہیں -

قران پڑھو

جو لوگ مسائل کو غلط سمجھنا پسند کرتے ہیں وہ قران پڑھیں - تب انہیں معلوم ہو گا کہ قران میں سینکڑون باتین ہیں جو ان کے لئے بھی قابل قبول ہین اور بھگوت گیتا میں ایسی باتین ہیں جن پر کوئی مسلمان بھی اعتراض نہیں کر سکتا - کیا میں کسی مسلمان سے صرف اس لئے نفرت کرنے لگون کہ قران میں بعض ایات ایسی ہیں جن کے صحیح معنے مین نہیں سمجھہ سکا ہون"

(ھند سواراج - صفحہ ۶۲ ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۰۸ ع)

الفاظ کی زنجیر

ہم خدا کو صرف اس لئے کیون الزام دین کہ ہم خود اپس میں اس بنا پر لڑتے ہیں کہ ہم اسے مختلف واسطوں سے دیکھتے ہین، جیسے قران انجیل تالمود، اوستا یا گیتا،

سورج تو ھمالیہ پر بھی اسی طرح چمکتا ھے جس طرح مسطح میدانوں پر - تو کیا میدانوں کے لوگ برفستانوں کے لوگوں سے اس لئے جھگڑا کرین کہ وہ سورج کی گرمی مختلف طریقوں سے محسوس کرتے ھین ؟ ھم کیوں کتابوں اور آن کے الفاظ کو اپنے لئے ایسی زنجیر بنالین جو بجائے اس کے کہ ھماری نجات اور ھمارے دلون کے اتحاد کا باعث ھو ھمین غلام بنادے -

(ینگ انڈیا - ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۱۸ ع)

مین مایوس ھو جاتا

میں واقعی اتحاد حاصل کرنے سے مایوس ھو جاتا اگر مقدس قران میں کوئی ایسی بات ھوتی جس مین مسلمانوں کو ھدایت کی گئی ھوتی کہ وہ ھندوؤں کو اپنا قدرتی دشمن سمجھیں یا اگر ھندو دھرم میں کوئی ایسی چیز ھوتی جس سے دونوں کے درمیان ایک دوامی دشمنی کی سند حاصل ھوتی"

(ینگ انڈیا - ٦ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ ع)

اھنسا

گائے کی حفاظت کا طریقہ اس کے لئے مرجانا ھے - گائے کو بچانے کے لئے کسی انسان کو قتل کرنا ھندو دھرم اور اھنسا کا منکر ھونا ھے -

(ینگ انڈیا - ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۲۱ ع)

تبلیغ اور شدھی لا اکراہ فی الدین

صحیفہ مقدس صاف لفظون میں کہتا ہے کہ "لا اکراہ فی الدین" مذہب میں کوئی جبر نہین - پیغمبر کی تمام زندگی جبریہ تبدیل مذہب کی تکذیب ہے - اسلام عالمگیر مذہب نہ رہے گا اگر وہ جبریہ تبلیغ کے طریقون پر انحصار کرے .... جبر کے ساتھہ مذہب تبدیل کرانے کا الزام من حیث الجماعت اسلام کی پیروی کرنے والون کے خلاف ثابت نہیں ہو سکتا ہے - ایسی جو کوئی کوشش کی گئی، فرقہ وار مسلمانون نے اس کی تردید کی ہے -

(ینگ انڈیا ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۲۱ع)

تپسیا

دوستی ایک تجارتی معاہدہ نہیں ہو سکتی - اس معاملہ میں کوئی شرط عاید نہین ہوسکتی خدمت ایک فرض ہے اور فرض ایک قرضہ ہے جس کا ادا نہ کرنا گناہ ہے........ گائے کی حفاظت کا طریقہ مسلمانون کو قتل کرنا یا اون سے جھگڑا کرنا نہیں ہے - گائے کی حفاظت کا طریقہ یہہ ہے کہ ہندو گاے کا نام لئے بغیر خلافت کی حفاظت کرنے میں اپنی جان دیدین - گائے کی سیو تزکیہ نفس کا ایک طریقہ ہے............وہ تپسیا ہے........ میں بلا خوف تردید یہہ کہنے کی جرات کرتا ہون کہ ہندو

دھرم یہہ نہین ھے کہ ایک ہم جنس کو گائے کی حفاظت کے لئے قتل کر ڈالا جاے -

(ینگ انڈیا ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۲۱ ع)

سب کا خدا ایک ھے

ھم سب کے لئے تو خدا ایک ھی ھے خواہ آسے ھم قران کے ذریعہ سے پائین یا انجیل کے ذریعہ سے یا ژند اوستا یا تلمود یا گیتا کے ذریعہ سے - اور وہ حق اور محبت کا خدا ھے - **مجھے زندہ رھنے کی ذرا پروا نہین - اگر مین اپنے اندر اس ایمان کو ثابت نہ کر سکون -**

(ینگ انڈیا ۲۶ نومبر سنہ ۱۹۲۱ ع)

روحانی حیثیت سے طاقتور

خدا آن ھی کی مدد کرتا ھے جو یہہ سمجھتے ھیں کہ وہ کچھہ کر سکتے ھیں - قران کا ھر صفحہ مجھے جو ایک نا مسلم ھون یہی عظیم سبق سکھاتا ھے قران کی ھر سورۃ خدا ھے رحیم و کریم کے نام سے شروع ھوتی ھے - لہذا ھمیں روحانی حیثیت سے طاقتور ھونا چاھئے - خواہ ھمارا جسم کتنا ھی کمزور ھو -

(ینگ انڈیا - ۲ مارچ سنہ ۱۹۲۲ ع)

نفرت اور جذب

میں تو پورا یقین رکھتا ہوں کہ نہ تو قرآن میں

اور نہ ہندوؤں کی کتابوں میں تشدد کی اجازت دی گئی ہے - یا آسے پسند کیا گیا ہے - باوجودیکہ فطرت میں دفع (نفرت) بھی ہے مگر فطرت زندہ رہتی ہے صرف جذب (کشش) سے .... مہا بھارت کے متعلق تو میں بلا تکلف اپنی رائے ظاہر کر سکتا ہوں لیکن مجھے امید ہے کہ انتہائی خوش عقیدہ مسلمان بھی مجھے اس حق سے محروم نہ کریگا کہ میں پیغمبر کی تعلیمات کو سمجھنے کی کوشش کروں -

(ینگ انڈیا - ۲ مارچ سنہ ۱۹۲۲ع

حق کسی الہامی کتاب کا اجارہ نہیں

قرآن کو الہامی تسلیم کرنے میں مجھے کوئی تامل نہیں ہے جس طرح مجھے انجیل زند اوستا اور گرنتھہ صاحب کے متعلق کوئی عذر نہیں - الہام کسی قوم یا قبیلہ کا اجارہ نہیں ہے .... ہندو حلقوں میں قرآن اور پیغمبر صاحب کے متعلق احساس احترام پیدا کرنے میں مجھے کبھی ذرا بھی دشواری نہیں ہوئی لیکن اسلامی حلقوں میں وید اور خدا کی تجسیم کے متعلق ویسا ہی احترام پیدا کرنے میں میں نے دشواری محسوس کی.........

میں جسٹس امیر علی کی اس رائے سے بالکل متفق ہوں کہ اسلام ہارون رشید اور مامون کے زمانہ میں سب سے زیادہ روا دار مذاہب میں سے ایک تھا - لیکن اس زمانہ

کے مذہبی معلمین کے متعلق رجعت پسندی پیدا ہوئی -
ان رجعت پسندوں میں بہت سے عالم و فاضل اور با اثر
لوگ تھے اور وہ اسلام کے روا دار اور وسیع القلب
معلمین پر تقریباً چھا گئے - لیکن مجھے کوئی شبہ نہیں کہ
اسلام کے اندر کافی خوبیاں ہیں جو اس کو عدم روا داری
اور تنگ نظری سے محفوظ رکھہ سکتی ہیں............حق
کسی ایک الہامی کتاب کا مخصوص اجارہ نہیں ہوتا -
(ینگ انڈیا - ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ع

شدھی اور تبلیغ

میں تبدیل مذہب کرانے کے خلاف ہوں - خواہ
وہ ہندوؤں کی شدھی ہو یا مسلمانوں کی تبلیغ یا عیسائیوں
کا طریقہ - تبدیل مذہب صرف دل کا معاملہ ہے جو
صرف خدا کو معلوم ہے اور خدا ہی کے اختیار میں ہے-
(ینگ انڈیا - ۶ جنوری سنہ ۱۹۲۷ع)

قتل کی اجازت

میں نے قرآن پر اسی احترام کے ساتھہ توجہ کی ہے
جس احترام سے میں نے گیتا کو پڑھا ہے - اور میرا
دعوے ہے کہ قرآن کسی مقام پر بھی ایسے قتل* کی نہ
اجازت دیتا ہے نہ حکم دیتا ہے -
(ینگ انڈیا - ۱۳ جنوری ۱۹۲۷ع

---

* سوامی شردھانند کا قتل -

امن کا مذہب

میں اسلام کو اسی طرح امن کا مذہب سمجھتا ہوں جس طرح کہ عیسائی مذہب، بدھ مت اور ہندو دھرم کو بلاشبہہ کم و بیش کا فرق ہے - لیکن مقصد ان تمام مذاہب کا امن ہے - میں قرآن کی اس ایت سے بھی واقف ہوں جو میرے اس بیان کے خلاف پیش کی جائیگی- لیکن کیا اسی طرح ویدوں سے بھی اس قسم کے حوالے نہیں دئے جاسکتے ؟ .... لیکن ایسے الفاظ کے وہ معنے جو اس زمانہ میں سمجھے جاتے ھین ان معنے سے بھی مختلف ھیں جو گذشتہ زمانہ میں سمجھے جاتے تھے -

دیگچی کو یہہ حق نہیں کہ کیتلی کو کالا کہے ......

یہہ صورت (تشدد) قرآنی تعلیم کی وجہ سے نہیں ھے - میری رائے مین وہ نتیجہ ھے دنیا کے اس ماحول کا جس میں اسلام پیدا ہوا - عیسائیت کے خلاف بھی خونریزی کی شہادتین بہت زیادہ ھین - اس لئے نہیں کہ یہہ حضرت عیسے کا قصور تھا بلکہ اس لئے کہ وہ ماحول جس میں انہوں نے اپنی تعلیمات پیش کین ان تعلیمات کے خلاف تھا -

(ینگ انڈیا - ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۲۷ ع)

نجات - دل کی پاکیزگی

مجھہ سے کہا جاتا ھے کہ میں شدھی میں حصہ لوں -

مگر میں یہہ کس طرح کر سکتا ہوں جب کہ میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کی جوابی تحریکیں بند کر دی جائیں - یہہ امر خارج از گمان ہے کوئی شخص نیک بن جائیگا یا نجات حاصل کریگا اگر وہ کوئی خاص مذہب اختیار کر لے - مثلاً ہندو دھرم عیسائیت یا اسلام - نجات کردار کی پاکیزگی اور دل کی پاکیزگی پر مختصر ہوتی ہے - اس لئے میں ہندوؤں سے کہتا ہوں کہ جو تمہارا جی چاہے کرو لیکن مجھہ جیسے کسی شخص سے جو بہت کافی غور و خوض کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچا ہے یہہ خواہش نہ کرو کہ وہ کوئی ایسی بات کرے جو وہ نہیں کر سکتا -

(ینگ انڈیا - ۳ مارچ سنہ ۱۹۲۷ع)

شدھی

میری رائے میں ہندو مذہب اسلام اور مسیحیت میں اس طرح کہیں بھی شدھی تبلیغ اور تبدیل مذہب کی اجازت نہیں ہے جس طرح کہ یہہ تحریکیں آج کل جاری ہیں - پھر میں کس طرح شدھی کی تحریک میں حصہ لے سکتا ہوں -

(ینگ انڈیا - ۳ مارچ سنہ ۱۹۲۷ع)

تمام مذاہب سچے ہیں

طویل مطالعہ اور تجربہ کے بعد مین اس نتیجہ پر

پہنچا ہوں کہ (۱) تمام مذاہب سچے ہیں (۲) تمام مذاہب میں کچھہ نہ کچھہ غلطیاں بھی ہیں (۳) تمام مذاہب مجھے اتنے ہی عزیز ہین جتنا کہ خود میرا ہندو دھرم - بالکل اسی طرح جس طرح ہر انسان کو تمام انسان اتنے ہی عزیز ہونے چاہیں جتنے کہ خود اس کے اعزا ہیں تو دوسرے مذاہب کا احترام بھی اتنا ہی کرتا ہوں جتنا کہ خود اپنے مذہب کا اس لئے تبدیل مذہب کا تو کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا - بھائی چارے اور سنگت کا تو مقصد یہہ ہونا چاهئے کہ وہ ہندو کی بہتر ہندو بننے میں اور مسلمان کی بہتر مسلمان بننے میں اور عیسائی کی بہتر عیسائی بننے میں - مدد کرے مربیانہ روا داری کا رحجان ایک عالمیگر بھائی چارے کے منافی ہے - اگر مجھے یہہ گمان ہے کہ میرا مذہب کم و بیش سچا ہے اور دوسرے مذاہب بجائے کم و بیش سچے ہونے کے کم و بیش جھوٹے ہیں تب اگر ان مذاہب کے ساتھہ میرا کوئی بھائی چارہ قایم بھی ہو تو وہ اس بھائی چارے سے بالکل مختلف ہوگا - جس کی ہمیں عالمی بھائی چارے میں ضرورت ہے - دوسروں کے لئے ہمین یہہ دعا نہیں مانگنی چاهئے کہ "اے خدا انہیں بھی وهی روشنی دے جو تو نے ہمین دی ہے" بلکہ ہماری دعا یہہ ہونی چاہے کہ "اے خدا انہیں بھی وهی روشنی اور حقیقت کا احساس

دے جس کی انہیں ارتقا کا اعلی درجہ حاصل کرنے کے لئے ضرورت ہو" صرف اس بات کی دعا مانگو کہ تمہارے احباب بہتر انسان بنیں خواہ ان کے مذہب کی شکل کچھ بھی ہو"

(سابرمتی - ۱۹۲۸ع)

خدا کا کوئی شریک نہیں

خدا کا کوئی شریک نہیں اور اس کے سوا کچھ موجود نہیں - اور یہی حقیقت تم اسلام کے کلمہ میں دیکھتے ہو جس پر زور دیا گیا ہے -

(ینگ انڈیا - ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۳۱ع

خدا اور مذہب کی ی

یقیناً تبدیل مذہب انسان اور صرف اس کے خدا کے درمیان ایک معاملہ ہے خدا ہی اپنی مخلوق کے دلوں کا حال جانتا ہے - تبدیل مذہب بغیر دل کی پاکیزگی کے میری رائے میں خدا اور مذہب کی نفی ہے -

(ینگ انڈیا - ۶ جون سنہ ۱۹۳۶ع

ذاتی معاملہ

مذہب بہت ہی زیادہ ذاتی معاملہ ہے - ہمیں چاہئے

کہ جب ہم اپنے عقاید کے مطابق زندگی بسر کرتے ہوں تو ایک دوسرے کی بہترین خصوصیات میں حصہ دار بن جائیں اور اس طرح خدا تک پہنچنے کی جو کوشش انسان کرتا ہے اُس کی مجموعی طاقت میں اضافہ کریں"۔

(ہریجن - ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۳۶ع)

تمام مذاہب کی مساوات

چونکہ میں دنیا کے تمام مذاہب کی مساوات میں یقین رکھتا ہوں میں کسی شخص کو صرف اس لئے گندہ نہیں سمجھہ سکتا کہ اُس نے درخت کی ایک شاخ کو جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا چھوڑ کر اُسی درخت کی کسی دوسری شاخ پر اپنا گھونسلا بنا لیا ہے - اگر وہ پھر پہلی شاخ پر واپس آجائے تو وہ اس قابل ہے کہ اُس کا خیر مقدم کیا جائے ....

(ینگ انڈیا - ۲۰ ستمبر ۱۹۲۷ع)

وہ روشنی جو خدا نے دی ہے

جن صاحب نے مجھے خط لکھا ہے اُن کے علم میں یہہ بات لاتا ہوں کہ میں نے نہایت احترام کے ساتھہ اُن کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جن کا وہ ذکر کرتے ہیں بلکہ اسلام کے متعلق اور بھی مستند کتابیں پڑھی ہیں - میں نے قرآن کو ایک دفعہ سے زیادہ پڑھا ہے - میرا

مذہب مجھے اس قابل بناتا ہے کہ میں دنیا کے تمام بڑے مذاہب میں جو کچھہ اچھا ہے وہ سب اپنے اندر جذب کرلوں ۔ مگر اس کے یہہ معنے نہیں کہ میں آن ہی معنے کو بھی قبول کرلوں جو ان صاحب نے پیغبر اسلام یا دوسرے پیغبروں کی تعلیمات کو پہنائے ہیں ۔ خدا نے جو محدود عقل مجھے عطا کی ہے آسے دنیا کے پیغبروں کی تعلیمات کو سمجھنے کے لئے استعمال کرنا میرا فرض ہے ۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ حق اور عدم تشدد کی تعلیم اسلام نے دی ہے لہذا اب یہہ آن کا اور ہر شخص کا کام ہے کہ وہ ان اصولوں کو اپنی روزانہ زندگی میں آس روشنی کی مدد سے جو خدا نے ہم کو دی ہے بر سر کار لائے ۔

(ہریجن ۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۹ ع)

روا داری

باہم روا داری اور مروت کے ساتھہ زندہ رہو اور زندہ رہنے دو ۔ یہہ زندگی کا قانون ہے یہہ سبق میں نے قرآن ، انجیل ، زنداوستا ، اور گیتا سے سیکھا ہے ۔

میرا فرض

میرا مذہب مجھے اس قابل بناتا ہے کہ میں دنیا کے

تمام بڑے مذاهب میں جو کچھہ اچھا ھے وہ سب اپنے اندر جذب کرون .... خدا نے جو محدود عقل مجھے عطا کی ھے اُس کو دنیا کے پیغمبرون کی تعلیمات کو سمجھنے کے لئے استعمال کرنا میرا فرض ھے ۔

(ھریجن - ۲۸ اکتوبر سنه ۱۹۳۹ ع)

سیاست اور مذهب

میری ابھی تک یہہ رائے ھے کہ میں سیاست سے مذهب کے جدا ھونے کا تصور ھی نہین کرسکتا ۔ درحقیقت مذهب کو تو ھمارے ھر فعل پر حاوی ھونا چاھئے ۔ لیکن اس صورت میں مذهب کے معنے فرقہ پرستی کے نہین ھیں ۔ اس کے معنے تو دنیا کی ایک منظم اخلاقی حکومت پر اعتقاد رکھنے کے ھیں ۔ یہہ عقیدہ صرف اس لئے غیر حقیقی نہیں ھوسکتا کہ وہ نظر نہیں آتا ۔ یہہ مذهب تو هندو دھرم، اسلام اور عیسائیت وغیرہ کی حدود سے بھی اگے نکل جاتا ھے وہ ان مذاهب کو منسوخ تو نہین کرتا مگر وہ ان سب کو هم آهنگ کرتا ھے اور اُن ھی مین حقانیت پیدا کرتا ھے

(ھریجن - ۱۰ فروری سنه ۱۹۴۰ ع)

زهر

مذهب انسان کو خدا سے اور نبی نوع انسان سے وابستہ کرتا ھے ۔ کیا اسلام مسلمانون کو صرف اسلام

هی سے وابستہ کرتا ھے اور ھندوؤن کا دشمن بناتا ھے؟
کیا پیغمبر کا پیام صرف یہہ تھا کہ صرف مسلمانون ھی
کے درمیان صلح رھے اور ھندوؤن اور غیر مسلمون سے
جنگ ہو؟ جو لوگ یہہ زہر مسلمانون کے دلون میں
گھول رھے ھیں وہ اسلام کے ساتھہ سب سے زیادہ
برائی کر رھے ھیں
(ھریجن - ۴ مئی سنہ ۱۹۴۰ ع)

مین جانتا ھون

بلا شبہ میں اسلام کو الہامی مذاھب میں سے ایک سمجھتا
ھون اس لئے قران کو الہامی کتاب سمجھتا ھون - اور محمد
کو ایک پیغمبر مانتا ھون - لیکن اسی طرح میں ھندو
مذھب، عیسائیت اور یہودیون کو بھی الہامی مانتا ھون -
(ھریجن - ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۴۰ ع)

قران کی روح پر عمل

جہان تک قران شریف کا تعلق ھے جنوبی افریقہ مین
میرے مسلمان احباب اور موکل وہ لوگ تھے جنہون
نے مجھے قران پڑھنے کی دعوت دی - انھون نے میرے
لئے اسلامی لٹریچر مہیا کیا - ھندستان واپس آنے پر
یہان کے دوستون نے مجھے قران کے ترجمے بھیجے -
بھیجنے والون مین ایک ڈاکٹر محمد علی اور ایک مسٹر پکتھال
ھیں جنہون نے خود قران کا ترجمہ کیا ھے - مرحوم

حکیم اجمل خان نے مجھ سے مولانا شبلی کا ایک ترجمہ دیا تھا - کیا اب میں بدل گیا یا زمانہ بدل گیا کہ اب مجھ جیسے غیر مسلم کے لئے قران پڑھنا اور اس کے وہ معنی بیان کرنے کی جرات کرنا جو میں نے سمجھے ہیں ایک جرم بن گیا؟ بہت سے متقی مسلمانوں نے مجھ سے بارہا کہا ہے کہ مین بہت سے مسلمانوں سے بہتر مسلمان ہون. اس لئے کہ مین قران کی روح پر عمل کرتا ہون اور پیغمبر کے متعلق بہت سے دوسرے مسلمانوں سے زیادہ واقفیت رکھتا ہون مین کس کی شہادت تسلیم کرون - ان مسلمان دوستون کی یا ان ریسرچ اسکالر صاحب کی- مین حیران ہون -

(ہریجن - ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۴۰ ع)

غیر مسلم ہونا قران پڑھنے مین مانع نہین ہو سکتا

ریسرچ اسکالر کا یہہ خیال صحیح ہے کہ میں قران کی عبارتون میں اپنی عقل کی مطابق معنے پیدا کرتا ہون یقیناً ایسا کرنے میں کوئی مضایقہ نہیں بشرطیکہ میں اصل عبارت کا پوری طرح پابند رہون اور اس کام کو کھلے دل اور نیک نیتی کے ساتھہ کرون - ریسرچ اسکالر کو معلوم ہونا چاھئے کہ زندگی اور کسی کتاب کی تعمیر صرف اس لئے ضروری نہیں کہ صحیح ہو کہ وہ نسلاً بعد

نسل ایک ہی صورت میں منتقل ہوتی رہی ہے -
غلطی محض اس لئے معدوم نہیں ہو جاتی کہ اسے بہت سے
اشخاص طویل عرصہ تک متواتر دہراتے رہے ہیں -
انجیل کی آیات میں آج تک بھی تصحیح ہوتی رہی ہے -
اور بہت سے نیک عیسائی یہہ سمجھتے ہیں کہ مغرب کی عیسائیت
مسیح کی بنیادی تعلیمات کی نفی ہے - یہہ بالکل ممکن ہے
کہ قرآن کو پڑھنے اور اس کے معنے سمجھنے کے لئے ریسرچ
اسکالر کی شرایط اور ان کا اپنا مفہوم بالکل غلط ہو -
میرا غیر مسلم ہونا میرے قرآن پڑھنے اور اس کے معنے
سمجھنے میں مانع نہیں ہو سکتا - **وہ بڑی بد نصیبی
کا دن ہوگا جب مذہبی کتابوں کا پڑھنا
اور سمجھنا صرف ایسے لوگوں تک محدود
کردیا جائے جو خاص مذہبی لیبل
چپکائے ہوئے ہوں -**

(ہریجن - ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۴۰ ع)

یکسان احترام

جب مادھو کیشو ہمارے پاس ٹھہرے ہوئے تھے تو
بی بی ریحانہ طیب جی بھی چند روز سیوا گرام میں قیام
کرنے کے لئے آئیں - یہہ تو میں جانتا تھا کہ وہ نہایت

خوش عقیدہ مسلمان ہیں لیکن یہہ مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ قرآن شریف سے اس قدر زیادہ واقف ہیں ۔ جس وقت گجرات کے اس الماس یعنی طیب جی صاحب نے وفات پائی تو کمرہ کے اندر کی پر اثر خاموشی کو رونے کی کسی آواز نے نہیں توڑا بلکہ وہ فضا بی بی ریحانہ کی پر شوکت قرأت سے گونج رہی تھی ۔ ایسے لوگ جیسے کہ عباس طیب جی تھے کبھی مر نہیں سکتے ۔ اس قومی خدمت کی مثالوں میں جو انہوں نے انجام دی وہ ہمیشہ زندہ رہینگے ۔ بی بی ریحانہ بہت اچھا گاتی ہیں اور انہیں ہر قسم کے بھجن یاد ہیں ۔ وہ ہر روز گایا کرتی تھیں اور قرآن کی حسین آیات بھی سنایا کرتی تھیں ۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ قرآن کی کچھہ آیتیں آشرم کے ایسے لوگوں کو جو سیکھنا چاہیں سکھادیں ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا ۔

.... ریحانہ کچھہ روز بعد چلی گئیں لیکن اپنی معطر یاد ہمارے پاس چھوڑ گئیں ۔ سورۃ فاتحہ اب ہمارے اشرم کی پرارتھنا میں شریک کرلی گئی ہے ۔

.... میں یہہ نوٹ ایک راسخ العقیدہ ہندو دوست کے جواب میں لکھہ رہا ہوں جنہوں نے مجھے بہت نرمی کے ساتھہ اس طرح ملامت کی ہے کہ "آپ نے اب آشرم میں کلمہ کو بھی جگہ دیدی ہے، اب ہندو دھرم کا خون

کرنے کے لئے آپ کے پاس اور کیا باقی رہا؟" مجھے یقین ھے کہ میرے اور اشرم کے ھندوؤں کے دھرم کو میرے عمل سے تقویت حاصل ہوئی ھے۔ ھمارے اندر تمام مذاھب کا یکسان احترام ہونا چاھئے۔ بادشاہ خان جب کبھی یہاں آتے ھیں تو ھماری پوجا میں بہت خوشی سے شریک ہوتے ھیں۔ وہ اس لَے کو پسند کرتے ھیں جس میں رامائن گائی جاتی ھے اور بہت غور سے گیتا کو سنتے ھیں مگر ایسا کرنے سے ان کا اسلامی عقیدہ تو کم نہیں ہو گیا؟ تو میں اسی طرح احترام کے ساتھہ قرآن کی قرات کو کیوں نہ سنوں؟

ونوبا اور پیارے لال نے جیل میں عربی زبان سیکھی اور قرآن پڑھا۔ ان کے ھندو دھرم کو اس مطالعہ سے تقویت حاصل ہوئی۔ میرا عقیدہ یہہ ھے کہ ھندو مسلم اتحاد صرف دلوں کے ایسے ھی بے ساختہ ملاپ سے قایم ہوگا، اور کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ راما کے صرف ایک ھی ہزار نام نہیں ھیں۔ اسی کو ھم خدا، رحیم، رزاق اور بہت سے ایسے دوسرے ناموں سے یاد کرتے ھیں جو ایک سچا عقیدہ رکھنے والے کے دل سے نکلا کرتے ھیں۔

(ھریجن - ۱۵ فروری سنہ ۱۹۴۲)

تقسیم اور تخصیص

تم میرے ہم مذہبوں کا ذکر کرتے ہو۔ میں کسی ایسی تقسیم اور تخصیص کو تسلیم نہیں کرتا اس لئے کہ میں تمام مذاہب کے لوگوں کو اپنا مساوی بھائی سمجھتا ہوں، خواہ وہ مجھہ پر اعتماد کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں۔

(هریجن - ۳ مئی سنہ ۱۹۴۲ع)

مذهب کیا هے

"تم میری زندگی اور بود و باش کی حالت کو دیکھو، کس طرح میں کھاتا ہوں، بیٹھتا ہوں، بولتا ہوں، عام طور پر دوسروں کے ساتھہ برتاؤ کرتا ہوں، ان سب باتوں کا جو کچھہ حاصل میرے اندر هے وهی مذهب هے"۔

(هریجن - ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۴۶ع

سب کے لئے ایک

اگر میں ڈکٹیٹر ہوتا تو مذهب اور حکومت جدا جدا ہوتے، میں اپنے مذهب پر جان دیتا ہوں، میں اس کے لئے مرنے کو تیار ہوں لیکن یہہ میرا ذاتی معاملہ هے حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ... .تم میری زندگی اور بود و باش کی حالت کو دیکھو، کس طرح مین کھاتا ہون، بیٹھتا ہون، بولتا ہون، عام طور پر دوسروں

کے ساتھہ برتاؤ کرتا هون ان باتون کا حاصل جمع جو کچھہ میرے اندر هے وهی مذهب هے -

(هریجن - ٢٢ دسمبر سنه ١٩٤٦ ع)

بغیر کسی مداخلت کے

هر شخص کو حق حاصل هے که وه بغیر کسی مداخلت کے اپنا مذهب قایم رکھے - سب ایک هی خدا کی پرستش کرتے هیں گو که مختلف نامون کے ساتھه - اگر میں اپنے خدا کو اس درخت میں دیکھتا هون اور اس کی پرستش کرتا هون تو مسلمان کیون اعتراض کرین - کسی شخص کے لئے یهه بھی کهنا نازیبا هے که اس کا خدا دوسرے کے خدا سے افضل هے - خدا سب کے لئے ایک هے -

(هریجن - ١٨ ستمبر سنه ١٩٤٦ ع)

ظاهر سے ازاد

همارے جیسے ایک آدمی کی حیثیت سے شری رامچندر جی کو کچھہ معلوم نه تھا که انهین ٹھیک اسی وقت دیس نکالا ملیگا جبکه وه گدی پر بیٹھنے والے تھے، لیکن وه جانتے تھے که سچی آزادی ظاهر سے آزاد هوتی هے اور اس لئے وه ترک وطن سے ذرا بھی متاثر نه تھے - اگر هندوؤں اور سکھوں کو یهه حقیقت معلوم هوتی تو دیوانگی کی یهه موج ان پر نه پھیلتی اور وه امن کی حالت

مین رہتے بلالحاظ اس امر کے کہ مسلمانون نے کیا کیا ہے۔
اگر یہہ الفاظ ہندوؤں اور سکھوں کے دلون میں جگہ
پائیں تو مسلمان یقیناً خود بخود اُن کی طرف مایل
ہونگے۔

(D. D. ۳ جنوری سنہ ۱۹۴۷ع)

شیطان کی اواز

میں پروانہ کرونگا اگر کوئی ہندو برضاو رغبت اور
دل سے کلمہ پڑہ لے۔ لیکن اگر وہ اپنی جان و مال کے
خوف سے ایسا کریگا تو وہ بیکار خدا کا نام لیگا اس لئے
کہ وہ تو شیطان کی آواز ہو گی جو اس کے منہہ سے نکلے
گی۔ جس حد تک میں اسلام کو جانتا ہون اس نے کبھی
زبردستی اور طاقت کے ذریعہ سے ترقی نہین کی اور نہ
اس طرح کر سکتا تھا۔ جو شخص اس طریقہ سے اسلام
کی خدمت کرنے کا بہانہ کرتا ہے وہ اس عظیم الشان
مذہب کو نقصان پہنچاتا ہے۔

(ہریجن - ۵ جنوری سنہ ۱۹۴۷ع)

ایک ہی تناور درخت کی شاخین

مذہبی رواداری بلا شبہ میرا عقیدہ رہا ہے مگر اب
میں اور آگے بڑہ گیا ہوں اب میں رواداری سے بڑہ کر
تمام مذہب کے لئے مساوی احترام کی حد تک پہنچ گیا ہوں

تمام مذاہب ایک ہی تناور درخت کی شاخیں ہیں - لیکن مجھے صرف مصلحت وقت کے لحاظ سے ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اپنی جگہ نہیں بدلنی چاہئے - ایسا کرنے سے میں اس شاخ کو کاٹ دونگا جس پر بیٹھا ہوا ہوں - اسی لئے میں تبدیل مذہب کو بہت زیادہ محسوس کرتا ہوں الا اس صورت میں کہ اندورنی احساس کی بنا پر تبدیل مذہب رضا و رغبت کے دباؤ کا نتیجہ ہو - تبدیل مذہب کے ایسے واقعات بڑی تعداد میں نہیں ہو سکتے اور کبھی جان و مال کے خوف یا دنیوی فائدے کے لئے تو ہو ہی نہیں سکتے -

(ہریجن - ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۴۷ع)

اصلی جوہر

سچی مذہبی تعلیم کا جوہر یہہ ہے کہ سب کی خدمت کی جائے اور سب سے دوستی کی جائے میں نے یہہ بات ماں کی گود میں سیکھی تھی - تمہارا جی چاہے تو مجھے ہندو سمجھنے سے انکار کردو - میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں -- سوائے اس کے کہ میں اقبال کی مشہور نظم کا ایک مصرعہ پڑھ دوں (مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا)............. اپنے دوست کا دوست بننا تو آسان کام ہے لیکن ایسے شخص سے دوستی کرنا جو خود کو تمہارا دشمن سمجھتا ہے مذہب کا اصلی جوہر ہے - دوسری بات تو محض کاروبار ہے -

(ہریجن - ۱۱ مئی سنہ ۱۹۴۷ع)

مذہب کی بھوسی

سوال - کیا مذہب مر جائیگا؟

جواب - اگر مذہب مر جائیگا تو ہندستان مر جائیگا۔
آج تو ہندو اور مسلمان صرف مذہب کی بھوسی سے لپٹے ہوئے ہیں - وہ دیوانے ہو گئے ہیں - لیکن مجھے امید ہے کہ یہہ سب جھاگ ہیں اور اندر کا تمام میلا اوپر آ گیا ہے جیسا کہ اس وقت ہوتا ہے جب دو دریا ملتے ہیں ہر چیز اوپر مٹیالی نظر آتی ہے - لیکن اندر ہر چیز صاف اور ساکن ہوتی ہے، پھر اوپر کا خس و خاشاک خود ہی سمندر میں بہہ جاتا ہے اور دریا مل جاتے ہیں اور اس کا صاف اور پاک پانی بدستور بہتا رہتا ہے۔

(ہریجن - ۱۸ مئی سنہ ۱۹۴۷ع)

قرآن کا مطالعہ

سوال - آپ ہندؤں سے یہہ کیوں کہتے ہیں کہ وہ قرآن کا مطالعہ کریں؟

جواب - ہر شخص کا یہہ فرض ہے کہ وہ اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے مذاہب کا مطالعہ کرے - ایسا کرنے سے لوگ اس قابل ہوتے ہیں کہ وہ اپنے مذہب کو پاک رکھہ سکیں اور اس کو نقایص سے پاک کریں - علاوہ

برین ہمارے ملک میں عیسائی، مسلمان، پارسی اور دوسرے مذاہب کے لوگ بھی رہتے ہیں - اگر ہندو اُن کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں تو اُن کا فرض ہے کہ اُن کی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کریں -

(ہریجن - ۲۵ مئی سنہ ۱۹۴۷ع)

زندہ رہنا پسند نہ کرونگا

کوئی مذہب کسی نا رضا مند دل کے اندر ٹھونسا نہیں جاسکتا - ایسے ہر شخص کو جو برائے نام سکھ یا ہندو بنا لیا گیا ہے یقین رکھنا چاہے کہ ایسی تبدیلی مذہب کی تسلیم نہیں کی جائیگی اور ایسے ہر شخص کو جس کا مذہب بدلوایا گیا ہے آزادی حاصل ہوگی کہ وہ اپنے اصلی مذہب کا اتباع کرے - یہی اصول اُن لوگوں پر بھی حاوی ہے جنہیں برائے نام مسلمان بنا لیا گیا ہے - اگر ایسا نہ ہوگا تو اسکے معنی تینوں مذہبوں کی تباہی کے ہونگے - یہہ فرض عوام کا ہے کہ وہ اس بات کا لحاظ کریں کہ تمام اقلتین اکثریتوں سے خوفزدہ ہوئے بغیر زندگی بسر کرسکیں - اگر یونین کے مسلمان پاکستان جانا چاہتے ہیں تو انہیں ایسا کرنے کی اجازت ہونی چاہئے - لیکن ایسے مسلمانوں کی پوری حفاظت کی جانی چاہئے جو انڈین یونین میں رہنا چاہتے ہیں - میں ہر حال میں زبردستی اور جبر کے

استعمال کے خلاف ہوں اس لئے میری خواہش تو یہہ ہے کہ تمام شرنارتھی عزت اور سلامتی کے ساتھہ اپنے اپنے گھروں کو واپس جاسکیں، میں تو موجودہ صورت حال کو قایم و دایم دیکھنے کے لئے زندہ رہنا بھی پسند نہ کرونگا ۔

(۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ع - تقریر)

میں بہتر ہندو بن گیا

یہہ کوئی عقل کی بات نہیں کہ پرارتھنا کے کسی جزو پر اس لئے اعتراض کیا جائے کہ وہ قرآن کا جزو ہے۔ بعض مسلمانوں کے نقایص کچھہ بھی ہوں (قطع نظر اس امر کے کہ ایسے مسلمانوں کی تعداد کیا ہے) لیکن یہہ اعتراض ساری قوم پر تو عاید نہیں ہوسکتا اور نہ اس کے پیغمبر اور اس پیغمبر کے پیام پر عاید ہوسکتا ہے۔ میں نے پورا قرآن پڑھا ہے - مجھے ایسا کرنے سے کچھہ حاصل ہی ہوا، میں نے کچھہ کھویا نہیں - میں تو محسوس کرتا ہوں کہ دنیا کی روحانی کتابوں کو پڑھکر میں بہتر ہندو بن گیا۔ میں جانتا ہوں کہ قرآن کے مخالف نقاد بھی موجود ہیں - بمبئی سے ایک دوست نے جن کے متعدد مسلمان دوست ہیں میرے سامنے یہہ سوال رکھا ہے کہ کافروں کے متعلق پیغمبر اسلام کی

تعلیمات کیا ہیں - کیا قرآن کے مطابق ہندو کافر نہیں ہیں ؟ مگر میں نے اپنے مسلمان دوستوں سے اس بارے میں گفتگو کی، انہوں نے اپنی واقفیت کی بنا پر مجھے جواب دیا اور انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ کافر اسے کہتے ہیں جو خدا کے وجود کا قائل نہ ہو - لیکن ہندو ایسے نہیں ہیں اس لئے کہ وہ ایک خدا کے وجود پر اعتماد رکھتے ہیں - اگر ہم محض معترضین کے کہنے پر چلیں تو ہمیں قرآن اور پیغمبر دونوں کو برا کہنا چاہئے بالکل اسی طرح جس طرح معترضین کی بات پر اعتبار کرکے کرشن کو برا کہا جاتا ہے اس لئے کہ انہیں لوگوں نے اس طرح پیش کیا ہے کہ گویا وہ بڑے ہی عیش پسند تھے اور ان کے پاس ١٦٠٠ گوپیاں تھیں ....

(٢ نومبر سنہ ١٩٤٧ء - تقریر)

نا خدا ترسی

میں اس واقعہ کا ذکر کرنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ فساد کے دوران میں جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے تقریباً ١٣٧ مساجد کم و بیش توڑی گئی ہیں - ان میں سے بعض کو مندر بنا لیا گیا - ایک ایسی مسجد کناٹ پیلیس کے پاس ہے جو کسی کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی - اس پر ایک سہ رنگی جھنڈا اڑ رہا ہے

اُس میں ایک بُت رکھہ کر مندر بنایا گیا ھے - میں مساجد کی ایسی تمام بے حرمتی کو ھندو دھرم اور سکھوں کے مذھب پر ایک دھبہ سمجھتا ھوں - میری رائے میں یہہ عمل بالکل نا خدا ترسی کا عمل ھے - یہہ بات کہ پاکستان کے مسلمانوں نے بھی اس قسم کی بیحرمتی کی ھے اُس دھبہ کو کم کرنے کا سبب نہیں بنایا جاسکتا، ھر ایسے عمل کو میں ایک ایسا کام سمجھتا ھوں جس سے ھندو دھرم، سکھہ مذھب اور اسلام (جس کسی مذھب کے پیرو ایسا کریں) برباد ھوگا -

(ھریجن - ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۴۷ع)

موت ایک شاندار نجات

کوئی شخص اگر پاک صاف ھے، تو اُس کے پاس قربان کرنے کی بہترین چیز اپنی جان ھے - میں تو یہہ دعا کرتا ھوں اور میری ارزو ھے کہ میرے اندر اس قدر پاکی ھو کہ میں یہہ کام کرسکون - (اپنی جان دے سکون) بجائے اس کے کہ میں ھندستان مین ھندو دھرم، سکھہ مذھب اور اسلام کی بربادی کا مجہول تماشای نبون - (اور کچھہ نہ کرسکون) میرے لئے موت ایک شاندار نجات ھوگی -

(۱۲ جنوری سنہ ۱۹۴۷ع - تقریر)

ہندو دھرم کی حفاظت کا یہہ طریقہ نہین

میں توصیف کا مستحق تو اس وقت ہو سکتا ہون جب میں کسی ایسے بم کی مار سے زخمی ہو کر گر جاؤن اور پھر بھی میں اپنے چہرہ پر مسکراہٹ قایم رکھون اور میرے دل مین بم پھینکنے والون کے خلاف بغض پیدا نہ ہو .... میں نے سنا ھے اس نوجوان نے (جس نے بم پھینکا) بغیر اجازت کے ایک مسجد پر قبضہ کر لیا تھا چونکہ اسے کوئی دوسری جگہ رھنے کے لئے نہیں مل سکی تھی اور اب جب کہ پولس تمام مسجدون کو خالی کرا رھی ھے تو اسے یہہ بات ناگوار گذری - یہہ کام غلط تھا اور یہہ بات اور بھی غلط تھی کہ اس نے حکام کے حکم کی تعمیل نہیں کی جو اس سے یہہ کہتے تھے کہ وہ مسجد کو خالی کر دے - جو لوگ اس نوجوان کے پس پشت ھیں ان سے میں اپیل کرتا ہون کہ وہ ایسے کامون سے احتراز کرین - ہندو دھرم کی حفاظت کا یہہ طریقہ نہیں ھے - ہندو دھرم کو صرف میرے ھی طریقے سے محفوظ کیا جاسکتا ھے - مجھے امید ھے کہ یہہ نوجوان اور اس کی تائید کرنے والے اپنی غلطی کو سمجھینگے اس لئے کہ اس عمل سے تو ہندو دھرم کو نقصان پہنچایا گیا ھے -

(۲۱ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع - تقریر)

دلون مین خدا

مسلمان ایک کثیر التعداد قوم ہیں جو تمام دنیا میں پھیلی ہوی ہے - کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ وہ لوگ جن کا مقصد ساری دنیا سے دوستی کرنا ہے مسلمانون کے دوست نہ بنین - میں کوئی جوتشی نہیں ہون لیکن خدا نے مجھے کافی عقل دی ہے تاکہ میں اس بات کو سمجھون کہ اگر کسی نہ کسی وجہ سے یہہ لوگ یونین کے مسلمانون کے دوست نہ بن سکیں تو تمام دنیا کے مسلمان آن کے خلاف ہو جاینگے اور وہ ہندستان کو ہاتھہ سے کھو دینگے - تب ہندستان میں جہان دونون ڈومینین شامل ہیں پھر ایک دفعہ غیر ملکیون کے زیر اقتدار ہوگا.. .... ہمیں خوف کو دل سے نکالدینا چاہئے - ایسی حالت ہوجائے کہ ہر مسلمان بچہ ہندوؤن اور سکھون کے درمیان اپنے کو محفوظ سمجھے - اب تک تو ہمارا رخ شیطان کی طرف پھرا ہوا تھا ' اب میں امید کرتا ہون کہ وہ خدا کی طرف پھر جائیگا ... .

مین کسی دوسرے مقصد کے لئے زندہ رہنا نہین چاہتا ' محض زبانی باتون سے کچھہ فائدہ نہین ' انہین اپنے دلون مین خدا کو جگہ دینی چاہئے - خدا ایک ہی ہے خواہ آس کے کتنے ہی نام ہون - اس حقیقت کو سمجھہ لینے

کے بعد ساری دشمنی اور عدم رواداری ختم ہو سکتی ہے۔ ہندوؤں کو ہمیشہ کے لئے طے کر لینا چاہئے کہ وہ جھگڑا نہیں کرینگے۔ میں ہندوؤں اور سکھوں کو مشورہ دونگا کہ وہ اسی طرح قران پڑھیں جس طرح گیتا اور گرنتھہ صاحب پڑھتے ہیں۔ مسلمانوں سے بھی میں کہتا ہوں کہ وہ اسی احترام کے ساتھہ گیتا اور گرنتھہ صاحب پڑھیں جس طرح قران پڑھتے ہیں۔ جو کچھہ وہ پڑھیں اس کے معنے انہیں سمجھنے چاہئیں اور ان کے اندر ہر مذہب کا مساوی احترام ہونا چاہئے۔۔ یہی میری زندگی بھر کا عمل اور مقصد رہا ہے۔ میں سناتنی ہندو ہوں باوجودیکہ میں اصطلاح عام میں بت پرست نہیں ہوں مگر ان لوگوں سے نفرت نہیں کر سکتا جو بتوں کو پوجتے ہیں، بت پرست خدا کو پتھر کی مورتی میں دیکھتا ہے۔ خدا حاضر و ناظر ہے۔ اگر خدا کو پتھر میں تلاش کرنا غلط ہے تو پھر کسی کتاب میں جس کا نام گیتا ہو یا گرنتھہ صاحب ہو یا قران ہو اس کو تلاش کرنا صحیح کیونکر ہوا۔ کیا یہہ بھی ایک قسم کی بت پرستی نہیں ہے

رواداری اور ایک دوسرے کا احترام کرنا سیکھنے کے بعد ہی وہ ایک دوسرے کو سمجھنے کے قابل ہونگے۔

(ہریجن۔ ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۴۸ع)

ہندو مسلم

میں شہادت کا درجہ حاصل کرنے کے لئے بیقرار تو نہیں ہوں لیکن
اگر اس کام کے انجام دینے میں جس کو میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اور
محبت کے مذہب کا پرچار کرنے میں میرے لئے وہ وقت
آجائے تو میں اُس کا مستحق ثابت ہوں گا۔

اس ہندوستان میں جیسی کہ وہ شکل اختیار کرتا جاتا ہے میرے
لئے کوئی جگہ نہیں۔ میں ۱۲۵ سال زندہ رہنے کی اُمید سے
دست بردار ہو گیا ہوں۔۔ سنہ ۴۷
میں اس وقت کے دیکھنے کے لئے زندہ رہنا نہیں چاہتا جب
ہندوستان کی انسانیت وحشت میں بدل جائے۔
۸ رجون سنہ ۱۹۴۷ء

اگر نفرت اور خونریزی کی فضا قایم رہی تو میں زندہ ہی نہیں رہ سکتا
۲ راکتوبر سنہ ۴۷ء

شرم کی بات

وہ سب جو امن چاہتے ہیں امن کو قایم رکھنے کے
لئے متحد ہو جائیں - یہہ عظیم المرتبت جزیرہ نما عرب
اور اسلام کا مولد ہندو مسلمانون کے مسئلہ کو حل کرنے
میں ہماری مدد کر سکتا ہے -

میرے لئے اس امر کا اعتراف کرنا شرم کی بات ہے
کہ ہم اپنے گھر میں ایک دوسرے کے خلاف ہین - ہندو
بزدلی اور خوف کی وجہ سے مسلمانون پر بھروسہ نہیں
کرتا اور اسی طرح مسلمان اپنی بزدلی اور ذہنی خوف
کی وجہ سے ہندوؤن پر بھروسہ نہیں کرتا - اپنی تمام
تاریخ میں اسلام کا اصول عدیم المثال بہادری اور امن
رہا ہے - اس لئے مسلمانون کے لئے یہہ کوئی فخر کی
بات نہین ہو سکتی کہ وہ ہندوؤن سے خوف زدہ ہون
اسی طرح ہندوؤن کے لئے بھی یہہ بات قابل فخر نہیں
ہو سکتی کہ وہ مسلمانون سے ڈرین - اس حالت میں بھی
کہ انہیں تمام دنیا کے مسلمانون کی مدد حاصل ہو - کیا ہم
اس قدر گر گئے ہیں کہ ہم اپنی پرچھائین سے ڈرین ؟-

.... میں چاہتا ہون کہ تم جو پیغمبر کے وطن کے
لوگ ہو ہندوستان کے ہندو مسلمانون کے درمیان امن
قایم کرنے میں مدد کرو - مین یہہ نہیں بتا سکتا کہ تم کس
طریقہ سے ایسا کرو، لیکن اتنی بات مین تمہین یاد دلاؤن
کہ جہان ارادہ ہوتا ہے وہان راستے بھی پیدا ہو جاتے

تھیں - میں چاھتا ھوں کہ ملک عرب کے لوگ ایسی
حالات پیدا کرنے میں ھماری مدد کریں کہ مسلمان ھندو کی
مدد کرنا اپنا فرض سمجھے اور اسی طرح ھندو مسلمان کی -

"Nations Voice" (P. 100)

امید ایمان پر مبنی

ایک ھندو اور قطعی طور پر گوشت نہ کھانے والے
ھندو اور گائے کے ایک ایسے پرستار کی حیثیت سے جو
گائے کا اتنا ھی احترام کرتا ھے جتنا کہ اپنی ماں کا، میرا
یہہ دعوی ھے کہ مسلمانوں کو اگر وہ ایسا چاھتے ھیں تو
گائے ذبح کرنے کی پوری آزادی حاصل ھونی چاھئے -
لیکن یہہ ضرور ھے کہ یہہ آزادی حفظان صحت کے اصولوں
سے مشروط ھو اور وہ یہہ کام اس طرح کریں کہ
آن کے ھندو ھمسایوں کی دل آزاری نہ ھو، فرقہ واری
اتحاد کے لئے مسلمانوں کے اس حق کو تسلیم کرنا ضروری
ھے اور یہہ ھی ایک طریقہ گائے کی حفاظت کرنے کا
بھی ھے - سنہ ۱۹۲۱ ع میں ھزارھا گائیں خود مسلمانوں
کی کوشش سے بچائی گئیں - باوجود آن کالے بادلوں کے
جو ھمارے سر پر جھوم رھے ھیں میں اس امید سے
دست بردار نہیں ھو سکتا کہ یہہ بادل چھٹ جائیں گے
اور ھمیں اس بد نصیب ملک میں پھر فرقہ واری امن حاصل
ھوگا اگر مجھہ سے اس بات کا ثبوت مانگا جائے تو میں

سوائے اس کے کوئی جواب نہین دے سکتا کہ میری امید

میرے ایمان پر مبنی ہے اور ایمان کسی ثبوت کا مطالبہ

نہین کرتا ۔

"To Hindus & Muslims" Edited by Hingorani.
P. 476.

اھمسا کا امتحان

مین نے جنوبی افریقہ ھی مین اس بات کا کافی احساس

کرلیا تھا کہ مسلمانوں اور ھندوؤں کے درمیان حقیقی

اتحاد نہین ھے اسی لئے مین نے اتحاد کی راہ سے رکاوٹ

کو دور کرنے کے کسی موقع کو ھاتھ سے جانے نہ دیا ۔

یہہ میری فطرت نہ تھی کہ مین کسی کی تعریف و توصیف

کرکے یا اپنی عزت نفس کو نقصان پہونچا کر خوش کرون

لیکن جنوبی افریقہ کے تجربات نے مجھے یقین دلادیا تھا

کہ سب سے زیادہ ھندو مسلم اتحاد ھی کے سوال پر میری

اھمسا کا امتحان ھوگا اور یہی مسئلہ میری اھمسا کے

تجربات کا وسیع ترین میدان ھے ۔ یہی یقین مجھے اب

بھی ھے ۔ اپنی زندگی کے ھر لمحہ میں میں اس بات کو

محسوس کرتا ھون کہ خدا میرا امتحان لے رہا ھے ۔

"Story of my Exeperments" P. 357.

.... کہا جاتا ھے کہ ویدک عقائد جینیون کے عقائد

سے مختلف ھیں ۔ لیکن ان دونون فرقون کے لوگ دو

مختلف قوموں سے تو تعلق نہیں رکھتے، حقیقت یہہ ھے کہ ہم غلام ہو گئے ہیں اس لئے آپس مین لڑتے ھین اور چاہتے ھین کہ کوئی تیسرا فریق ھمارے جھگڑوں کا فیصلہ کیا کرے۔ جس طرح ھندوؤں مین تنگ نظر لوگ ھیں اسی طرح مسلمانوں مین بھی ھین۔ جس قدر ھم ترقی کرین کے اسی قدر ھم اس بات کو سمجھین کے کہ ھمین ان لوگوں سے جھگڑنے کی ضرورت نہیں جن کے مذہب کو ھم قبول نہین کرتے۔

(ھند سوراج صفحہ ۶۲ - ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۰۸ع)

خوابون کی دنیا

اگر ھندو یہہ سمجھتے ھین کہ ھندستان مین صرف ھندو ھی رھیں تو وہ خوابوں کی دنیا مین رھتے ھین، تمام ھندو مسلمان پارسی اور عیسائی جنھوں نے ھندستان کو اپنا وطن بنایا ھے آپس مین ھموطن ھیں اور انھیں متحد ھو کر رھنا ھوگا، خواہ اپنے مفادات ھی کے لئے ایسا کرنا پڑے۔ دنیا کے کسی حصہ مین ایک قومیت اور مذہب کی یکسانیت لازم و ملزوم چیز نہیں ھے اور نہ ھندوستان میں کبھی ایسا ھوا ھے۔

(ھندسوراج صفحہ ۶۲ - ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۰۸ع)

قومیت کی روح

ھندستان صرف اس لئے قومی اتحاد سے محروم نہین ھو سکتا کہ مختلف عقائد کے لوگ اس ملک میں رھتے ھیں

...... ملک میں جذب کرنے کی قابلیت ہونی چاہئے -
ہندستان ایسا ہی ملک ہے - حقیقت تو یہہ ہے
کہ یہاں اتنے ہی مختلف عقائد ہیں جس قدر کہ باشندے
ہیں - لیکن جو لوگ قومیت کی روح کو محسوس کرتے
ہیں وہ ایک دوسرے کے مذہب میں مداخلت نہیں
کیا کرتے -
(ہند سواراج صفحہ ۶۲ - ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۰۸ع)

اپنی حماقت پر الزام

اگر دو بھائی صلح کے ساتھہ رہنا چاہتے ہوں تو
کیا کسی تیسرے فریق کے لئے ممکن ہے کہ انہیں ایک
دوسرے سے جدا کر سکے؟ لیکن اگر وہ فساد کے مشوروں
پر کان دھریں تو میں انہیں کم عقل سمجھونگا - اگر انگریز
ہمیں ایک دوسرے سے جدا کر سکیں تو ہم کو انگریزوں
پر الزام رکھنے کے بجائے اپنی حماقت پر الزام رکھنا
چاہئے - ایک مٹی کا برتن پتھر کی پہلی ضرب سے نہیں
تو دوسری سے ضرور ٹوٹ جائے گا - برتن کو اس
خطرہ سے بچانے کی یہہ صورت نہیں ہے کہ اسے خطرہ
کی جگہ سے ہٹا لیا جائے بلکہ اس کے تحفظ کی صورت
ہے کہ اس برتن کو آوے کی آگ میں رکھہ کر اتنا سخت
بنا لیا جائے کہ وہ ٹوٹ ہی نہ سکے - اسی طرح ہمیں
اپنے دلوں کو پکا بنانا چاہئے - پھر ہم محفوظ ہوجائیں

سکے - یہہ کام هندوؤں کے لئے آسان هے اس لئے کہ وہ تعداد میں زیادہ هیں اور زیادہ تعلیم یافتہ هونے کا بهی دعوی کرتے هیں - لہذا وہ مسلمانوں کے ساتهہ اپنے خوشگوار تعلقات کو ان حملوں سے بچانے کا بہتر انتظام کر سکتے هیں -

(هند سواراج صفحہ ۶۲ - ۳۲ نومبر سنہ ۱۹۰۸ع)

دوستی کا امتحان

دوستی کا امتحان وہ امداد هے جو مصیبت کے وقت دی جائے اور وہ بهی غیر مشروط امداد - ایسا تعاون جس کا کوئی معاوضہ هو ایک تجارتی معاهدہ هے - وہ دوستی نہیں - مشروط تعاون ایک ایسا ناقص سیمنٹ هے جو اپنی جگہہ مضبوطی سے چپکتا نہیں - اگر هندو مسلمانوں کے مطالبہ کو قرین انصاف سمجهتے هیں تو اُن کا یہہ فرض هے کہ وہ مسلمانوں کے ساتهہ تعاون کریں - اگر مسلمان اپنا فرض سمجهتے هیں کہ هندوؤں کے احساسات کو ٹهیس نہ لگائیں تو قربانی گاؤ کو بند کردیں - وہ ایسا کر سکتے هیں قطع نظر اس امر کے کہ هندو اُن کے ساتهہ تعاون کرتے هیں یا نہیں - باوجودیکہ بحیثیت ایک هندو کے میں گائے کی پرستش میں کسی سے کم نہیں هوں لیکن میں گائے کشی کے بند کرنے کو هندوؤں کے تعاون کی ایک شرط اول بنانا نہیں چاهتا - هندوؤں کا غیر مشروط تعاون هی گائے کی حفاظت کا طریقہ هے -

(ینگ انڈیا - ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۹ع)

مقصد کا اشتراک

اتحاد کن چیزوں پر مشتمل ہے اور کس قدر اس کو ترقی دی جاسکتی ہے؟ اس کا جواب بالکل سادہ ہے۔ اتحاد منحصر ہے ایک مقصد کے اشتراک، ایک مشترک منزل اور ایک دوسرے کے رنج میں شریک ہونے پر۔ اس کو بہترین طریقہ سے صرف اسی طرح ترقی دی جاسکتی ہے کہ ہم ایک مشترک منزل تک پہونچنے کے لئے باہم تعاون کریں۔ ایک دوسرے کے رنج میں شریک ہوں اور ایک دوسرے کے ساتھ روا داری برتیں۔

(ینگ انڈیا - ۲۵ فروری سنہ ۱۹۲۰ ع)

ایک ہی ماں۔ ایک ہی خون

ایک نیک کام میں مسلمانوں کی مدد کرنا ہندستان کی خدمت کرنا ہے اس لئے کہ مسلمان اور ہندو ایک ہی خون سے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ ایک ہی ماں (بھارت ماتا) کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔

(ینگ انڈیا - ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۲۱ ع)

محض پیوند

جو اتحاد ہم چاہتے ہیں وہ محض پیوند لگانا نہیں ہے بلکہ دلوں کا ایسا اتحاد ہے جو اس حقیقت کے اعتراف پر مبنی ہو کہ ہندستان کے لئے سوراج ایک

ناممکن العمل خواب نہیں ہے - اگر ہندستان کے ہندو اور مسلمانوں میں مضبوط اتحاد قائم نہ ہوسکے تو محض عارضی صلح اور سمجھوتہ بیکار ہے اور نہ یہہ اتحاد ایک دوسرے کے متعلق اندیشہ ناک رہ کر قائم ہوسکتا ہے - ضروری ہے کہ یہہ اتحاد دو مساوی فریقوں کا اشتراک ہو، تاکہ ہر فریق دوسرے کا احترام کرے -

(ینگ انڈیا - ٦ اکتوبر سنہ ١٩٢٠ع)

ہوا میں گھونسا

جب تک دو فریق نہ ہوں جھگڑا کیونکر ہوسکتا ہے - اگر میں مسلمانوں سے لڑنا نہ چاہوں تو وہ مجھے زبردستی کسی جھگڑے میں کیسے پھانسے گا - اسی طرح میں بھی بے اختیار ہوجاؤنگا جب مسلمان مجھے سے جھگڑا کرنے پر آمادہ نہ ہوسکے - جو باز و ہوا میں گھونسا ماریگا وہ خود ہی جھٹکا کھائے گا - اگر ہر شخص اپنے مذہب کی اصل بنیاد کو سمجھے اور اس پر قائم رہے اور جھوٹے معلموں کو اس بات کی اجازت نہ دے کہ وہ اس کے خیالات خراب کریں تو پھر جھگڑے اور فساد کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے گی -

(ہند سواراج صفحہ ٦٢ - ٢٢ نومبر سنہ ١٩٠٨ع)

اتحاد کے غلط معنے

ہم اپنے اتحاد کے معنی غلط سمجھیں گے اگر ہم یہہ

سمجھیں کہ چونکہ ہم گزرے ہوئے زمانہ میں آپس میں لڑے تھے اس لئے ہم آیندہ بھی لڑتے رہیں گے الّا یہ کہ کوئی ایسا طاقتور عنصر جیسے کہ انگریز ہیں بزور شمشیر ہمیں ایک دوسرے پر حملہ کرنے سے روکے رھے - مگر مجھے یقین ھے کہ اسلام اور ہندو دھرم کی تعلیمات میں کسی ایسے عقیدہ کی کوئی سند موجود نہیں -

(ینگ انڈیا - ۶ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ ع

خانہ جنگی

ہر حکومت چوروں اور لٹیروں کے معاملہ میں تو عوام کی حفاظت کرسکتی ھے، لیکن جب ایک فرقہ دوسرے کا بائیکاٹ کرتا ہو تو کوئی سوراجی حکومت بھی عوام کی حفاظت نہیں کرسکتی - جب جھگڑے زندگی کا روزمرہ ہوجائیں تو پھر اسے خانہ جنگی کہتے ہیں اور پھر فریقین کو لڑ جھگڑ کر ھی فیصلہ کرنا پڑتا ھے -

(ینگ انڈیا - ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ ع

تیسرا فریق

کسی بات سے بھی یہہ گمان صحیح ثابت نہیں ہوتا کہ برطانوی حکومت سے پہلے ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے لڑتے رہتے تھے - مجھے یقین ھے کہ "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کے برطانوی مسلک ھی نے ہمارے

اختلافات کو بڑھایا اور وہ بڑھتا ہی رہے گا تاوقتیکہ ہم اس بات کو تسلیم کر لیں کہ ہمارے لئے باوجود اس مسلک کے متحد ہو جانا ضروری ہے -

(ینگ انڈیا - ۲۶ فروری سنہ ۱۹۲۰ ع)

عقل و فہم

اگر برطانوی حکومت یہہ سمجھتی ہے کہ وہی ہمیں ایک دوسرے سے لڑنے میں روک رہی ہے تو جس قدر جلد ہمیں ایک دوسرے سے لڑنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے وہی ہماری مردانگی، ہمارے مذہب اور ہمارے ملک کے لئے بہتر ہوگا - یہہ کوئی عجیب بات نہ ہوگی اگر ہم آپس میں لڑ کر عقل و فہم حاصل کر لیں -

(ینگ انڈیا - ۱۱ مئی سنہ ۱۹۲۱ ع

پہلے انسان بننا چاہئے

میں حقیقی اتحاد سے مایوس ہو جاؤں گا اگر ہم برطانوی وردیوں کے سایہ میں اور برطانوی عدالتوں کے سامنے جھوٹی شہادتوں سے لڑتے رہیں گے - ہمیں اپنی حکومت قایم کرنے سے پہلے انسان بننا چاہئے -

(ینگ انڈیا - ۲ اپریل سنہ ۱۹۲۰ ع)

فیاضانہ طرز فکر

ہندو کے لئے جو چیز غیر ضروری ہے وہ ممکن ہے

که مسلمان کے لئے ضروری ہو - تمام غیر ضروری مسائل
میں ہندوؤں کو بغیر کہے دست بردار ہو جانا چاهئے -
یہہ خفیف باتوں پر لڑنا ایک مجرمانہ حماقت ھے - جو
اتحاد هم چاهتے ھیں وہ اُسی وقت قائم ہو سکتا ھے
جب که هم ایک دوسرے کے ساتھہ فیاضانہ طرز فکر اختیار
کریں -

(ینگ انڈیا - ۱۱ مئی سنہ ۱۹۲۱ع)

بھروسہ کرو

هم هندستان میں اُن انگریزوں سے کچھہ نہیں کہتے
جن کے لئے هر روز سینکڑوں گائیں کاٹی جاتی هیں - همارے
راجے بھی اپنے انگریز مہمانوں کے لئے گائے کا گوشت
مہیا کرنے میں کوئی تکلف نہیں کرتے - لہذا گائے کی
حفاظت کا سوال گویا صرف مسلمانوں ھی سے اُس کو
بچانے تک محدود ھے - گائے کی حفاظت کے اس اُلٹے طریقے
کی وجہ سے هندو مسلمانوں میں بہت کچھہ فساد ہو چکا
ھے - اس فساد کی وجہ سے غالباً زیادہ تعداد میں گائیں
ذبح ہوئیں - لیکن اگر صحیح طریقہ پر پروپیگنڈا کیا جاتا
تو ایسا نہ ہوتا .... (اگر هم صحیح طریقہ پر
کام کریں) تو مجھے ذرا بھی شبہ نہیں کہ همیں مسلمانوں
کی تائید حاصل ہوگی - اور جب هم اُن کی مذهبی تقاریب
میں گائے کشی کو زبردستی روکنے سے احتراز کرین گے

تو انہیں گائے کی قربانی پر اصرار کرنے کا کوئی موقع نہ ملیگا - ہماری طرف سے اگر زبردستی کی جائے گی تو اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ دو بدو جواب ملیگا اور احساسات زیادہ تلخ ہوجائینگے - ہم مسلمان یا کسی فرقہ کو بھی جبراً اپنے مذہبی اور دوسرے احساسات کا احترام کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے لیکن فی الحقیقت ہم دوسروں کے برادرانہ احساس کو بیدار کر کے ہی یہہ مقصد حاصل کر سکتے ہیں - ہندوؤں کے لئے میرا یہہ مشورہ ہے کہ مسلمانوں کی ان کی مصیبت کے وقت فیاضی اور قربانی کی اسپرٹ میں اپنے نقصان کا لحاظ کیئے بغیر پوری پوری امداد کر کے تم گائے کو بچالوگے - اسلام ایک بلند حوصلہ مذہب ہے اس پر اور اس کے متبعین پر بھروسہ کرو -

(ینگ انڈیا - ۸ جون سنہ ۱۹۲۱ ع)

مسلمانوں کی دوستی

ہر ہندو کا یہہ ایمان ہونا چاہئے کہ گائے کو صرف مسلمانوں کی دوستی ہی بچا سکتی ہے - ہمیں صاف طور پر تسلیم کرنا چاہئے کہ گائے کی پوری حفاظت مسلمانوں کے نیک ارادوں پر منحصر ہے -

(ینگ انڈیا - ۸ جون سنہ ۱۹۲۱ ع)

ایک مفاد ایسا بھی ھے

تیسرا فریق - ھمیں تسلیم کرنا چاھئیے کہ ایک مفاد ایسا بھی ھے جو عملاً اس بات کی تدبیر کرتا رھتا ھے کہ ھم ھندو اور مسلمان ایک دوسرے سے جدا رکھے جائیں - یہی مفاد یہہ بھی کر سکتا ھے کہ بظاھر اس معاملے میں (گاؤ کشی) ھندوؤں کے جذبات کے ساتھہ بہت کچھہ ھمدردی ظاھر کرے مگر میں تو سمجھتا ھوں کہ ایسی ھمدردی سے مجھے خبردار رھنا چاھئیے اور اُس پر بھروسہ نہ کرنا چاھئیے - (ینگ انڈیا - ۸ جون سنہ ۱۹۲۱ ع)

کھوکلی اور سستی چیز

ھندو مسلم اتحاد بہت ھی کھوکلی اور سستی چیز ھوگا اگر وہ صرف اس بات پر منحصر ھو کہ جیسا ایک کرے گا ویساھی دوسرا بھی کرے گا - کیا شوھر کی وفاداری بیوی کی وفاداری سے مشروط ھے اور کیا ایک عورت بد چلنی اختیار کر سکتی ھے اگر اُس کا شوھر بھی بد چلن ھو ؟ ازدواج ایک بہت ھی ادنی چیز ھوجائے گی اگر اس معاھدہ کے فریقین اپنے طرز عمل کو صرف ایک دوسرے کا بدلہ قرار دیں - اتحاد بھی ازدواج کی طرح مقدس ھے - (ینگ انڈیا - ۲۶ جون سنہ ۱۹۲۲ ع)

دباو

جتنا زیادہ دباؤ ھم مسلمانوں پر ڈالیں گے اتنی ھی

زیادہ گائیں ذبح ہوں گی - ہمیں چاہئے کہ مسلمانوں کو اُن کے احساس فرض کے حوالہ کردیں اور اسی طرح ہم گائے کی سب سے زیادہ خدمت کریں گے -

(ینگ انڈیا - ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۲۱ ع)

حقیقی مساوات

ہندو حلقوں میں یہہ شکایت اکثر سنی جاتی ہے کہ مسلمان کانگرس میں شریک نہیں ہوتے یا سوراج فنڈ میں چندہ نہیں دیتے - قدرتی سوال یہہ ہے کہ کیا انہیں ایسا کرنے کی دعوت دی گئی ہے - ہر ضلع میں ہندوؤں کو خاص طور پر یہہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اپنے مسلمان ہمسایوں کو ترغیب دیں - اُس وقت تک حقیقی مساوات ممکن ہی نہیں جب تک کہ ایک فریق دوسرے کو اپنے سے کمتر سمجھتا ہو - مساوی درجہ کے لوگوں کے درمیان ایک دوسرے کی سرپرستی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - مسلمانوں کو جہاں وہ اقلیت میں ہوں یہہ محسوس نہیں ہونا چاہئے کہ وہ تعداد یا تعلیم میں دوسروں سے کم ہیں -

(ینگ انڈیا ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۲۱ ع)

خدائی جوہر

ہم نے انتقام لئے بغیر اپنے عقیدہ کے لئے مرنے کا خدائی جوہر بھلا دیا ہے - اسی طرح ہم نے حفاظت

خود اختیاری کے لئے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر قوت استعمال کرنے کا فن بھی بھلا دیا ہے - مگر ہندو مسلم اتحاد کچھہ بھی نہیں اگر وہ بہادر مردوں اور بہادر عورتوں کے درمیان وجہ اشتراک نہ ہو، ہمیں ہمیشہ ایک دوسرے پر بھروسہ کرنا چاہئیے لیکن آخری صورت میں ہمیں اپنے اوپر اور اپنے خدا پر بھروسہ کرنا چاہئے -

(ینگ انڈیا - ۲۹ ستمبر سنہ ۱۹۲۱ ع)

حقیقت مسلمہ

میں مسلمانوں کی دوستی محبت کے ذریعہ سے حاصل کرنا چاہتا ہوں - اور اگر محبت صرف ایک ہی قوم کے اندر بھی باقی رہے تو ہماری زندگی میں اتحاد ایک حقیقت مسلمہ ہوجائے گا -

(ینگ انڈیا - ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ ع)

غیر ملکی تسلط سے کم

ہم ابھی تک صاف طور پر نہیں سمجھتے کہ دونوں قوموں میں دل کھول کر لڑ لینے کا امکان غیر ملکی اقتدار کے تسلط سے کم درجہ کی برائی ہے -

(ینگ انڈیا - ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ ع)

بزدلی کا دامن

برسوں تک انگریز آپس میں لڑتے رہے قبل اس کے کہ وہ پر امن زندگی شروع کر سکیں - فرانسیسی آپس میں اس وحشیانہ طریقہ سے لڑے جس کی مثال زمانہ حال میں نہیں مل سکتی - امریکی بھی اس خانہ جنگی میں کچھہ کم نہ رہے تب وہ اپنا ایک دستور بنا سکے - ہمیں اپنی بزدلی کا دامن اس خوف کی وجہ سے نہ پکڑنا چاہئے کہ آپس میں لڑنے کا اندیشہ موجود ہے -

(ینگ انڈیا - ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ع)

تیسرا فریق

میری یہہ قطعی رائے ہے کہ کوئی اتحاد ممکن نہیں جب تک تیسرا فریق یہاں موجود ہے - اُسی نے مصنوعی امتیازات قائم کئے ہیں اور وہی اُن کو قائم رکھتا ہے - اُس کی موجودگی میں ہندو مسلمان دونوں، بلکہ وہ تمام جماعتیں جو بظاہر اس وقت ایک دوسرے سے ٹکرار ہی ہیں اُسی کی طرف امداد و تائید کی اُمید کے ساتھہ دیکھیں گی اور اُنہیں اُسی سے تائید حاصل ہوگی -

(ہریجن - ۲۴ مئی سنہ ۱۹۴۲ع)

اتحاد کے بغیر

ہندو مسلمان سکھہ پارسی اور عیسائی اور دوسرے

ہندستانیون کے درمیان اتحاد کے بغیر سوراج کا نام لینا فضول ہے .... مختلف فرقوں کے درمیان ایک غیر متزلزل اتحاد قایم کرنا ناگزیر ہے تا کہ ہم آزادی حاصل کر سکیں - (ینگ انڈیا - ۱۴ فروری سنہ ۱۹۲۲ ع)

کمزوری سے خوف

کمزوری سے خوف پیدا ہوتا ہے اور خوف سے بے اعتمادی - ہم دونوں اپنے اندیشوں کو دل سے نکال دین بلکہ اگر ہم میں سے ایک فریق بھی ایسا کرے گا تو ہمارے جھگڑے بند ہو جائیں گے -

(ینگ انڈیا - ۱۴ فروری سنہ ۱۹۲۴ ع)

اتحاد محض ایک مصلحت

منقسم رہ کر ہم ہمیشہ ہمیشہ غلام رہیں گے اس لئے اتحاد محض ایک مصلحت نہیں ہو سکتا کہ اسے ترک کر دیا جائے جب مناسب ہو - ہم اس اتحاد کو صرف اسی وقت ترک کر سکتے ہیں جب ہم سوراج سے بیزار ہو جائین - ہندو مسلمانون کا اتحاد ہمارا ایسا عقیدہ ہونا چاہئیے جو ہمیشہ ہمیشہ اور ہر حالت میں قائم رہے -

(ینگ انڈیا - ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۲۲ ع.)

خاردار مسئلہ

میرے لئے سوراج کا حاصل کرنا اس بات پر منحصر نہیں کہ انگریزی کابینہ کیا سوچتی ہے اور کیا کہتی ہے بلکہ وہ کلیتہ منحصر ہے اس خاردار مسئلہ (ہندو مسلم اتحاد) کے پائدار اور معقول فیصلہ پر۔ بغیر اس کے ہر چیز ہمارے سامنے تاریک ہے۔

(ینگ انڈیا - ۳ اپریل سنہ ۱۹۲۴ع)

غنڈے

غنڈوں پر الزام رکھنا غلطی ہے۔ وہ کبھی شرارت نہیں کرتے جب تک ہم ان کے لئے فضا پیدا نہ کریں۔ جو کچھہ بمبئی میں ولی عہد کی آمد کے موقع پر سنہ ۱۹۲۱ع میں ہوا تھا وہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ہم نے تخم ریزی کی اور غنڈوں نے پھل کھائے۔ ہمارے ہی آدمی ان کے پس پشت تھے۔ مجھے یہہ کہنے میں ذرا بھی باک نہیں کہ ملتان، سہارنپور اور دوسرے مقامات پر عزت دار مسلمان (سب نہیں) ان بداعمالیوں کے ذمہ دار ہیں۔ اسی طرح میں یہہ بھی مانتا ہوں کہ کرتارپور اور آرہ میں عزت دار ہندو شرارتوں کے ذمہ دار تھے۔ اگر یہہ صحیح ہے کہ پلول میں ہم نے کچی مسجد کے بجائے پختہ مسجد بنانے کو روکا تو یہہ کام غنڈوں

کا تو نہیں ہو سکتا ۔ اس کا جواب تو عزت دار ہندوؤں سے طلب کرنا ہوگا ۔ ہمیں یہہ طریقہ قطعاً ترک کردینا چاہئے کہ ایسے کاموں کی ذمہ داری سے عزت دار طبقہ کو مبرا سمجھیں ۔

اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہندو بہت بڑی غلطی کریں گے اگر وہ اپنے تحفظ کے لئے غنڈوں کو منظم کریں، اس طرح وہ کڑھائی سے نکل کر چولہے میں گریں گے ۔ بنئے اور برہمن کو غنڈوں کے مقابلہ میں اپنی مدافعت کرنا سیکھنا چاہئے ۔ ان غنڈوں کا تو ایک طبقہ ہی جداگانہ ہے خواہ ان کا نام مسلمان ہو یا ہندو ....

(ینگ انڈیا ۔ ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۲۴ع)

گائے کی حفاظت

باوجودیکہ میں گائے کی حفاظت کو ہندو مذہب کا مرکزی عقیدہ سمجھتا ہوں .... میں کبھی نہ سمجھ سکا کہ مسلمانوں کی اس معاملہ میں اس قدر مخالفت کیوں ہے ۔ ہم اس گاؤ کشی کا کوئی ذکر نہیں کرتے جو انگریزوں کے لئے ہر روز ہوا کرتی ہے مگر ہمارا غصہ سرخ انگارا ہوجاتا ہے جب کوئی مسلمان گائے کو ذبح کرتا ہے ۔ گائے کے نام پر جتنے بلوے ہوئے ہیں ان میں کوششیں ضائع کی گئی ہیں ۔ ان فسادوں سے ایک بھی

گائے نہیں بچائی جا سکی، بر خلاف اس کے ان فسادات سے مسلمانوں کی ضد بڑھ گئی اور گاؤ کشی زیادہ ہو گئی مجھے یقین ہے کہ سنہ ۱۹۲۱ ع میں مسلمانوں کی رضامندی اور فیاضانہ کوششوں سے زیادہ گائیں بچائی جاسکینگی بمقابلہ اُن کوششوں کے جو ہندوؤں نے گزشتہ ۲۰ سال میں کیں - گائے کی حفاظت خود ہماری طرف سے شروع ہونی چاہئیے - دنیا کے کسی حصہ میں شاید مویشی کے ساتھ اتنا برا برتاؤ نہیں ہوتا جتنا کہ ہندستان میں ہوتا ہے - میں ہندو گاڑی ہانکنے والوں کو اپنی نوک سے بیلوں کو گودتے دیکھ کر بعض اوقات رو پڑا ہوں - ہمارے مویشی کی نیم فاقہ زدہ حالت ہمارے لئے باعث شرم ہے - گایوں کے گلے قصابوں کی چھری کے تلے اس لئے آتے ہیں کہ ہندو اُن کو فروخت کرتے ہیں - گائے کی حفاظت کا تنہا با عزت طریقہ یہی ہے کہ مسلمانوں کو دوست بنایا جائے اور اُن کے احساس حق پر اس بات کو چھوڑ دیا جائے کہ وہ گائے کی حفاظت کریں -

(ینگ انڈیا - ۲۹ مئی سنہ ۱۹۲۴ ع)

حب وطن کے خلاف

ہندو ہندستان میں سوراج چاہتے ہیں نہ کہ ہندو راج - اگر ہندو راج بھی ہو اور اس میں غیر ہندوؤں کے

ساتھ رواداری شرط ہو تو اس میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے جگہ ہو گی ۔ .... میں تو ہندو راج کا خواب دیکھنا بھی حب وطن کے خلاف سمجھتا ہوں ۔

(ینگ انڈیا ۔ ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ ع)

مسلمان اچھوت

مولانا حسرت موہانی نے مجھ سے کہا کہ ہندوؤں کی خاطر مسلمانوں کو گائے کی حفاظت کرنا چاہئے اور ہندوؤں کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کو اچھوت نہ سمجھیں جیسا کہ بقول ان کے شمالی ہندستان میں مسلمان سمجھے جاتے ہیں ۔ میں نے آن سے کہا کہ میں اس معاملہ میں آپ سے کوئی سودا نہ کروں گا ۔ اگر مسلمان سمجھتے ہیں کہ آن کا فرض ہے کہ ہندوؤں کی خاطر گائے کی حفاظت کریں تو وہ ایسا کریں بلالحاظ اس امر کے کہ ہندو آن کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں ۔ میری رائے میں تو یہہ ایک گناہ ہے کہ اگر ہندو مسلمان کو اچھوت سمجھے ۔ آسے ایسا نہیں سمجھنا چاہئے ۔ قطع نظر اس امر کے کہ مسلمان گائے کو مارتا ہے یا آس کی حفاظت کرتا ہے ۔

(ینگ انڈیا ۔ ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ ع)

انسان حیوان

واقعہ یہہ ہے کہ جب خون کھولتا ہے، تعصب کا پلہ

بھاری ہوتا ہے تو انسان خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان یا کچھ اور حیوان بن جاتا ہے اور حیوانوں کے کام کرنے لگتا ہے۔

(ینگ انڈیا - ۲۹ مئی سنہ ۱۹۲۴ع)

شیشہ کے گھروں میں

جس وقت ان کے شبہات دل سے نکل جائیں تو مسلمان بہادر ہیں اور فیاض ہیں۔ ہندو جو خود شیشہ کے گھروں میں رہتے ہیں کوئی حق نہیں رکھتے کہ وہ اپنے مسلمان ہمسایوں پر پتھر پھینکیں، یہہ بھی تو دیکھیں کہ اپنے پست فرقوں کے ساتھہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ اور ہم نے کیا کیا ہے۔ اگر کافر ایک ملامتی لفظ ہے تو اس سے کتنا زیادہ ملامتی لفظ چنڈال ہے۔ دنیا کے مذاہب کی تاریخ میں اس طرز عمل کی کوئی مثال نہیں مل سکتی جو ہم نے اپنے پست فرقوں کے ساتھہ اختیار کیا۔ اور افسوس یہہ ہے کہ یہہ طرز عمل ابھی تک جاری ہے .... اسلام کی تاریخ میں اگر اخلاقی برائیاں ہیں تو اس کے بہت سے صفحات روشن بھی ہیں۔ اپنی عظمت کے زمانہ میں اسلام غیر فرقہ وارانہ تھا۔ ساری دنیا اس کی تعریف کرتی تھی............اسلام جھوٹا مذہب نہیں ہے۔ ہندو ذرا اسے پڑھیں تو وہ اس کو پسند کریں گے جس طرح کہ میں پسند کرتا ہوں۔

اگر اب مسلمان سخت اور متعصب ہو گیا ہے تو ہمیں تسلیم کرنا چاہئے کہ اس کو ایسا بنانے میں ہمارا حصہ بھی کچھ کم نہیں ہے -

(ینگ انڈیا - ۲۹ مئی سنہ ۱۹۲۴ع)

خوش اخلاقی یا خوشامد

مجھ پر مسلمانوں کی طرفداری کا الزام دگنی قوت سے دھرایا جارہا ہے - ہندو کہتے ہیں کہ میں ہندوؤں کے نقائص بیان کرنے میں مبالغہ کرتا ہوں اور مسلمانوں کے عیوب کو گھٹا کر دکھاتا ہوں - ایک طرح تو میں بھی اس الزام کو تسلیم کرتا ہوں - اگر صحیح فیصلہ کرنا ہے تو ہمیں حالات کو صحیح زاویۂ نظر سے دیکھنا چاہئے - عادت نے قدرتی طریقۂ کار کو بلٹا دیا ہے - ہم خود اپنی غلطیوں کا وزن کم محسوس کرتے ہیں اور اپنے مخالف کے عیبوں کا وزن زیادہ بتاتے ہیں - اسی لئے عدم رواداری کا رحجان پیدا ہوتا ہے ......معترضین کو یہ نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ بعض سمجھ رہے ہیں کہ میں کسی سیاسی مقصد کے حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کی خوشامد کر رہا ہوں - میرے لئے یہ کام ناممکن ہے اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ اتحاد خوشامد اور چاپلوسی سے حاصل نہیں ہو سکتا - خوش اخلاقی

کو خوشامد نہ سمجھنا چاہئے۔ اور نہ ڈھٹائی کو بے خوفی اور بہادری ۔

(ینگ انڈیا ۔ ۱۲ جون سنہ ۱۹۲۴ع)

بڑے دل کی ضرورت ہے

میں جانتا ہوں کہ بہت سے ہندو ایسا خیال کرتے ہیں لیکن سچی بات یہہ ہے کہ ایک ایسی فضا میں جس پر بدگمانی اور جذبات حاوی ہیں غیر جنبہ داری کو جنبہ داری ضرور سمجھا جائے گا، آن ہندوؤں کو جو اسلام یا مسلمانوں میں کوئی خوبی بھی دیکھنے سے انکار کرتے ہیں قدرتاً صدمہ ہوتا ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ اسلام اور اس کے پیرووں کی طرف سے کوئی صفائی پیش کی جارہی ہے مگر مجھہ پر تو کوئی اثر نہیں ہوتا اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ کسی دن تو میرے ہندو معترضین میرے اندازہ کی صحت کو تسلیم کرلیں گے ۔ وہ غالباً اس بات کو تسلیم کرلیں گے کہ جب تک ہر فریق ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے کے نقطہ نظر اور کمزوریوں کو گوارا کرنے کے لئے تیار نہ ہو اتحاد ہو ہی نہیں سکتا ۔ اس کے لئے ایک بڑے دل کی ضرورت ہے جس کے معنی یہہ ہیں کہ ہمیں دوسروں کے ساتھہ وہی کرنا چاہئے جو ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھہ کریں ۔

(ینگ انڈیا ۔ ۷ اگست سنہ ۱۹۲۴ع)

رواداری

سچے هندو مسلم اتحاد کا اقتضا یهه هے که مسلمان نه صرف مصلحتاً، نه صرف ایک پالیسی کی طرح بلکه اپنے مذهب کے ایک جزو کے طور پر دوسروں کے مذهب سے رواداری برتیں - اسی طرح هندوؤں سے بهی توقع کی جاتی هے که وه بهی اسی قسم کی رواداری دوسروں کے مذهب کے ساتهه برتیں گے - خواه وه مذاهب هندوؤں کے مذهبی احساس کے لئے کتنے هی ناگوار کیوں نه هوں -

(ینگ انڈیا - ۲۸ اگست سنه ۱۹۲۴ع)

میں فسادات کا ذمه دار

میں جانتا هوں که بهت سے هندو یهه محسوس کرتے هیں که میں ایسے بهت سے واقعات (فسادات) کا ذمه دار هوں - اس لئے که وه یهه کهتے هیں که میں نے هی بڑی حد تک مسلمان عوام میں بیداری پیدا کی - میں اس الزام کو تسلیم کرتا هوں لیکن میں اپنے کئے پر پشیمان نهیں هوں .... مسلمانوں کے ساتهه میرے اتحاد میں یهه شرط مسلمه هے که وه میرے بتوں اور میرے مندروں کے روادار هوں گے -

(ینگ انڈیا - ۲۸ اگست سنه ۱۹۲۴ع)

انتقام کا خیال

ہندوؤں کو چاہئے کہ انتقام کے خیال کو دل سے نکال دیں - انتقام کے خیال کا تجربہ آدم کے وقت سے اس وقت تک ہوتا رہا ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ یہہ طریقہ ہمیشہ ناکام رہا ہے - ہم اس کے زہریلی اثر کے تحت ہمیشہ کراہتے رہے ہیں - سب سے زیادہ ضروری یہہ ہے کہ ہندو مندروں کا انتقام لینے کے لئے مسجدوں کو نہ توڑیں - اس طریقہ کا نتیجہ غلامی اور اس سے بھی بدتر ہوگا - اگر ہزار مندر بھی خاک میں ملا دئے جائیں تب بھی میں کسی ایک مسجد کو ہاتھہ نہ لگاؤں گا - اور اس طرح مذہبی مجنونوں کے نام نہاد عقیدہ پر اپنے عقیدہ کی برتری ثابت کروں گا .... ہندو اپنے مذہب کی اور اپنے مندروں کی حفاظت اس طرح نہیں کرسکتے کہ وہ اس کے بدلے میں مسجدوں کو توڑ ڈالیں اور اس طرح اپنے کو اتنا ہی مجنون ثابت کریں جتنے کہ وہ لوگ ہیں جو مندروں کی بے حرمتی کررہے ہیں - ان نامعلوم اشخاص سے جو اس ہنگامہ کے پردہ میں ہیں میں کہتا ہوں کہ "یاد رکھو کہ اسلام تمہارے عمل سے جانچا جارہا ہے" -

(ینگ انڈیا - ۲۸ اگست سنہ ۱۹۲۴ع)

اسلام کی حفاظت لاٹھی سے

میں اُن سے (مسلمانوں سے) صرف یہہ کہتا ہوں
کہ ”تم اسلام کی حفاظت لاٹھی یا تلوار سے نہیں کر سکتے۔
لاٹھی کا زمانہ گزر گیا۔ اب ہر مذہب اُس کے پیروؤں
کی پاک نفسی سے جانچا جائے گا۔ اگر تم اپنے عقائد کی
مدافعت کا کام غنڈوں کے سپرد کردو گے تو اسلام کو
سخت نقصان پہونچاؤ گے۔ اُس صورت میں اسلام فقراء
اور اللہ کے پوجنے والوں کا مذہب نہ رہے گا۔

(ینگ انڈیا - ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ع)

اپنے خون سے

میں دونوں قوموں کے درمیان بہترین واسطہ بننا
چاہتا ہوں - **میری تمنا یہہ ہے کہ اگر ضرورت**
ہو تو دونوں کو اپنے خون سے اس طرح
متحد کردوں جس طرح سیمنٹ دو چیزوں
کو ایک دوسرے میں ضم کردیتا ہے۔
لیکن پہلے اس سے کہ میں ایسا کرسکوں مجھے مسلمانوں
پر یہہ ثابت کرنا ہوگا کہ میں اُن کا دوست ہوں - میرا
مذہب مجھے سکھاتا ہے کہ میں سب سے مساوی طور پر محبت
کروں - ایسا کرنے میں خدا میری مدد کرے۔

(ینگ انڈیا - ۲۵ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ع)

خدا کے منکر

اُن ہندو اور مسلمانوں کے لئے جو مجھ سے محبت کرنے کا دعوی کرتے ہیں یہہ ایک تنبیہ ہے کہ اگر اُنہوں نے سچے دل سے میرے ساتھہ محبت کی ہے اور اگر میں اُن کی محبت کا مستحق ہوں تو وہ بھی میرے ساتھہ اس گناہ کا کفارہ دیں کہ ہم اپنے دلوں میں خدا کے منکر ہو گئے - ایک دوسرے کے مذہب کو بدنام کرنا، غیر ذمہ دارانہ بیانات دینے، جھوٹی باتیں زبان پر لانا - بے خطا لوگوں کے سر توڑنا - مسجدوں اور مندروں کی بے حرمتی کرنا یہہ سب خدا کا منکر ہونے کے برابر ہے .... ہم شیطان کی بات پر کان دھرتے ہیں .... میں کسی ہندو یا مسلمان سے یہہ نہیں کہتا کہ وہ اپنے مذہب کے ایک ذرہ سے بھی دست بردار ہو جائے، مگر یہہ تو سمجھ لے کہ مذہب کیا ہے؟ ....

(ینگ انڈیا - ۲۵ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ع)

سودا کئے بغیر

اگر ہندو مذہب اسلام سے یا غیر ہندو مذہبوں سے نفرت کرنے کی تعلیم دیتا ہے تو اُس کی قسمت میں تباہی لکھی ہے - پس ہر قوم کو دوسری قوم سے سودا کئے بغیر اپنی حالت کو درست کرنا چاہئے -

(ینگ انڈیا - ۱۷ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ع)

اگر غلام رہنا نہیں چاہتے

آج تو ہندو مسلم اتحاد محض ایک خواب معلوم ہوتا ہے - میں دیکھہ رہا ہوں کہ دونوں لڑنے کی تیاریاں کر رہے ہیں - ہر فریق یہہ دعوی کرتا ہے کہ وہ اپنی حفاظت کرنے کی تیاری کر رہا ہے - کسی حد تک ہر فریق صحیح کہتا ہے - اگر انہیں لڑنا ہی ہے تو بہادری کے ساتھہ لڑنا چاہئے - اور پولیس اور عدالتوں کی امداد سے بے نیاز ہو جانا چاہئے ....

اگر ہم غلام رہنا نہیں چاہتے تو ہمیں برطانوی سنگینوں اور عدالتوں کے غیر یقنی انصاف پر بھروسہ ترک کر دنیا چاہئے - ان دونوں پر بھروسہ کرنے سے احتراز کرنے کی تعلیم سواراج کی تعلیم ہے ....

کیا ہم میں اتنی منفی جرات بھی نہ ہو گی کہ ہم انگریزوں کی مدد سے . نیاز ہو جائیں ؟ ہم دیکھہ چکے ہیں کہ ایسا کرنا ممکن ہے اگر ہم آپس مین نہ لڑین .... ہر حالت میں زخمی سر پر پٹی باندہ کر سیدھا کھڑا رہنا اپنے سر کو بچانے کے لئے پیٹ کے بل سر کنے سے بہتر ہے -

(ینگ انڈیا - ۲ اپریل سنہ ۱۹۲۵ ع)

.

عوام ہمیشہ نہین بہکائے جا سکتے

خوش قسمتی سے ہندو مسلم اتحاد کی آخری تکمیل

ہمارے مذہبی اور سیاسی لیڈروں پر منحصر نہیں ہے
اس کا انحصار دونوں قوموں کے عوام کی وسیع النظر
پر ہے - یہہ عوام ہمیشہ تو نہیں بہکائے جاسکتے -
(ینگ انڈیا - ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۲۵ع)

احمقانہ غصہ اور جہل

انصاف اور محض انصاف کی آواز احمقانہ غصہ اور جہل کا مظاہرہ ہے، خواہ وہ مسلمانوں کی طرف سے ہو یا ہندوؤں کی طرف سے، جب تک کہ ہندو یا مسلمان انصاف انصاف پکارتے رہیں گے وہ کبھی متحد نہیں ہوسکتے انصاف اور صرف انصاف کا آخری کلمہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے مرادف ہوجاتا ہے - انگریز کیوں ایک انچہ بھی وہ زمین واپس کرے جو اس نے ملک گیری کے ذریعہ سے حاصل کی ہے - اور ہندستانی جب انہیں قوت حاصل ہو تو ہر وہ چیز انگریزوں کے حلق سے کیوں نہ اگلوالیں جو انہوں نے ہندستانیوں کے آباؤاجداد کو لوٹ کر حاصل کی تھی - لیکن جب ہم کوئی تصفیہ کرینگے تو ہم اسے نام نہاد انصاف کی ترازو میں نہ تولیں گے بلکہ ہم اپنے حساب کتاب میں تسلیم و رضا کا عنصر داخل کرینگے جسے دوسرے لفظوں مین محبت اور ہمدردی کہتے ہیں - یہی صورت اس وقت ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان بھی ہوگی جب ہم ایک دوسرے

کے سروں کو کافی توڑ چکیں کے اور ایک دوسرے کا خون بہا چکیں گے اور پھر اپنی حماقت کو محسوس کریں گے اس وقت محض انصاف کی ترازو ہماری نظر سے گر جائے گی اور ہم تسلیم کریں گے کہ دوستی کا قانون انتقام نہیں ھے اور نہ عدالت - بلکہ دوستی کا قانون سوائے تسلیم و رضا کے کچھہ نہیں - ھندو کو گائے ذبح ہوتے دیکھنا گوارا نہ ہوگا اور مسلمانوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ھندوؤں کے احساسات کو مجروح کرنے کے لئے گائے کی قربانی قانون اسلام کے خلاف ھے - جب خوش قسمتی کا وہ دن آئے گا تو ہم ایک دوسرے کی خوبیوں کا علم حاصل کریں گے - ہماری برائیاں ہماری نظر پر حاوی نہ ہونگی - وہ دن بہت دور ہو یا بہت قریب ہو میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ دن جلد آئے گا - بہر حال میں سوائے اس کے اور کسی مقصد کے لئے کام نہیں کر سکتا -

(ینگ انڈیا - ۹ جولائی سنہ ۱۹۲۵ع)

خدا ھمیں عقل و فہم دے

باوجودیکہ ہم دونوں (ھندو - مسلمان) ایک ھی مادر وطن کے بچے ھیں، ایک ھی کھانا کھاتے ھیں، لیکن ایک دوسرے کو اب ہم اپنے دلوں میں کوئی جگہ نہیں دیتے - ھمیں نہایت عاجزی کے ساتھہ دعا کرنی چاھئے

کہ خدا ہمیں عقل و فہم عطا کرے -

(ینگ انڈیا ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۲۷ع)

ہندو مسلم اتحاد ہو کر رہے گا

میرے اندر کوئی چیز مجھسے بتاتی ہے کہ ہندو مسلم اتحاد ہو کر رہے گا اور شاید توقع سے زیادہ جلد ہو گا۔ یعنی خدا کسی دن ہم پر ہماری خواہش کے خلاف اس اتحاد کو طاری کر دے گا -

(ینگ انڈیا - ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۲۷ ع)

اپنے قلب سے رجوع کرو

اور وہ کیا چیز ہے جس کے لئے ہم لڑ رہے ہیں' ہندو بت پرست ہوں اور ہم غلطی کر رہے ہوں (یہہ ممکن ہے) لیکن خدا نے ہر انسان کو غلطی کرنے کا حق دیا ہے - پھر جب خدا ہمیں باوجود بت پرست ہونے کے زندہ رہنے کی اجازت دیتا ہے تو مسلمان کیوں ہمارے وجود کو گوارا نہ کریں؟ اور اگر ایک مسلمان یہہ سمجھتا ہے کہ اس کے لئے گائے کو ذبح کرنا ضروری ہے تو ہندو اس کو زبردستی کیوں روکنا چاہے؟ کیوں نہ اس کے سامنے دوزانو ہو کر التجا کرے؟ مگر ہم ایسا کوئی عمل اختیار کرنا نہیں چاہتے تو پھر خدا کسی دن ہندوؤں اور مسلمانوں کو وہ ہی کرنے پر مجبور

کر دے گا جو ہم آج از خود نہیں کرتے - اگر تم ایمان رکھتے ہو تو مین التجا کرتا ہوں کہ اپنے قلب سے رجوع کرو اور اس قلب مین رہنے والے خدا سے دعا کرو کہ وہ تمہارے ہاتھوں کو خطا سے روکے اور صواب کی انجام دہی پر آمادہ کرے -

(ینگ انڈیا - ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۲۷ ع)

دیوانہ گاندھی

میرے لئے مسرت صرف اپنا فرض انجام دینے میں ہے، اور اس یقین مین کہ کسی دن مسلمان ہندوؤں سے متحد ہو جائین گے - اس وقت ہر شخص کہے گا کہ یہہ اچھا نتیجہ اس دیوانے گاندھی کی کوششوں کا ہے جو اسی مقصد کے لئے جدو جہد کرتے ہوئے مر گیا -

(ینگ انڈیا - ۳ مارچ سنہ ۱۹۲۷ ع)

جان دینے کی جرات

میں اب بھی اتحاد پر اتنا ہی ایمان رکھتا ہوں جتنا کہ پہلے رکھتا تھا - اگر یہہ اتحاد میرے جان دینے سے حاصل ہو سکتا ہے تو مجھہ میں جان دینے کی جرات اور جان دینے کا ارادہ کافی ہے -

(ینگ انڈیا - ۱۶ جون سنہ ۱۹۲۷ ع)

مذہب کے نام پر

ہم میں سے بعض خدائے رحیم کی بے حرمتی کر رہے ہیں اور مذہب کے نام پر وحشیانہ حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ نہ تو قتل و خون ریزی اور نہ برادر کشی کسی مذہب کی حفاظت کر سکتی ہے۔ جو مذہب مذہب کہے جانے کے قابل ہوگا اس کی حفاظت صرف پاکیزگی نفس انکساری اور بے خوفی ہی سے کی جا سکتی ہے .... کوئی سمجھوتہ جو ان شرطوں سے آزاد ہو محض ایک دفع الوقتی ہوگا۔

(ینگ انڈیا - ۱۶ جون سنہ ۱۹۲۷ ع)

جھگڑالو عناصر

ایک غیر ملکی حکومت سے رجوع کرنا کہ وہ ہمارے درمیان تصفیہ کر دے کمزوری کی علامت ہے نہ کہ سوراج کے لئے ہماری قابلیت کی ....اگر ہم نام نہاد لیڈر اپنے جھگڑالو عناصر پر کوئی اثر نہیں رکھتے تو ہمارا سمجھوتہ یقیناً لازماً غیر حقیقی اور بے کار ہوگا۔

(ینگ انڈیا - ۱۶ جون سنہ ۱۹۲۷ ع)

رنگیلا رسول

مسلمانوں کے خلاف ایسی تحریروں کو روکنا جیسی

که "رنگیلا رسول" ہے۔ ہندوؤں کا کام ہے، جس طرح ہندوؤں کے خلاف تحریروں کا روکنا مسلمانوں کا کام ہے۔ یا تو یہہ بات لیڈروں کے قابو سے باہر ہو گئی ہے یا وہ ان حرکتوں کی تائید کرتے ہیں۔ بہر صورت حکومت کی امداد ہمیں ایک دوسرے کے ساتھہ روادار نہیں بنا سکتی۔

(ینگ انڈیا ــ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۹۲۷ ع)

ایک ماہر طبیب

کسی کو یہہ گمان نہ کرنا چاہئے کہ میں نے اس مسئلہ (ہندو مسلم اتحاد) سے ہمیشہ کے لئے ہاتھہ دھوئے ہیں۔ میں تو ایک ماہر طبیب کی طرح جسے اپنی دوا پر بھروسہ ہوتا ہے وقت کا منتظر ہوں۔ اس کا مجھے پورا یقین ہے کہ میری یہی دوا اس بظاہر ناقابل علاج مرض کے لئے اکسیر ہے اور یہہ کہ آخر کار دونوں یا ان میں سے ایک فریق میرے ہی علاج کو قبول کرنے پر مجبور ہوگا۔

(ینگ انڈیا ــ ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۲۷ ع)

بزدلوں کے لئے کوئی جگہ نہیں

اگر دونوں قوموں کے سوچنے سمجھنے والے طبقے

اس بزدلی اور حماقت کا اندازہ کر سکیں جو ان جھگڑوں کے پس پشت ہے تو ہم با آسانی یہہ جھگڑے ختم کرا سکتے ہیں ۔ اگر دونوں یا ان میں سے کوئی عقل سے کام لے تو یہی راستہ عدم تشدد کا ہو گا ۔ لیکن دونوں لڑتے رہیں اور صرف تلخ تجربہ سے عقل سیکھیں تو یہہ راستہ تشدد کا ہو گا ۔ بہر حال ایسی سماج میں جو آزادی کی لگن رکھتی ہو بزدلوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ۔ سوراج بزدلوں کا حصہ نہیں ہو سکتا ۔

(ینگ انڈیا ۔ ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۲۸ ع)

مستقبل خدا کے ہاتھہ میں

میرا یہہ عقیدہ کہ ایک دن کسی نہ کسی طرح مسلمانوں اور ہندوؤں کو ایک دوسرے کا دوست بننا ہی پڑے گا اب بھی اتنا ہی مضبوط ہے جتنا کہ پہلے تھا ۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کب اور کس طرح یہہ کام ہو گا ۔ مستقبل کلیتہ خدا کے ہاتھہ میں ہے ۔ لیکن اس نے ہمیں ایمان کا جہاز دیا ہے جس سے ہم شبہ کے سمندر کو عبور کرنے کے قابل ہو سکیں گے ۔

(ینگ انڈیا ۔ ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۲۸ ع)

بناوٹی تدبیریں

آزاد ہندوستان فرقہ واری نمایندگی پر گزارا نہیں

کر سکتا - تاہم اگر کوئی آزاد حکومت اقلیتوں سے
زبردستی کرنے پر مبنی نہیں ہو سکتی (اور نہیں ہو سکتی)
تو یہہ ضروری ہے کہ تمام فرقوں کو رضامند کیا جائے -
لیکن اب کانگریس کو ایک مشترکہ قومیت کی روح پیدا
کرنی ہے اور ایک ایسے اہم مسئلہ میں جیسا کہ فرقہ واری
مسئلہ ہے ضروری ہے کہ دفع الوقتی اور بناوٹی تدبیروں
سے احتراز کیا جائے -

(ینگ انڈیا - ۹ جنوری سنہ ۱۹۳۰ ع)

کانگریس اور انصاف

کانگریس تمام ایسے سمجھوتوں سے قطع نظر کرتی ہے
جو فرقہ واری بنیاد پر مبنی ہوں - لیکن اگر کبھی وہ
کسی ایسے سمجھوتہ پر غور کرنے کے لئے مجبور ہو جائے
تو صرف ایسے ہی سمجھوتے پر غور کرے گی جس سے تمام
فریقین کے لئے نہ صرف انصاف حاصل ہو بلکہ جس پر
وہ سب رضامند بھی ہو جائیں - اپنے وعدوں پر قائم
رہنے کے لئے کانگریس آزادی کی کسی ایسی تجویز کو
قبول نہیں کر سکتی (جہاں تک فرقہ واری حقوق کا تعلق
ہے) جو متعلقہ فریقین کو مطمئن نہ کر سکے -

(ینگ انڈیا - ۲۰ فروری سنہ ۱۹۳۰ ع)

اونچا پہاڑ

میں کبھی مسلمانوں کا دشمن نہیں ہو سکتا - خواہ

وہ فرداً فرداً یا اجتماعی طور پر میرے ساتھہ کچھہ ھی برتاؤ کرین - بالکل اسی طرح جس طرح مین انگریزوں کا دشمن نہین ہو سکتا خواہ وہ مظالم کے اس اونچے پہاڑ پر جو انہوں نے بنایا ھے کتنے ھی اور مظالم کا انبار کھڑا نہ کر دین -

(ینگ انڈیا - ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۳۰ ع)

میری برداشت سے باھر

اور کیا قیامت ہم نے برپا کی ھے - عورتوں کی توھین کی گئی اور بچے مار ڈالے گئے - کوئی ھندو اس خیال سے اپنے دل کو تسکین نہ دے کہ یہہ بچے مسلمانوں کے تھے اور کوئی مسلمان اس خیال سے تسکین حاصل نہ کرے کہ جو مارے گئے ہیں وہ ھندوؤں کے بچے تھے - میں ان دونوں کے (جو ایسا خیال کرتے ھین) مذھب سے واقف نہیں مگر اس حقیقت کو تسلیم کرنا ھی پڑے گا کہ ھندوؤں اور مسلمانوں دونوں نے اپنی عقل گنوائی ھے - وہ تمام بچے اس سر زمین کے بچے تھے - وہ ھماری مشترکہ مادر وطن کے بچے تھے - ان خونریز کارروائیوں نے مجھے حد درجہ شرمندہ کیا ھے - اور جو کوئی میری آواز سن سکے وہ سن لے کہ میں اعلان کرتا ھوں کہ کسی دن یہہ حالات میری برداشت سے باھر ھو جائیں گے.................. جس وقت میں محسوس کروں گا

کہ اب زندگی نا قابل برداشت ہے تو مجھے امید ہے کہ مجھ میں اتنی جرات ہے کہ ان خونریز جھگڑوں کا تماشا دیکھنے کے بجائے میں فاقے کر کے مر جاؤں............ میں مرجانا پسند کروں گا بہ نسبت اس کے کہ یہ دیکھوں کہ جو لوگ اپنے کو کانگریسی کہتے ہیں اور کانگریس کے عقیدے کی قسم کھاتے ہیں وہ اس عقیدہ کی اپنے دلوں میں یا علانیہ طور پر خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ اگر میں اس تضاد کو بے پروائی کے ساتھ دیکھتا رہوں تو میں دنیا کو اور خدا کو کیا منہ دکھاؤں گا۔۔ خدا مجھ سے کہے گا کہ میں جھوٹی اور دھوکہ اور فریب کی زندگی بسر کرتا رہا۔

(ینگ انڈیا - ۲ اپریل سنہ ۱۹۳۱ ع).

دو جداگانہ خانے

میرے دل میں وہی محبت مسلمانوں کے لئے ہے، میرے دل میں مسلمانوں کے درد کا احساس بھی اتنا ہی ہے جتنا کہ ہندوؤں کے درد کا۔ اگر میں اپنے دل کو چیر کر دکھا سکوں تو تمہیں معلوم ہوگا کہ میرے دل میں دو جداگانہ خانے نہیں ہیں کہ ایک ہندوؤں کے لئے مخصوص ہو اور دوسرا مسلمانوں کے لئے، اسی لئے میں اپنی ذمہ داری محسوس کرتا ہوں جب میں دیکھتا ہوں

کہ کوئی مسلمان ہندو پر یا کوئی ہندو کسی مسلمان پر حملہ کر رہا ہے - اب تک تو میں نے ان حالات کو برداشت کیا ہے لیکن انسانی تحمل اور برداشت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے -

(ینگ انڈیا - ۱۳ اگست سنہ ۱۹۳۱ ع)

یہیں پیدا ہوئے اور یہیں مرینگے

اچھا ہو یا برا - اب تو دونوں فرقے ہندستان کے ساتھہ وابستہ ہیں وہ ایک دوسرے کے ہمسایہ ہیں اور ایک ہی مادر وطن کی اولاد ہیں - وہ یہیں مرینگے اور یہیں پیدا ہوئے تھے - اگر وہ اپنی مرضی سے ایک دوسرے کا ساتھہ نہ دین گے تو قدرت انھیں آپس میں پر امن زندگی بسر کرنے پر مجبور کرے گی -

(ہریجن - ۲۹ اکتوبر سنہ ۱۹۳۸ ع)

اگر میرے دل کو چیر کر دیکھو

اگر تم میرے دل کو چیر کر دیکھو تو تم دیکھو گے کہ اس کے اندر ہندو مسلم اتحاد کی دعا اور تمنا ہر دم دن رات اور بغیر کسی وقفہ کے، خواہ میں سوتا ہوں یا جاگتا ہوں، جاری ہے -

(ہریجن - ۱۷ دسمبر سنہ ۱۹۳۸ ع)

مجھے شبہ نہیں

مجھے ذرا بھی شبہ نہیں کہ ایک دن تو ہمارے دل ضرور مل جائیں گے - آج جو بات نا ممکن معلوم ہوتی ہے اس کو خدا کل ممکن بنا دے گا - اسی دن کے لئے میں کام کرتا ہوں، زندہ ہوں اور دست بدعا ہوں -

(ہریجن - ۷ اکتوبر سنہ ۱۹۳۹ ع)

ایک قوم

(یہہ صاحب) اپنے خط کے آخری پیرا گراف میں ایک خطرناک اصول پیش کرتے ہیں - ہندستان کیوں ایک قوم نہیں ہے؟ مثلاً کیا وہ مغلوں کے زمانہ میں ایک نہ تھا؟ کیا ہندوستان دو قوموں پر مشتمل ہے؟ اگر ہے تو پھر دو قوموں ہی تک یہہ اصول کیوں کر محدود ہو سکتا ہے؟ کیا عیسائی تیسری قوم نہیں ہیں؟ پارسی چوتھی قوم نہیں ہیں؟ وغیرہ وغیرہ -- کیا چین کے مسلمان چینیوں سے جدا ایک قوم ہیں-؟ پنجاب کے مسلمان وہاں کے سکھوں اور ہندوؤں سے کیوں کر مختلف ہیں؟ کیا وہ سب پنجابی نہیں ہیں؟ ایک ہی پانی پیتے ہیں، ایک ہی ہوا کھاتے ہیں اور ایک ہی زمین سے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں اور کون سی چیز ایسی ہے جو انہیں اپنے مذہب کے اتباع سے روکتی ہو؟ کیا انگلستان کے مسلمان انگلستان کے انگریزوں سے مختلف کوئی

قوم ھیں ؟

یا پھر یہہ بات ھے کہ صرف ھندستان کے مسلمان ھی ایک الگ قوم ھین باقی کوئی دوسرا فرقہ علیحدہ نہیں ھے؟ کیا ھندستان کے دو ٹکرے کئے جائیں گے، ایک ھندو ۔۔ ایک مسلم ۔۔؟ اور ان مٹھی بھر مسلمانوں کا کیا حشر ھونا ھے جو سینکڑوں ایسے گانووں میں رھتے ھیں جہاں بالا دست اکثریت ھندؤں کی ھے؟ (تقسیم کا) جو طریقہ خط لکھنے والے صاحب نے پیش کیا ھے وہ تو جنگ و جدل کا طریقہ ھے۔۔

(ھریجن - ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۳۹ ع)

جدا گانہ قومین

ممکن ھے کہ یہہ دعوی کہ ھندستان میں مسلمان ایک جدا گانہ قوم ھیں قابل بحث ھو۔ لیکن یہہ تو میں نے کبھی نہیں سنا کہ دنیا میں اتنی ھی قومیں ھیں جتنے مذھب ھیں - اگر ایسا ھے تو پھر ماننا پڑے گا کہ جب کوئی شخص اپنا مذھب بدلتا ھے تو اس کی قومیت بھی بدل جاتی ھے - مجھے خط لکھنے والے صاحب کا تو یہہ خیال معلوم ھوتا ھے کہ انگریز، مصری، امریکی، جاپانی وغیرہ جدا گانہ قومیں نہیں ھیں - لیکن مسلمان، پارسی، سکھہ، ھندو، عیسائی، یہودی، بدھ، یہہ سب جدا گانہ قومیں ھیں، خواہ وہ کہیں پیدا ھوئی ھوں - مجھے اندشیہ

ھے کہ ان صاحب نے بہت ھی کمزور دلیل اختیار کی ھے۔

(ھریجن - ۱۱ نومبر سنہ ۱۹۳۹ع)

دو ٹکڑے

ھندستان کے دو ٹکڑے کرنے کی تجویز سامراج کی ترقی کا باعث ھوگی اس لئے کہ ایسا صرف انگریزوں کی سنگینوں ھی کے ذریعہ سے ھو سکتا ھے یا ایک خوفناک خانہ جنگی کے ذریعہ سے۔

(ھریجن - ۱۱ نومبر ۱۹۳۹ع)

سب سے بڑا دشمن

میرے پاس خطوط آتے ھیں اور مسلمانوں کے اردو اخباروں کے جو تراشے جمع ھیں اُن سے ظاھر ھوتا ھے کہ مجھے اسلام اور ھندستان کے مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن سمجھا جاتا ھے۔ ایک زمانہ میں میں اُن کا سب سے بڑا دوست کہا جاتا تھا، اُس وقت میں نے وہ توصیف گوارا کی تو اب بھی مجھے صبر کرنا چاھئے جبکہ میں دشمن سمجھا جارھا ھوں۔ حقیقت تو صرف اللہ ھی کو معلوم ھے۔ مگر مجھے خود اس بات کا یقین ھے کہ جو کچھہ میں کہتا ھوں یا سوچتا ھوں اُس مین میں اُن کا دشمن نہیں ھوں۔ وہ میرے خون شریک بھائی

ہیں اور ہمیشہ ایسے ہی رہیں کے خواہ وہ مجھے زیادہ سے زیادہ اپنے سے جدا کر دین -

(ہریجن - ۸ جون سنہ ۱۹۴۰ ع)

قوم پرست مسلمان

قوم پرست مسلمان کو صرف اس لئے برا کہنا کہ وہ کانگریس سے وابستہ ہیں غلط ہے، اگر وہ لیگ مین شریک ہو جائیں تو شاید وہ اچھے مسلمان بن جائیں گے! مجھے جن صاحب نے خط لکھا ہے انہیں کچھہ معلوم نہیں کہ کانگریسی مسلمان اتحاد پیدا کرنے کی کیا کوشش کر رہے ہیں - جس وقت یہہ اتحاد قائم ہو جائے گا تو مجھے یقین ہے کہ قوم پرست مسلمانون کو ہندوؤن اور مسلمانون دونون سے اپنی خدمت کا صلہ ملے گا - میں ان مسلمانون کے ساتھہ بیوفائی نہیں کرسکتا خواہ آن کی تعداد کتنی ہی کم ہو -

(ہریجن - ۸ جون سنہ ۱۹۴۰ ع)

بھائی بھائی

ہم سب اپنے خدا کے روبرو مساوی ہیں - ہندو، مسلمان، پارسی، عیسائی ایک ہی خدا کے پجاری ہیں - پھر ہم کیون آپس میں لڑتے ہیں؟

ہم سب بھائی بھائی ہیں حتے کہ قائد اعظم بھی میرے بھائی ہیں۔میں نے جو کچھہ اُن کے متعلق کہا ہے دل سے کہا ہے۔ کبھی ایک فضول لفظ بھی اُن کے متعلق میری زبان سے نہیں نکلا اور میں پھر کہتا ہوں کہ میں اُنھیں اپنا بنا لینا چاھتا ہوں .... ایک زمانہ تھا جب کوئی مسلمان ایسا نہ تھا جس کا اعتماد مجھے حاصل نہ ہو لیکن آج میں اُس اعتماد سے محروم ہو گیا ہوں اور اکثر اُردو اخبار مجھے برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ مجھے اِس کا افسوس نہیں بلکہ اس سے تو میرا یہہ یقین اور مضبوط ہوتا ہے کہ مسلمانوں سے تصفیہ کئے بغیر سوراج ممکن نہیں.................اُن کی طرح مین بھی قران پڑھتا ہوں اور میں اُن سے کہہ سکتا ہوں کہ قران ہندو اور مسلمانوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتا لیکن اگر مسلمان چاھتے ہیں کہ اُن کو ایسی جنت ملے جس میں ہندو نہ ہوں تو میں اُس پر بھی اعتراض نہ کروں گا۔

(ہریجن - ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۴۰ع)

میری روح بغاوت کرتی ہے

عدم تشدد پر ایمان رکھتے ہوئے میں ہندستان کی تقسیم کی مخالفت تشدد کے ساتھہ نہین کرسکتا۔ اگر درحقیقت مسلمان تقسیم چاھتے ہیں، تو میں اس

vivisection پر دل سے تو کبھی رضامند نہیں ہو سکتا۔ میں اس کو روکنے کے لئے عدم تشدد کا ہر طریقہ اختیار کروں گا اس لئے کہ تقسیم کے یہہ معنی ہیں کہ لاتعداد ہندوؤں اور مسلمانوں کی وہ محنت ضائع جائے جو انہوں نے ایک قوم بنکر رہنے کی کی ہے - میری تمام روح اس خیال کے مقابلہ میں بغاوت کرتی ہے کہ ہندو دھرم اور اسلام دو مخالف تہذیبوں اور عقیدوں کا نام ہے - اس لئے کہ میرا یقین تو یہہ ہے کہ قران اور گیتا کا خدا دونوں ایک ہیں اور ہم سب خواہ ہمارے نام کچھہ ہی ہوں ایک ہی خدا کے بچے ہیں - میں یقناً اس خیال کے خلاف بغاوت کروں گا کہ کروڑوں ہندستانی جو کل تک ہندو تھے اپنا مذہب بدلنے کی وجہ سے اپنی قومیت بھی بدل سکتے ہیں -

(ہریجن - ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۴۰ ع)

دلوں میں زہر

مذہب انسان کو خدا سے وابستہ کرتا ہے - کیا اسلام مسلمانوں کو صرف مسلمانوں ہی سے وابستہ کرتا ہے اور ہندو کا دشمن بناتا ہے؟ کیا پیغمبر کی تعلیم یہہ تھی کہ مسلمانوں کے لئے اور ان کے درمیان تو امن اور صلح ہو مگر غیر مسلموں سے جنگ........

جو لوگ مسلمانوں کے دلوں میں زہر پہونچا رہے ہیں
وہ اسلام کو بہت زیادہ نقصان پہونچا رہے ہین -

(ہریجن - ۴ مئی سنہ ۱۹۴۰ ع)

اصلی نام ہندو

عملی زندگی میں ہم دونوں کو (ہندو مسلمانوں) دو جداگانہ قوموں میں تقسیم کرنا نا ممکن ہے - ہم دو مختلف قومین نہیں ہیں - ہر مسلمان اگر اپنے خاندان کی تاریخ میں دور تک پیچھے جائے تو آسے معلوم ہوگا کہ آس کا اصلی نام ہندو نام ہے - ہر مسلمان دراصل ہندو ہی ہے جس نے اسلام قبول کر لیا ہے - ایسا کرنے سے کوئی جداگانہ قومیت تو پیدا نہیں ہوتی -

(ہریجن - ٦ جون سنہ ۱۹۴۰ ع)

دلوں کی جدائی

جداگانہ طریقہ انتخاب کا نتیجہ دلوں کی جدائی ہوا ہے - اس طریقہ میں باہمی بے اعتمادی اور مفادات کا تضاد تو سب سے پہلے فرض کر لیا جاتا ہے - اس طریقہ نے اختلافات کو دائمی بنانے اور بے اعتمادی کو بڑھانے میں مدد کی ہے -

(ہریجن - ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۴۲ ع)

فرقہ واری سمجھوتے

آزادی پارلیمانی کوششوں سے حاصل نہیں ہوگی - لہذا فرقہ واری سمجھوتے اگر ہو سکیں تو ایک حد تک اچھے ہیں - لیکن وہ محض بے قیمت ہیں اگو آن کی بنیاد دلوں کا اتحاد نہ ہو - بغیر اس کے ملک میں امن نہیں ہو سکتا............ پاکستان قائم کر کے بھی امن نہیں ہو سکتا اگر دلوں کا اتحاد نہ ہو -

(ہریجن - ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۴۲ ع)

علیگڈھ اور بنارس

کیا آپ (طلباء) اپنی یونیورسٹی (بنارس یونیورسٹی) میں علی گڈہ کے طالب علموں کو شریک ہونے کی ترغیب دے سکتے ہیں؟ کیا تم اپنے سے علی گڈہ کے طلباء کو مانوس کر سکتے ہو؟ میرے خیال میں یہہ تمہارا خاص کام ہونا چاہئے - تمہاری یونیورسٹی کو یہہ خاص خدمت انجام دینی چاہئے.......... کتنا ہی روپیہ تمہیں مل جائے مگر وہ معجزہ آس سے حاصل نہیں ہو سکتا جو میں چاہتا ہوں - یعنی ہندو مسلمانوں کے دلوں کا اتحاد - میں تو یہہ چاہتا ہوں کہ تم خود مسلمانوں کو یہاں آنے کی دعوت دو اگر وہ اس دعوت کو رد کر دیں تو آس سے آزردہ نہ ہو - تم ایک بہت عظیم الشان تہذیب

کے نمایندے ہو جو بقول لوکمانیہ تلک دس ہزار سال قدیم ہے - اور بعض کے قول کے مطابق اس سے بھی زیادہ، اس تہذیب کی خصوصیت یہہ ہے کہ وہ دنیا کو اپنا دوست بنائے، نام نہاد دشمنوں کو بھی اپنا دوست بنائے - ہماری تہذیب نے دریائے گنگا کی طرح بہت سے چشموں کو باہر سے اپنے اندر شامل کیا ہے اور میری دعا ہے کہ ہندو یونیورسٹی بھی جو ہندو تہذیب اور ہندو کلچر کی نمایندگی کرنے کی کوشش کر رہی ہے دوسری تہذیبوں کے بہترین عناصر کو دعوت دے - اور اپنے میں شامل کرے اور فرقہ واری اتحاد اور ہم آہنگی کا نمونہ بن جائے -

(ہریجن - یکم فروری سنہ ۱۹۴۲ ع)

انگریز ہٹ جائے

اس کی ضرورت نہیں کہ مجھے میرے اس بیان پر ملامت کی جائے - یعنی یہہ جو میں نے کہا ہے کہ بغیر اتحاد کے آزادی حاصل نہیں ہو سکتی - میں اس کا ایک لفظ بھی واپس نہیں لیتا - وہ کھلی ہوئی حقیقت ہے اسی پر غور کر کے میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ انگریزی طاقت سے کہا جائے کہ وہ ہٹ جائے - اس کے ہٹ جانے سے لازماً آزادی پیدا نہیں ہوتی - اس

حالت مین یا تو اتحاد پیدا هو سکے گا یا افراط و تفریط .... نیز یهه اندیشه بهی هو سکتا هے که کوئی تیسری قوت اس کی جگه حاصل کرے ۔

(هریجن ۔ ۲۲ مئی سنه ۱۹۴۲ ع)

تقسیم ایک گناه

مین هندستان کی تقسیم کو ایک گناه سمجهتا هون ۔ میں نے تو اپنے بیان مین صرف یهه راے ظاهر کی هے که اگر میرا همسایه گناه کا ارتکاب کرنا چاهے تو میں اسے ایسا کرنے سے روک نهیں سکتا، لیکن شری راج گوپال اچاری یهه گوارا کرتے هیں که اگر ان کا همسایه گناه کرے تو وه اسے گوارا کرلین ۔ میں کسی ایسے جرم میں شریک نهیں هو سکتا ۔

(هریجن ۔ ۲۴ مئی سنه ۱۹۴۲ ع)

پاکستان

آزادی کے لئے ایک عوامی تحریک کا آپ کیون کر تصور کر سکتے هیں جب تک که مسلمانون سے معامله طے نه کرلیں ۔ یهه ایک مسلم نامه نگار کا سوال هے جن کے خطوط سے میرے فائل بهرے پڑے هیں ۔ ایک وقت تها که میں بهی ایسا هی خیال کرتا تها ۔ لیکن اس وقت تو

میں یہہ دیکھہ رہا ہوں کہ مسلمانوں کے خیالات تک میری
رسائی نہیں - میں لیگ کے اخباروں کو پڑھنے کی کوشش
کرتا ہوں - وہ ایک حد تک مجھے مسلمانوں کے خیالات
سے واقف کرتے ہیں - آن کی رائے مین میں بالکل
ناقابل اعتماد ہوں - میری، خلافت کے زمانہ کی خدمات
بھی آن کی نظر میں بہت مشتبہ ہیں - مگر میں اچھی
طرح سمجھتا ہوں کہ یہہ ایک گزر جانے والی صورت حال
ہے - مجھے تو یقین ہے کہ میں نے کبھی کوئی برائی
مسلمانوں کے مفاد کے ساتھہ یا کسی مسلمان کے ساتھہ
نہیں کی - خدا کا شکر ہے کہ آج بھی متعدد مسلمانوں
کے متعلق میں یہہ دعوی کرسکتا ہوں کہ وہ میرے
دوست ہیں - مین نہیں جانتا کہ کس طرح اس بے اعتمادی
و رفع کروں - میرے نکتہ چین کہتے ہیں کہ "ہمین
پاکستان دو" میں کہتا ہوں کہ پاکستان دینا میرے اختیار
میں کب ہے - اگر مین اس مطالبہ کو حق بجانب سمجھتا
تو آس کے لئے لیگ کے پہلو بہ پہلو کام کرتا - مگر میں
ایسا تو نہین سمجھتا، میں چاہتا ہوں کہ کوئی مجھے یقین
دلا سکے کہ یہہ مطالبہ حق بجانب ہے - کسی شخص نے
بھی اس مطالبہ کے مضمرات مجھے نہیں بتائے ہیں -
پاکستان کے مخالف اخباروں مین جو مضمرات بتائے
جاتے ہیں وہ تو بہت ہی خوفناک ہین - لیکن میں

مخالفوں کے اعتراضوں کو بھی صحیح تسلیم نہیں کر سکتا یہہ بات تو مطالبہ کی حمایت کرنے والے ہی جان سکتے ھیں کہ وہ کیا چاھتے ھیں اور اُن کا مطلب کیا ھے۔ بلاشبہہ پاکستان کے حامی چاھتے ھیں کہ دوسروں کی رائے کو بدل دیں اور یہہ نہیں چاھتے کہ زبردستی کریں۔ لیکن کیا ایسی کوئی کوشش کی گئی ھے کہ مخالفوں کو دوستانہ طریقہ سے پاکستان کی حقیقت سمجھائی گئی ھو یا اُن کی رائے کو بدلنے کی کوشش کی گئی ھو؟ مجھے یقین ھے کہ نہ صرف میں بلکہ کانگریس بھی آمادہ ھے کہ اس طرح اُس کی رائے بدلنے کی کوشش کی جائے۔

.... انگریزوں سے سوائے اس کے اور کوئی سمجھوتہ ممکن نہیں کہ اُن کی حکومت ختم ھو جائے - اور اور وہ ھندستان سے دست بردار ھو جائیں...... ......(ایسا ھو جائے تو) لیگ اور کانگریس جو دو بڑی منظم جماعتیں ھیں آپس میں سمجھوتہ کر کے ایک ایسی عارضی حکومت قایم کر سکتی ھیں جسے سب قبول کر لیں اور اُس کے بعد منتخبہ مجلس دستور ساز بنائی جا سکتی ھے...........

....(میری موجودہ) تحریک کا واحد مقصد تو یہہ ھے کہ انگریزی اقتدار ختم ھو جائے............پھر کیوں وہ مسلمان بھی جو پاکستان چاھتے ھیں آزادی کی تحریک میں شریک نہ ھوں اور اس جد و جہد میں حصہ نہ لیں۔

البتہ اگر وہ انگریزوں کی مدد سے اور آن کی سرپرستی میں پاکستان حاصل کرنے کا عقیدہ رکھتے ہیں تو پھر یہہ بات دوسری ہے - اس معاملہ میں میرا کوئی مقام نہیں -

(ھریجن - ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۴۲ ع)

مسلمانوں کی گالیاں

مجھے مسلمانوں کی صداقت پر پورا بھروسہ ہے - میں آنھیں کبھی برا نہ کہوں گا خواہ وہ مجھے مارھی ڈالیں - آنھیں پورا حق حاصل ہے کہ میرے متعلق جو رائے چاھین قایم کرین - مگر مین تو اب بھی وھی پچھلے زمانہ کا آدمی ہوں - ممکن ہے کہ عارضی جوش کی حالت مین وہ مجھے برا بھلا کہیں - مگر اسلام ملامت کرنا نہیں سکھاتا، اگر ھندستان کے مسلمان محترم پیغمبر کے سچے ماننے والے ہیں تو انہیں پیغمبر کی تعلیمات پر صحیح طور سے عمل کرنا چاھئے - میرے لئے تو مسلمانوں کی گالیاں گولیوں سے بدتر ھیں لیکن پھر بھی میں آن کا سواگت کرنے کو تیار ھوں -

(اخباری اعلان - ۸ اگست سنہ ۱۹۴۲ ع)

بنی ادم کا خادم

مجھے اسلام یا مسلمانوں کا دشمن نہ سمجھو - میں

ہمیشہ تمہارا اور بنی آدم کا خادم اور دوست رہا ہوں -

(ہریجن - ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۴۴ع)

خدا میرا امتحان لے رہا ہے

میں نے جنوبی افریقہ ہی میں اس بات کا کافی احساس کر لیا تھا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان حقیقی اتحاد نہیں ہے - اسی لئے میں نے اتحاد کی راہ سے ہر رکاوٹ کو دور کرنے کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا - یہہ میری فطرت نہ تھی کہ میں کسی کی تعریف و توصیف کر کے یا اپنی عزت نفس کو نقصان پہونچا کر خوش کروں - لیکن جنوبی افریقہ کے تجربات نے مجھے یقین دلا دیا تھا کہ سب سے زیادہ ہندو مسلم تحاد ہی کے سوال پر میرے اہمسا کا سخت امتحان ہوگا ور یہی مسئلہ میری اہمسا کے تجربات کا وسیع ترین میدان ہے یہی یقین مجھے اب بھی ہے - اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں مین اس بات کو محسوس کرتا ہوں کہ خدا میرا امتحان لے رہا ہے -

(*Story of my Experiments with truth 1945, P 357*)

کس بات کی خوشی

آج ۲۶ جنوری کا دن یوم آزادی ہے - یہہ تقریب

اُس وقت تک تو موزوں تھی جب ہم آزادی کے لئے
جنگ کر رہے تھے، مگر ہم نے اس آزادی کو برتا نہ تھا
اب ہم نے اُس آزادی کو برت لیا ہے اور معلوم ہوتا
ہے کہ ہم مایوس ہوئے ہیں - کم از کم میں تو مایوس
ہوا ہوں، خواہ آپ ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں! ہم
آج کس بات کی خوشی منا رہے ہیں! ایسا تو ہرگز
نہیں ہے کہ ہم اپنی مایوسی کی خوشی منا رہے ہوں۔
البتہ یہہ ہمارا حق ہے کہ ہم اس توقع کی خوشی منائیں
کہ بدترین حالات ختم ہو چکے ہیں اور ہم اس راستے پر
پڑے ہیں جدھر ہم کمترین دیہاتی کو بھی یہہ بتا سکیں
کے کہ اس آزادی کے معنی غلامی سے اُس کی آزادی ہے
اور اب وہ ایسا پیدائشی غلام نہیں ہے جو صرف
ہندستان کے شہروں کی خدمت کرنے کے لئے پیدا
ہوا ہو .... (اور یہہ بھی ہم اُس کو بتا سکیں
گے کہ) اس آزادی کے معنی تمام طبقات اور فرقوں کی
مساوات کے ہیں اور ہرگز یہہ معنی نہیں کہ کسی
اکثریتی فرقہ کو کسی اقلیت پر، خواہ وہ تعداد میں
کتنی ہی کمتر اور اثر میں کمزور ہو، بالادستی اور تفوق
حاصل ہو .... اپنے دلوں سے اس امید کو
دور نہ ہونے دو، ایسی صورت میں دل آزردہ ہو جاتا
ہے .... میں حیران ہو کر سوچا کرتا ہوں کہ
کیا ہم اقتداری سیاست (Power Politics) کے بخار سے

بھی آزاد رھیں گے جو مشرق و مغرب میں تمام سیاسی دنیا کو لاحق ھوتا ھے ۔؟

(۲۶ جنوری سنہ ۱۹۴۶ ع)

یوم ماتم

آج مسلمان ھندوؤں کو بیگانگی کی نظر سے دیکھتے ھیں -- غلط یا صحیح لیگ یقین کرتی ھے کہ ھندوؤں نے اُس کو نظر انداز کیا یا دھوکہ دیا اور اس لئے وہ غصہ میں ھے - اس دن کو مسلمان "یوم ماتم" قرار دیتے ھیں مگر یہہ نہیں ھو سکتا کہ وہ ایسا کرنے کی وجہ سے میرے بھائی نہ رھیں - **کوئی شخص اپنے بھائی کے غصہ کا جواب غصہ سے نہیں دے سکتا ۔** لہذا باوجودیکہ ھندو "یوم ماتم" میں شریک نہیں ھو سکتے لیکن یہہ اُن کا فرض ھے کہ وہ جہاں تک ممکن ھو مسلمانوں سے قریب آنے کی کوشش کریں اور اُن کو خوشیاں منا کر اشتعال نہ دلائیں -- .... اس موقع پر اپنے اندرون پر روشنی ڈالیں اور معلوم کریں کہ کیا واقعی اُنھوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھہ کوئی نا انصافی کی ھے ؟ اگر ایسا ھوا ھے تو وہ صاف طور پر اس کا اعتراف کریں اور اُس کی اصلاح کریں ...... وزراء کا دوسرا کام یہہ ھے کہ فرقہ واری

اتحاد کو جلد سے جلد حاصل کریں - یہہ کام کسی سرکاری اعلان کے جاری کرنے سے نہیں ہو سکتا - **وزراء کو اس مقصد کے لئے اپنی زندگی وقف کرنی ہوگی اور ضرورت ہو تو اس کے لئے مرنا ہوگا** - اگر مجھے اختیار ہوتا تو میں اعلان کرتا کہ آیندہ سے اندرونی امن قائم کرنے کے لئے فوج استعمال نہیں کی جائے گی - ذاتی طور پر تو اس غرض کے لئے میں پولس کو بھی استعمال کرنا پسند نہ کرتا -

"یوم ماتم"

(ہریجن - ۸ ستمبر سنہ ۱۹۴۶ ع)

اپنی طرف کھینچنا ہے

لیڈروں کا فرض کیا ہے؟ نئے وزیروں کا کیا فرض ہے؟ اُن کو ہمیشہ فرقہ واری ہم آہنگی تلاش کرنی ہے، لیکن کبھی دھمکیوں کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف اُسی کی خاطر (صرف اس لئے کہ وہ اچھی اور ضروری چیز ہے) - میں مسلمان اور ہر غیر ہندو کو اپنا خون شریک بھائی سمجھتا ہوں اس لئے نہیں کہ اُس کو یہہ کہہ کر خوش کروں بلکہ اس لئے کہ وہ بھی اسی مادر وطن کے بطن

سے پیدا ہوا ہے جس سے میں پیدا ہوا ہوں ۔ اُس سے میرا یہہ رشتہ صرف اس لئے نہیں ٹوٹ سکتا کہ وہ مجھہ سے نفرت کرتا ہے یا مجھہ سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کرتا ہے ۔ مجھے تو اُس کو اپنی طرف کھینچنا ہے خواہ وہ کتنا ہی مجھہ سے کھنچے ۔

"کلکتہ کے فسادات ۔ تریاق"

(ہریجن ۔ ۸ ستمبر سنہ ۱۹۴۶ع)

صدا بصحرا

مجھے اپنی شکست کا اعتراف کرنا چاہئے ۔ میں جانتا ہوں کہ آج میری صدا' بصحرا ہے ۔ پھر بھی میں دعوی کرتا ہوں کہ میرا ہی بتایا ہوا حل صحیح ہے ۔ میں کبھی اس رائے کی تائید نہیں کر سکتا کہ چونکہ کسی فرقہ کے بعض لوگوں نے وحشیانہ افعال کئے ہیں اس لئے پورے فرقہ کو یک قلم قابل ملامت قرار دیا جائے اور برادری سے خارج کر دیا جائے ۔

مسلم لیگ ہندوؤں کو گالیاں دے اور اعلان کرے کہ ہندستان دار الحرب ہے جہاں جہاد کا قانون نافذ ہونا چاہئے اور یہہ کہ تمام مسلمان جو کانگریس کے ساتھہ کام کرتے ہیں quisling ہیں جو فنا کر دینے کے لایق ہیں لیکن باوجود اس بے ہنگم چیخ پکار کے

ہمیں اس امید سے دست بردار نہ ہونا چاہئے کہ ہم کسی دن مسلمانوں کو اپنا دوست بنالیں گے اور انہیں اپنی محبت کا قیدی بنا کر رکھیں گے ....

(ہریجن - ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۴۶ ع)

تمسخر انگیز

آج کوئی اجنبی جو ہندستان کی ریل گاڑیوں میں سفر کر رہا ہو حیران ہو جائے گا جب وہ پہلی دفعہ ریلوے اسٹیشنوں پر پانی اور دوسری اشیاء کے متعلق ہندو یا مسلم ہونے کی یہہ تمسخر انگیز آواز سنے گا۔

یہی غنیمت ہے کہ ہم ایک ہی ہوا میں سانس لینا اور ایک ہی دھرتی ماتا پر قدم رکھنا گوارا کرلیتے ہیں!

"ہندو پانی اور مسلم پانی"

(ہریجن - ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۴۶ ع)

کانگریس کی قبر

ایک فریق کا برا کام فریق مقابل کے لئے برے کام کی سند نہین ہو سکتا .... مجھے اندیشہ ہے کہ اگر بہار مین بداعمالی جاری رہی تو ہندستان کے تمام

ہندو دنیا بھر میں قابل ملامت قرار پائیں گے ۔ ممکن ہے کہ بہاری ہندوؤں کی بد اعمالیاں قائد اعظم جناح کے اس طعنے کو حق بجانب ثابت کر دیں کہ کانگریس ایک ہندو ادارہ ہے باوجودیکہ وہ شیخی مارتا ہے کہ اس کے اندر سکھ، مسلمان، عیسائی، پارسی اور دوسرے لوگ بھی شریک ہیں.........بہار کو، جس نے کانگریس کے وقار کو اس قدر ترقی دی ہے، کانگریس کی قبر نہ کھودنی چاہئے ۔

(ہریجن ۔ ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۴۶ع)

کوئی اثر نہیں!

کانگریس عوام کی جماعت ہے ۔ مسلم لیگ ہمارے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی جماعت ہے ۔ اگر کانگریس جہاں بھی برسراقتدار ہے وہاں مسلمانوں کی حفاظت نہیں کر سکتی تو پھر کانگریسی وزیراعظم کا کیا فائدہ ہے؟ اسی طرح لیگی صوبہ میں اگر لیگ کا وزیر اعظم ہندوؤں کی حفاظت نہیں کر سکتا تو پھر لیگی وزیر اعظم کے وجود کا نتیجہ کیا؟ اگر ان دونوں میں سے کوئی مسلم یا ہندو اقلیت کی حفاظت کرنے کے لئے اپنے اپنے صوبہ میں فوج کی مدد لیتا ہے تو اس کے صرف یہہ معنی ہیں کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی بحرانی حالت میں اپنے صوبہ کی عام آبادی پر کوئی اثر نہیں رکھتا ۔ اگر یہہ

حالت ہے تو اس کے معنی صرف یہہ ہیں کہ ہم دونوں انگریزوں کو دعوت دے رہے ہیں کہ وہ اپنا شاہی اقتدار ہندستان پر قائم رکھیں، یہہ ایک ایسا معاملہ ہے جس پر ہم دونوں کو بہت کچھہ غور کرنا چاہئے۔

............ہم ہمیشہ غنڈوں پر الزام رکھدیا کرتے ہیں لیکن ہم ہی تو ہیں جو غنڈوں کے پیدا ہونے کا اور ان کی ہمت افزائی کا سبب ہیں۔ اس لئے یہہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ جو کچھہ خرابی ہوتی ہے وہ غنڈوں کا کام ہوتا ہے............

"فساد بہار"

(ہریجن - ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۴۶ع)

پروا نہیں!

وہ آزادی چاہتے تھے، وہ اپنا سب کچھہ کانگریس پر قربان کر دینے کے لئے آمادہ تھے............ .... کیا وہ اب اس سب کو برباد کر دینا چاہتے ہیں جو کانگریس نے گذشتہ ۶۰ برس میں کیا ہے؟ میں کہہ چکا ہوں کہ اگر تم اتنے بہادر نہیں ہو کہ عدم تشدد کی راہ پر چل سکو تو تم ضرب کا جواب ضرب سے دے سکتے ہو۔ لیکن تشدد کے لئے بھی ایک اخلاقی قانون ہے اس کے بغیر

تشدد کے شعلے ان ہی کو بھسم کر دیں گے جو ان شعلوں کو بھڑکاتے ہیں - مجھے پروا نہیں اگر وہ سب جل کر خاکستر ہو جائیں - مگر میں ہندستان کی آزادی کی بربادی گوارا نہیں کر سکتا -

"فساد بہار"

(ہریجن - ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۴۶ع)

اندر کی آواز

بہار کی خبروں نے مجھے ہلا دیا ہے - مجھے اپنا فرض صاف معلوم ہو رہا ہے - بہار سے میرا رشتہ بہت گہرا ہے - میں کیونکر اس بات کو بھول سکتا ہوں کہ اگر جو کچھہ سنا جاتا ہے اُس کا نصف بھی صحیح ہے تو اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہار نے انسانیت کو ترک کر دیا - **اس سب کا الزام غنڈوں پر رکھہ دینا غلط ہے**......... میرے اندر کی آواز مجھہ سے کہتی ہے کہ تم کو اس دیوانہ وار قتل و خون کا تماشہ دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہنا چاہئے، اگر لوگ اس حقیقت کو نہیں دیکھتے جو دن کی روشنی کی طرح واضح ہے اور جو کچھہ تم کہتے ہو اُس کی پروا نہیں کرتے تو کیا اس کے یہہ معنی نہیں کہ تمہارا زمانہ ختم ہوا؟

جواہر لال کو خط

(ہریجن - ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۴۶ع)

بزدلی!

اہل بہار نے اپنے کو اور ہندستان کو بے عزت کر دیا ہے، انہوں نے ہندستان کی آزادی کی گھڑی کی سوئی کو پیچھے ہٹا دیا ہے ....میں نے لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ بہار کی انتقامی کارروائی نے مسلمانوں کو "ٹھنڈا" کر دیا ہے، کہنے والوں کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان فی الوقت سہم گئے ہیں، بہار نے ہماری غلامی کی زنجیر میں ایک کڑی کا اضافہ کر دیا ہے - یہ لوگ بھول جاتے ہیں کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے - اگر بہار کی کارروائی دہرائی گئی یا اگر بہار کی ذہنیت میں اصلاح نہ ہوئی تو تم اپنی یادداشت میں میرے یہ الفاظ لکھ رکھو کہ:

"بہت دن نہ گزریں گے کہ ہندستان
تین بڑوں کے جوے کے نیچے آجائے
گا جن میں سے ایک کو غالباً اس کا
انتظام سپرد کر دیا جائے گا .. بنگال
اور بہار کی وجہ سے آج تو ساری
ہندوستان کی آزادی خطرہ میں ہے"

......................بہاریوں نے بزدلی کے کام کئے ہیں - اگر کرنا ہی ہے تو اپنے بازو استعمال کر مگر ان کو

غلط طریقہ پر استعمال نہ کرو، بہار نے اپنے بازو اچھے طریقہ سے استعمال نہیں کئے - بہاریو! تم یقین کرو یا نہ کرو مگر میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کا خادم ہوں - میں یہاں پاکستان کا مقابلہ کرنے نہیں آیا ہوں - اگر ہندستان کی قسمت میں یہی ہے کہ وہ تقسیم ہو جائے تو میں اس تقسیم کو روک نہیں سکتا .... میں تو مسلمانوں سے صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ خواہ وہ ایک قوم بنکر رہیں یا دو مگر انہیں ہندوؤں کا دوست بنکر رہنا چاہئے - اگر وہ ایسا کرنا نہیں چاہتے تو صاف کہدیں میں سمجھہ لونگا کہ مجھے شکست ہوئی - ہزاروں ہندوؤں کا سو مسلمانوں کو گھیر لینا یا ہزاروں مسلمانوں کا سو ہندوؤں کو گھیر لینا اور ان پر ظلم کرنا بہادری نہیں ہے بلکہ بزدلی ہے - شایستہ لڑائی تو یہہ ہے کہ تعداد برابر ہو اور پہلے سے اطلاع دیدی جائے -

(ہریجن - یکم دسمبر سنہ ۱۹۴۶ ع)

انتقام نہیں وحشت

انتقام ہی لینا چاہتے تھے تو انہیں نواکھالی جانا چاہئے تھا اور وہاں وہ ایک ایک کرکے مرجاتے - لیکن ہزاروں ہندوؤں کا مٹھی بھر مسلمانوں پر حملہ

کرنا جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے انتقام نہیں ہے بلکہ محض وحشت ہے - بہار کے ہندو مشرقی بنگال کے ہندوؤں کی بہترین امداد جو کرسکتے تھے وہ یہہ تھی کہ وہ آس مسلمان آبادی کے تحفظ کی جو ان کے درمیاں ہے پوری ضمانت کرتے - ان کی اس مثال کا اثر ہوتا - مجھے یقین ہے کہ جب موجودہ دیوانگی ختم ہوگی تو وہ ایساہی کرینگے - بہرحال میں نے تو اپنی زندگی کی بھی قیمت لگادی ہے - اگر وہ (بہاری) چاہتے ہیں کہ میں زندہ رہوں"

(ھریجن - یکم دسمبر سنہ ۱۹۴۶ع)

تمام ھندوستان کو رسوا کیا

بہار کے لوگوں نے اپنے کو اور تمام ھندوستان کو رسوا کیا ہے - انہوں نے ھندوستان کی آزادی کی گھڑی کی سوئیوں کو پیچھے ھٹادیا ہے .... بہار نے ھماری غلامی کی زنجیر میں ایک کڑی کا اضافہ کردیا ... .اگر بہار کے عمل کو دھرایا گیا اور اگر بہار کی ذھنیت نہ بدلی تو اپنی یادداشت میں میری یہہ بات لکھہ لو کہ بہت جلد ھندوستان " تین بڑوں " کے جوے کے نیچے چلا جائے گا جن میں سے ایک کو غالباً ھندوستان کی حکم برداری (Mandate) دی جائے گی - آج بنگال اور

بہار میں ہندستان کی آزادی کی قسمت کا فیصلہ ہو رہا ہے .... بہاریوں نے بزدلوں کی طرح کام کیا ہے۔ اپنے اسلحہ کو استعمال کرو تو اچھی طرح استعمال کرو غلط طریقہ سے استعمال نہ کرو۔ اگر بہار کے لوگ نواکھالی کا جواب دینا چاہتے تھے تو نواکھالی گئے ہوتے اور اُن میں سے ایک ایک اپنی جان دیدیتا۔ لیکن ہزاروں ہندوؤں کا چند مسلمانوں پر حملہ کرنا جن میں عورتیں اور بچے بھی ہوں اور جو اُن کے ساتھ رہتے ہوں کوئی انتقام نہیں ہے، محض وحشیانہ ظلم ہے۔ مشرقی بنگال کے ہندوؤں کی بہترین امداد جو بہار کے ہندو کر سکتے تھے یہہ تھی کہ اپنے درمیان رہنے والے قلیل التعداد مسلمانوں کی حفاظت اپنی جان کی برابر کرتے۔ اُن کی مثال کا ضرور اثر ہوتا۔ میرا عقیدہ ہے کہ جب موجودہ دیوانگی ختم ہوجائے گی تو وہ پشیمان ہو کر ایسا ہی کرین گے۔ بہر حال مین نے تو اپنی جان کی بازی لگادی ہے، کیا وہ چاہتے ہین کہ مین زندہ رہوں؟

(ہریجن - یکم دسمبر سنہ ۱۹۴۶ ع)

ضمیر سے اپیل

خواہ تم میری بات کا یقین کرو یا نہ کرو میں تمہیں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ مین تو ہندو اور مسلمان دونوں کا

خادم ہوں ۔ میں یہاں پاکستان سے لڑنے نہیں آیا - اگر ہندوستان کی قسمت میں یہی ہے کہ وہ تقسیم ہو جائے تو کوئی اس تقسیم کو روک نہیں سکتا ۔ لیکن یہہ میں تم سے کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان جبراً اور زبردستی قایم نہیں ہو سکتا ۔ آس بھجن میں جو ابھی گایا گیا شاعر ۔ خدا کی مثال پارس سے دی ہے - پارس پتھر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ لوہے کو سونا بنا دیتا ہے ۔ مگر یہہ عمل ہمیشہ مناسب نہیں ہوا کرتا ۔ مثالاً اگر ریلوے کی تمام پٹریاں اس پتھر کے چھونے سے سونا بن جائیں تو ٹرینیں آن پر نہ چل سکیں گی ۔ لیکن خدا کے چھونے سے روح پاک ہوتی ہے ۔

یہہ پارس پتھر ہمارے اندر ہے - میں اپنے مسلمان بھائیوں سے جو کچھہ کہنا چاہتا ہوں وہ یہہ ہے کہ خواہ وہ ایک قوم بنکر رہیں یا دو مگر اپنے ہندو بھائیوں کے دوست بنکر رہیں - اگر وہ ایسا کرنا نہیں چاہتے تو آنہیں صاف کہدینا چاہئے ۔ آس صورت میں میں تسلیم کر لوں گا کہ میں ہار گیا.......... ....شرنارتھی ہمیشہ تو شرنارتھیوں کی طرح نہیں رہ سکتے .... اس طرح زیادہ عرصہ تک زندگی بسر کرنا آن کے لئے نا ممکن ہے ۔ لہذا اگر مسلمان آنہیں اپنے گانووں میں بسانا نہیں چاہتے تو آنہیں کسی دوسری جگہ چلا جانا چاہئے ۔

لیکن اگر مشرقی بنگال کا ہر ہندو چلا جائے تب بھی میں تو مشرقی بنگال کے مسلمانوں کے ساتھہ زندگی بسر کرتا رہوں گا اور جو کچھہ وہ مجھے دین گے (جسے کھانا میں جائز سمجھوں) کھاتا رہوں گا - میں اپنی غذا باہر سے نہیں لاؤں گا - مجھے مچھلی یا گوشت کی ضرورت نہیں - میرے لئے جو کچھہ ضرورت ہے وہ تھوڑی سے پھل' ترکاریوں اور بکری کے تھوڑے سے دودھ کی ہے - جہاں تک بکری کے دودھ اور اناج کا تعلق ہے میں اس کو اسی وقت اپنی غذا بناؤں گا جب خدا کو منظور ہو گا - مین نے ان اشیاء کو ترک کر دیا ہے اور اس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک کہ ہندو اپنے اس کئے پر نادم نہ ہوں جو انہوں نے بہار میں مسلمانوں کے ساتھہ کیا -

ایک ہزار ہندوؤں کا سو مسلمانوں کو گھیر لینا یا ہزار مسلمانوں کا سو ہندوؤں کو گھیر لینا اور ان پر ظلم کرنا بہادری نہیں ہے بلکہ بزدلی ہے - برابر کی لڑائی تو وہ ہے کہ تعداد برابر ہو تو پہلے سے اطلاع دیکر لڑا جائے مگر اس کے یہہ معنی نہین کہ میں اس لڑائی کو پسند کرتا ہوں - کہا جاتا ہے کہ ہندو مسلمان دوستوں کی طرح ایک جگہہ نہیں رہ سکتے نہ وہ آپس میں تعاون کر سکتے ہیں - مجھے تو کوئی شخص بھی اس بات کا یقین نہیں دلا سکتا' لیکن اگر تمہیں اس بات کا یقین ہے تو ایسا

کہدو اس صورت میں میں ہندوؤں سے نہیں کہوں گا کہ وہ اپنے گھروں کو واپس آئیں۔ وہ مشرقی بنگال کو چھوڑ کر چلے جائیں گے - لیکن یہ واقعہ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لئے موجب شرم ہوگا - اگر برخلاف اس کے تم چاہتے ہو کہ ہندو تمہارے ساتھ رہیں تو تمہیں ان سے کہہ دینا چاہئے کہ وہ فوج کی حفاظت پر بھروسہ نہ کریں بلکہ اس کے بجائے اپنے مسلمان بھائیوں پر بھروسہ کریں - ان کی بیٹیاں بہنیں اور مائیں تمہاری بیٹیاں بہنیں اور مائیں ہیں اور تمہیں ان کی حفاظت اپنی جان کی برابر کرنی چاہئے - میں نے کل انہیں شرنارتھیوں کے کیمپ میں مخاطب کیا تھا ....

کہا جاتا ہے کہ ایک شخص گذشتہ شام کو پرارتھنا کے بعد اپنے گانوں میں واپس آیا مگر اس نے دیکھا کہ اس کے گھر کو مسلمانوں نے گھیر رکھا ہے - وہ اس کو اس کی جائداد پر قبضہ کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے - اس صورت مین (اگر یہہ صحیح ہے) میں کس طرح یہہ کہہ سکتا ہوں کہ واپس آؤ - میں نے جو کچھہ کہا ہے اس پر تمہیں غور کرنا چاہئے اور مجھے بتانا چاہئے کہ در حقیقت تمہاری مرضی کیا ہے - اسی کے مطابق مین ہندوؤں کو مشورہ دوں گا -

(ہریجن - یکم دسمبر سنہ ۱۹۴۶ ع)

دونوں کی بداعمالی

مسلمانوں نے ہندوؤں کو ذبح کیا اور اس سے بھی بدتر کام بنگال میں کئے - اور ہندوؤں نے مسلمانوں کو بہار میں ذبح کیا - جب دونوں نے بداعمالی کی تو دونوں کا مواز نہ کرنا یا یہہ کہنا کہ ایک دوسرے سے کم بداعمال ھے یا یہہ کہ کس نے پہلے فساد شروع کیا محض فضول ھے - اگر وہ انتقام ھی لینا چاھتے تھے تو وہ یہہ فن مجھہ سے سیکھیں - میں بھی انتقام لیتا ھوں لیکن وہ انتقام دوسری قسم کا ھوتا ھے میں نے اپنے بچپن میں ایک گجراتی گیت پڑھا تھا جس میں لکھا تھا کہ " اگر اس شخص کو جس نے تمھیں ایک گلاس پانی دیا تم دو گلاس پانی دیتے ھو تو اس میں کوئی خاص خوبی نہیں - اصل نیکی اس بات میں ھے کہ تم اس شخص کے ساتھہ بھلائی کرو جو تمہارے ساتھہ برائی کرتا ھے " اسی کو میں ایک اچھا انتقام سمجھتا ھوں -

فساد بہار

(ھریجن - یکم دسمبر ۱۹۴۶ ع)

دونوں ملکتوں کی بربادی

حال ھی میں الہ آباد سے ایک خط وصول ھوا اور

کاتب خط نے لکھا ھے کہ قطع نظر چند قابل عزت مستثنیات کے کسی مسلمان پر بھی بھروسہ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ انڈین یونین کا وفادار رھے گا خصوصاً اس صورت میں جبکہ دونوں مملکتوں کے درمیان جنگ چھڑ جائے - لہذا مسلمانوں کی اکثریت کو چند مسلمان قوم پرستوں کے سوا نکال دینا چاھئے - انسانون کے لئے مناسب اور موزوں یہی ھے کہ اپنے بنی نوع کی بات پر یقین کریں بشرطیکہ اس بات کے خلاف کوئی شہادت موجود نہ ہو - گذشتہ ہفتہ تقریباً ایک لاکھ مسلمانوں کا ایک جلسہ لکھنؤ میں ہوا تھا اس نے اپنی قوم پرستی کا قطعی اعلان کیا - اگر کوئی شخص واضح طور پر غیر وفادار یا بد دیانت ہو تو اس کے گولی بھی ماری جاسکتی ھے، گو کہ یہہ اچھا طریقہ نہیں ھے - لیکن بے وجہ بے اعتمادی جہل اور بزدلی کی علامت ھے اور اس سے فرقہ واری منافرت اور خونریزی اور بہت بڑے پیمانہ پر ترک وطن کی تحریک پیدا ہوتی ھے اس بے اعتمادی کے جاری رھنے سے ھندستان کی تقسیم دوامی اور دونوں مملکتوں کی بربادی یقینی ہو جاتی ھے -

(۱۰ جنوری سنہ ۱۹۴۷ ع - دھلی ڈایری)

رات اندھیری

”رات اندھیری ھے اور میں اپنے گھر سے دور ہوں

تو مجھے رہنمائی کر کے لے چل!" میں نے اپنی زندگی میں کبھی اتنی تاریکی نہیں دیکھی - رات بہت لمبی معلوم ہوتی ہے - صرف اتنی تسکین مجھے حاصل ہے کہ میں اپنے کو نہ تو عاجز پاتا ہوں اور نہ مایوس - میں ہر ممکنہ حادثہ کے لئے تیار ہوں - "کرو یا مرو" کے اصول کا اب یہاں امتحان ہے - "کرو" کے معنی یہہ ہیں کہ ہندو مسلمان آپس میں امن کے ساتھہ زندگی بسر کرلینا سیکھہ لیں - ورنہ مجھے اس جدو جہد ہی میں مر جانا چاھئے - حقیقت میں یہہ کام مشکل ہے - مگر خدا کی مرضی پوری ہوگی -

(ھریجن - ٥ جنوری سنہ ١٩٤٧ ع)

لمبی رات

میرا موجودہ مشن میری زندگی کا سب سے زیادہ الجھا ہوا اور مشکل مشن ہے - میں صدقی صد سچائی کے ساتھہ یہہ بھجن گا سکتا ہوں:

"رات اندھیری ہے اور میں گھر سے بہت دور ہوں
اے خدا تو ہی میری رہنمائی کر" -

کبھی پہلے میں نے اپنی زندگی میں ایسی تاریکی نہیں دیکھی - رات بہت لمبی معلوم ہوتی ہے صرف ایک ہی بات تسکین بخش ہے اور وہ یہہ کہ میں نہ تو حیران

هوں اور نہ مایوس - میں ہر حادثہ کے لئے تیار رہوں -
"کرو یا مرو" کا یہاں امتحان ہو گا "کرو" کے معنی یہہ
ہیں کہ ہندو اور مسلمان امن اور صلح کے ساتھہ مل کر
زندگی بسر کرنا سیکھیں، ورنہ پھر مجھے اس کوشش میں
مرجانا چاہئیے - فی الحقیقت یہہ بہت مشکل کام ہے - ہوگا
وہی جو خدا کی مرضی ہوگی -

ایک خط بنام شری نارنداس گاندھی (راجکوٹ)

(ہریجن - ۰ جنوری سنہ ۱۹۴۷ ع)

خدا پر بھروسہ

خوف ایک چیز ہے جس سے میں نفرت کرتا ہوں -
کیوں ایک انسان دوسرے انسان سے خوف زدہ ہو -
انسان کو تو صرف خدا کا خوف کرنا چاہئیے تب ہی
وہ تمام دوسرے خوفوں کو اپنے سے دور کرسکتا ہے
.... ایسے شخص کو (جو خوف رکھتا ہو) پولس
اور فوج کیا سہارا دے سکتی ہے؟ فوج اور پولس پر
بھروسہ کرنا اپنی لاچارگی میں اضافہ کرنا ہے ....
اب تک تو میرے ساتھہ متعدد ساتھی رہا کرتے تھے مگر
اب میں اپنے دل سے کہنے لگا ہوں "اب وقت ہے
اگر تم اپنی حقیقت کو پہچاننا چاہتے ہو تو اکیلے ہو جاؤ"
اسی لئے میں اس طرح اکیلا اس گانوں میں آیا، خدا پر

غیر متزازل بھروسہ کے ساتھہ میں اسی راہ پر چلوں گا تا کہ تمام مخالفت کو رفع کردوں اور اعتماد پیدا کر سکوں -

مسلمانوں کے گانوں میں

(ھریجن - ۵ جنوری سنہ ۱۹۴۷ ع)

یہہ کوئی بہادری نہیں

بہت سے مسلمان یونین سے چلے گئے ھیں پھر بھی مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد یونین میں ھے - ۷۰ ھزار مسلمان اس کانفرنس میں شریک ھوئے تھے جو مولانا صاحب نے منعقد کی تھی وہ یونین کے مسلمانوں کے نمایندے تھے - کیا ان مسلمانوں کو زبردستی نکال دیا جائے یا ختم کر دیا جائے؟ میں تو کبھی ایسے کام کا ساتھی نہیں ھو سکتا - ایسے طرز عمل میں کوئی بہادری نہیں ھے دوسرے کچھہ بھی کریں لیکن میں تو یونین میں نقطہ نظر کا فرقہ واری ھو جانا پسند نہیں کر سکتا - ھر شخص کو دوسروں کی خوبیوں کو اختیار کرنا چاھئے اور دوسروں کی برائیوں کی ھرگز تقلید نہ کرنی چاھئے -

(۸ جنوری سنہ ۱۹۴۷ ع)

دونوں کے گناہ یکساں

کیا مسلمان یہہ چاھتے ھیں کہ میں ان گناھوں کا ذکر

نہ کروں جن کا انہوں نے نوا کھالی میں ارتکاب کیا ھے
یا میں صرف بہار کے ھندوؤں کے گناھوں کا ذکر کروں
اگر میں ایسا کروں تو میں اپنے کو بزدل ثابت کروں گا
میرے لئے نوا کھالی کے مسلمانوں اور بہار کے ھندوؤں
کے گناہ یکساں ھیں اور یکساں قابل ملامت ھیں -

(ھریجن - ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۴۷ع)

شرمناک حرکتین

اُن شرمناک حرکتوں کی کوئی انتہا نہین جو یہاں کی گئی ھیں اور وہ بھی مذھب کا نام لے کر- کسی شخص کو قطعاً مایوس کر دینے کے لئے یہہ حالات بہت کافی ھیں، مگر میں نے اپنی زندگی میں بہت سے وحشیوں کو دیکھا اور یہہ بھی دیکھا ھے کہ وہ نا قابل اصلاح نہیں ھوتے - اگر ھمین یہہ معلوم ھو کہ ھم اُن کی روح کے کس تار کو انگلی لگائین ....میں نے لوگوں سے کہدیا ھے کہ فوج اور پولس کی امداد پر بھروسہ نہ کرین - ھمیں جمہوریت کو قائم رکھنا ھے اور فوج اور پولس اور جمہوریت بے جوڑ ھیں -................... فوجی امداد تمہیں ذلیل کردے گی .... بہار ھو یا بنگال لوگوں کو بہادر بننا اور اپنی ھی ٹانگوں پر کھڑا ھونا ھے -

(ھریجن - ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۴۷ع)

انسانیت سوز

آن انسانیت سوز اعمال کی تو کوئی حد ہی نہیں جن کا ارتکاب کیا گیا ہے، وہ اتنے ہیں کہ کسی شخص کو انتہائی مایوسی سے معمور کردینے کے لئے کافی ہیں۔ مگر مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ انسانیت سوز اعمال کرنے والے بھی نجات سے محروم نہیں ہوسکتے بشرطیکہ ہمیں یہہ معلوم ہو کہ اُن کی روح کے کس تار کو مس کریں۔

(ہریجن - ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۴۷ ع)

عقل کا دیوالہ

آبادی کے تبادلہ کا سوال ناقابل قیاس اور ناقابل عمل ہے - یہہ سوال تو کبھی میرے دل میں نہیں آیا۔ ہر صوبہ میں ہر شخص ہندستانی ہے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان یا کسی مذہب کا، اگر پاکستان پوری طرح قائم ہو جائے تب بھی یہہ بات بدل نہیں سکتی - میرے لئے ہر ایسی تجویز کے معنی یہہ ہوں گے کہ ہندستان کی عقل و تدبیر دونوں کا دیوالہ نکل گیا - ایسے عمل کا منطقی نتیجہ اتنا خوفناک ہے کہ میں اُس کا تصور بھی نہیں کر سکتا -

بنگال کا روزنامچہ

(ہریجن - ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۴۷ ع)

خوف سے چھٹکارا پائیں

میرا مقصد صرف ایک ہی ہے اور وہ بالکل صاف ہے یعنی یہہ کہ خدا ہندو اور مسلمان دونوں کے دلوں کو پاک کردے اور دونوں فرقے شبہات اور بدگمانیوں اور ایک دوسرے کے خوف سے چھٹکارا پائیں۔

(ہریجن - ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۴۷ ع)

کامل تاریکی

میرے دل میں کوئی شبہ نہیں کہ انگریزوں کو ہندستان چھوڑنا پڑیگا لیکن اگر ہندستانی اتنے بے وقوف ہیں کہ وہ آپس میں لڑین گے تو مین سمجھہ سکتا ہوں کہ اس ملک کی قسمت کیا ہو گی، ہندستان کو غالباً اقوام متحدہ کی نگرانی میں رکھدیا جائیگا جس کے معنی یہہ ہوں گے کہ ایک نہین بلکہ ہمارے متعدد آقا ہوں گے اور اس طرح آزادی رخصت ہوجائے گی ....

ایک فرقہ جو پہلے میرا دوست تھا اب مجھے اپنا دشمن سمجھتا ہے۔ میں یہہ ثابت کرنے کے لئے آیا ہوں کہ میں مسلمانوں کا حقیقی دوست ہوں اسی لئے میں نے اپنے اس سب سے بڑے تجربہ کے لئے ایسی جگہہ منتخب کی ہے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے...................یہہ سچ ہے کہ رات کی تاریکی سب سے زیادہ طلوع ہونے سے

پیدا ہوتی ہے - میں خود محسوس کرتا ہوں کہ باوجودیکہ
احباب جو فاصلہ پر ہیں آنے والے وقت طلوع کے
آثار دیکھ رہے ہیں، مگر میں یہہ دیکھتا ہوں کہ کامل
تاریکی مجھے گھیرے ہوئے ہے............ میں بالکل غیر
محفوظ رہنا پسند کروں گا اگر اس صورت سے یہہ ثابت
ہوجائے کہ میرے دل میں مسلمانوں کے لئے محبت کے
سوا اور کچھہ نہیں ہے -

نواکھالی

(ہریجن - ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۴۷ ع)

نواکھالی

جہاں تک ممکن ہوا ہے میں نے اپنی تقریروں میں
نواکھالی کے معاملات پر بحث کرنے سے احتراز کیا ہے
لیکن جب کبھی مجھے نواکھالی کے متعلق کچھہ کہنا ہوا
ہے تو میں نے نہایت احتیاط کے ساتھہ زبان کھولی ہے -
کیا مسلمان یہہ چاہتے ہیں کہ میں ان گناہوں کا ذکر
ہی نہ کروں جنکا ارتکاب انہوں نے نواکھالی میں کیا ہے ؟
اور یہہ کہ میں صرف ہندوؤں کے گناہوں کا ذکر کروں
جس کے وہ بہار میں مرتکب ہوئے ہیں ؟ اگر میں ایسا
کروں تو میں بزدل ہوں گا میرے لئے نواکھالی کے
مسلمانوں اور بہار کے ہندوؤں کے گناہ ایک ہی وزن
رکھتے ہیں اور یکساں قابل ملامت ہیں -............
.... میں نے نواکھالی کے ہندوؤں کے بھی اس

مطالبہ کو کہ ھندو پولس اُن کی آبادی میں رکھی جائے جس طرح بہار کے مسلمانوں نے مطالبہ کیا کہ اُن کی آبادی مین مسلمان پولس رکھی جائے ناپسند کیا تھا - یہہ مطالبہ صلح مشن کے مقصد کو فوت کر دیتا ھے - اگر اس مطالبہ کو قبول کر لیا جائے تو اس کے یہہ معنی ھوں کے کہ بہار تقسیم کر دیا جائے اور جتنے پولس کے تھانہ ھیں آتنے ھی پاکستان بن جائیں بہر حال جس طرح بھی تم زندگی بسر کرو تمہیں اپنے ھمسایوں کے ساتھہ خیر سگالی اور دوستانہ تعلقات قائم کر کے زندگی بسر کرنی ھوگی -

بہار کے شرنارتھیوں کے کیمپ میں

(ھریجن - ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۴۷ع)

سچے مذھب کا جوھر

الزام لگایا جاتا ھے کہ میں نے مسلمانوں کا دوست بنکر ھندوؤں کو نقصان پہونچایا ھے، میں کس طرح لوگوں کو اس بات کا یقین دلاؤں اگر میری پبلک زندگی ۶۰ سال میں بھی اس حقیقت کو واضع نہیں کرسکی کہ مسلمانوں کے ساتھہ دوستی کر کے میں نے اپنے کو ھندوؤں کا سچا دوست ثابت کیا ھے اور صحیح طریقہ پر ھندوؤں اور ھندو دھرم کی خدمت کی ھے -

سچی مذھبی تعلیم کا جوھر یہہ ھے کہ

سب کی خدمت کی جائے اور سب سے
دوستی کی جائے ۔ میں نے یہہ بات اپنی ماں
کی گود میں سیکھی تھی، تمہارا جی چاھے تو مجھے ھندو
سمجھنے سے انکار کردو میرے پاس اس کا کوئی جواب
نہیں سوائے اس کے کہ میں اقبال کی مشہور نظم کا ایک
مصرع پڑھ دوں کہ (مذھب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا)
............اپنے دوستوں کا دوست بننا
تو اسان کام ھے لیکن ایک ایسے شخص سے
دوستی کرنا جو خود کو تمہارا دشمن
سمجھتا ھے سچے مذھب کا اصلی جوھر ھے ۔
دوسری بات تو محض کاروبار ھے ۔

(ھریجن - ۱۱ مئی سنہ ۱۹۴۷ ع)

خون شریک بھائی

تم سب میرے خون شریک بھائی ھو، خواہ تم
مسلمان ھو یا ھندو، فرض کرو کہ تم پاگل ھوجاؤ اور
میرے پاس فوج کی پلٹن ھو تو کیا میں تمہیں گولی سے
آڑادوں گا؟ نہیں، میں اگر خود پاگل ھوجاؤں تو اس کو
پسند نہ کروں گا کہ گولی سے آڑادیا جاؤں، میرے ایک
دوست کا لڑکا پاگل ھو گیا تو مجھے اس کو بند کرنا پڑا
مگر میں نے اس کو گولی سے مروادینا پسند نہیں کیا ۔

(ھریجن - ۸ جون سنہ ۱۹۴۷ ع)

موجودہ خلیج

سوال- کیا ہندو مسلمانوں کے درمیان موجودہ خلیج مستقل ہے؟

جواب- اس قسم کی کوئی چیز مستقل نہیں ہو سکتی اگر وہ مستقل ہو جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ دونوں میں سے کسی مذہب میں کوئی سچائی نہیں-

(ہریجن-۱۸ مئی ۴۷ء)

بیوقوفوں کی جنت

میرے دل میں اس وقت جو خیال سب کے اوپر ہے وہ یہ ہے کہ غنڈوں کی اس حکومت کا کس طرح مقابلہ کیا جائے جو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت تیزی سے ہمیں گھیر رہی ہے- یہ بات میں تمام ہندستان کے متعلق کہتا ہوں- شاید یہ ہی بات کم و بیش تمام دنیا کے لئے صحیح ہے- ہندوؤں کو اپنے کو یہ دھوکا نہ دینا چاہئے کہ ان کے لئے سب کچھ ٹھیک ہے- مجھے ایک راسخ العقیدہ ہندو ہونے کا دعوی ہے اور اس حیثیت سے میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم ہندو بیوقوفوں کی جنت میں رہیں گے اگر ہم ایسے خیالات اپنے دل میں رکھیں- غیر ملکی حکومت کو ہٹا کر اس کے بجائے غنڈہ گردی قائم کرنا صحیح بات نہیں ہے پرارتھنا کے جلسوں میں جو احمقانہ مداخلت کی جاتی ہے وہ اس مرض کی کوئی معمولی علامت نہیں ہے

عدم رواداری غنڈہ گردی ہی کی ایک صورت ہے۔

ان وحشیانہ حرکتوں سے جن کی خبرین ہم اخباروں میں پڑھتے ہین یہ غنڈہ گردی کچھہ کم نہیں ہے۔ تمام سیاسی کام کرنے والے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان ذرا غور کرین کہ ان کی آنکھوں کے سامنے کیا ہو رہا ہے کہین آنے والی نسلین یہ نہ کہین کہ ہم نے آزادی حاصل ہونے سے پہلے ہی اسے کھونے کا سبق سیکھہ لیا۔

(ہریجن۔ ۲۵ مئی ۴۷ء)

میرے لئے کوئی جگہ نہین

اس ہندستان میں جیسی وہ شکل اختیار کر تا جاتا ہے میرے لئے کوئی جگہ نہیں۔ مین ۱۲۵ سال زندہ رہنے کی امید سے دست بردار ہو گیا ہوں۔ ممکن ہے کہ میں ایک دو سال اور زندہ رہوں۔ یہہ دوسری بات ہے۔ لیکن اگر ہندستان تشدد کے اس سیلاب میں غرق ہونے والا ہے جیسا کہ اندیشہ ہے تو مجھے زندہ رہنے کی کوئی خواہش نہیں۔ فرقہ واری دیوانگی پھیل رہی ہے اور اب گفتگو یہہ ہے کہ ہندستان کو فوجی اور صنعتی طاقت بنایا جائے۔ پھر ایسے ہندستان میں دیہاتی صنعتوں اور کھادی کی جگہہ کہاں ہے جو عدم تشدد کا نشان ہین...... ...... مین شعلوں کے اندر گھرا ہوا ہوں۔ خدا کی مہربانی سے یا اس کا یہہ ایک اشارہ ہے کہ یہ شعلے مجھے بھسم نہیں کر دیتے۔

(ہریجن۔ ۸ جون ۴۷ء)

اھنسا کہاں ہے

چینی سفیر کے جواب میں:--

میں تو کسی حال میں زیر نہ ہونے والا رجائی ہوں۔ ہم نے اس طویل عرصہ میں اس لئے تو جدو جہد نہیں کی تھی کہ ہم ایسے وحشی بن جائیں جیسے کہ بنگال اور بہار اور پنجاب کی احمقانہ خونریزیوں کو دیکھہ کر معلوم ہوتا ہے کہ ہم بن گئے ہیں۔ لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ یہہ تو صرف اس بات کی علامت ہے کہ ہم اب غیر ملکی جوے کو اتار کر پھینک رہے ہیں اور اس لئے تمام گندگی سطح پر آرہی ہے۔ جب گنگا میں سیلاب آتا ہے تو پانی میلا ہو جاتا ہے لیکن جب سیلاب کم ہوتا ہے تو تم کو صاف نیلا پانی نظر آتا ہے جس سے آنکھوں میں ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے۔ اسی کی مجھے امید ہے اور اسی کے لئے میں زندہ ہوں میں اس وقت کے دیکھنے کے لئے زندہ نہیں رہنا چاہتا جب ہندستان کی انسانیت وحشت میں بدل جائے .... ہندستان دنیا کی تحقیر کا مرکز بنا جارہا ہے۔ دنیا سوال کرتی ہے کہ تمہاری اھنسا کہاں ہے جس سے تم نے اپنی آزادی جیتی ہے۔ مجھے اپنا سر شرم سے جھکا لینا پڑتا ہے کیا ایک آزاد ہندستان دنیا کو امن کا سبق دے سکے گا یا نفرت و تشدد کا جس سے دنیا تنگ آچکی ہے۔

(ہریجن - ۸ جون سنہ ۱۹۴۷ ع)

حکومتوں سے کیوں درخواست کروں

باوجودیکہ میں ہمیشہ گائے کا پرستار رہا ہوں مگر میں کوئی وجہ نہیں پاتا کہ کیوں حکومتوں سے درخواست کروں کہ وہ صرف اس لئے گاؤ کشی بند کر دیں کہ وہ ہندو مذہب کے خلاف ہے۔ المیہ یہ ہے کہ مجھے تار اور خطوط بھیجنے والے اور عموماً تمام ہندو اس حقیقت کو محسوس نہیں کرتے کہ باوجودیکہ وہ خود گاؤ کشی نہیں کرتے لیکن ان کا برتاؤ بھی گائے کے ساتھ یکساں خراب ہے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ خدا ہی گائے کی حفاظت کرنے والا ہے جس طرح کہ وہ ہم سب کی حفاظت کرنے والا ہے۔ لیکن ہندو تو عام طور پر گائے اور مویشی کو بھوکا مارتے ہیں۔ جس طرح ان کی خدمت کرنا چاہئے وہ نہیں کرتے۔ وہ ایسی گایوں کو جن کا دودھ سوکھ جاتا ہے فروخت کر دیتے ہیں بغیر اس خیال کے کہ اس طرح وہ انہیں مذبح میں بھیج رہے ہیں، وہ زیادہ سے زیادہ قیمت دینے والوں کے ہاتھ انہیں فروخت کر ڈالتے ہیں وہ بیلوں کے ساتھ بے رحمی کا برتاؤ کرتے ہیں اور ان پر (Goads) استعمال کرتے ہیں — یہ تو ان کے لئے موزوں نہیں کہ وہ چاہیں کہ ان کی طرف سے قانون مذہب کی پابندی کرے — مویشی جو ایک دولت ہے اس کا بڑا حصہ ہندوؤں ہی کے ہاتھ میں ہے — لیکن کسی ملک میں بھی ان کی نسل اتنی کمزور اور اس قدر تغافل کا شکار نہیں ہوتی جتنی کہ اس ملک میں —

(ہریجن — ۲۷ جولائی سنہ ۱۹۴۷ ع)

———

ہم سب صفر ہیں

مجھے اس موقع پر تمہیں چھوڑنے سے دکھ ہوتا ہے
مجھے یہ بات اچھی نہیں معلوم ہوتی کہ میں اس وقت
تک بہار کو چھوڑوں جب تک کہ مسلمانوں کے دل سے
خوف نہ نکل جائے اور دونوں فرقے صاف ضمیر کے
ساتھ مجھے یہاں سے جانے کی اجازت نہ دیں۔ میرا یہی احساس
اس وقت تھا جب میں نواکھالی سے روانہ ہوا تھا۔ دونوں مقامات
کے لئے میرا نصب العین ایک ہی تھا یعنی "کرو یا مرو" میرا
عدم تشدد مجھ سے تقاضہ کرتا ہے کہ میں اپنے کو اقلیتوں
کی خدمت کے لئے وقف کر دوں۔ وہ ایک نئی زندگی
ہوگی اور مجھے اس سے مزید تقویت حاصل ہوگی۔
اگر ان دونوں جگہوں سے ہندو مسلمان ایک دوسرے
کے ساتھ صلح کے ساتھ رہنے لگیں۔ اور اپنی باہمی
عداوت کو چھوڑ دیں۔ خدا ہی جانتا ہے کہ اس جدوجہد
کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ انسان تو صرف کوشش ہی کر سکتا
ہے اور اسی کوشش میں جان دے سکتا ہے۔ خدا
ہی کو سب اختیار ہے۔ ہم سب تو صفر ہیں یہی مقصد
اب مجھے دہلی لئے جا رہا ہے .... ہر گوشہ
میں بدی ہی بدی نہ دیکھو، تمام مسلمان برے نہیں جس
طرح کہ تمام ہندو برے نہیں ہو سکتے۔ عموماً صرف وہی
لوگ دوسروں میں ناپاکی دیکھتے ہیں جو خود ناپاک

ہوتے ہیں اُن کا فرض ہے کہ وہ جو کچھ بہترین ہو اسی کو دیکھیں اور کوئی خوف دل میں نہ لائیں -

(ہریجن - ۲۷ جولائی سنہ ۱۹۴۷ ع)

ایسا امتناع مذہب کی نفی

ہندو مذہب گائے کشی ہندوؤں کے لئے ممنوع کرتا ہے نہ کہ ساری دنیا کے لئے - مذہبی امتناع اندر سے پیدا ہوا کرتا ہے - باہر سے اُس کو پیدا کرنے کے معنی جبر ہیں، ایسا امتناع مذہب کی نفی ہے - ہندوستان نہ صرف ہندوؤں کا وطن ہے بلکہ مسلمانوں، سکھوں، پارسیوں، عیسائیوں اور یہودیوں کا بھی وطن ہے اور اُن سب کا بھی وطن ہے جو ہندستانی ہونے کا دعوی کرتے ہیں - اور یونین کے وفادار ہیں، اگر ہم مذہب کی بناء پر ہندستان میں گاؤ کشی ممنوع کر سکتے ہیں تو پھر فرض کیجئے کہ پاکستانی حکومت مورتی پوجا کو اسی بناء پر پاکستان میں کیوں ممنوع نہیں کر سکتی میں مندر میں نہیں جایا کرتا لیکن اگر پاکستان میں مجھے مندر میں جانے سے روکا جائے تو میں ضرور جاؤں گا چاہے ایسا کرنے میں میری جان ہی کا خطرہ کیوں نہ ہو جس طرح اسلامی شریعت غیر مسلموں پر عاید نہیں کی جاسکتی بالکل اسی طرح ہندوؤں کا مذہبی قانون غیر ہندوؤں پر بھی عاید نہیں کیا جا سکتا - بہت سے

ھندو مجرم ھیں کہ وہ بتدریج تکلیفیں پہونچا کر گائے کو مارتے ھیں ھندو ھی ھندوستان کے باھر گائیں بھیجتے ھیں اور وہ خوب جانتے ھین کہ غیر ممالک میں یہہ گائین اسی Beat Extract کو تیار کرنے کے لئے کاٹی جائیں گی جو ھندستان بھیجا جاتا ھے - اور جسے قدامت پرست ھندوؤں کے بچے بھی طبی ھدایات کے تحت بلا تکلف استعمال کرتے ھیں - کیا یہہ لوگ گاؤ کشی کے جرم مین شریک نہیں ھیں ؟

(ھریجن - ۱۰ اگست سنہ ۱۹۴۷ ع)

کانگریس ھندو ادارہ نہین بن سکتی

کانگریس کمیٹی ھندو ادارہ نہیں بن سکتی جو لوگ اسے ایسا بنائیں وہ ھندستان اور ھندو دھرم کے دشمن ھیں ھم کروروں کی ایک قوم ھیں ان کروروں کی آواز کسی نے نہین سنی ھے - اس بات پر کچھہ اصرار ھے تو شہروں کے چند خدائی فوجداروں کو ھو گا - ان لوگوں کی آواز کو ھندستان کے کروروں دیہاتیوں کی آواز نہ سمجھنا چاھئے - انڈین یونین کے مسلمانون نے اپنے کو اجنبی اور غیر ملکی ظاھر نہین کیا ھے - ھندوؤں کے بہت سے نقائص کے باوجود یہہ دعوی تو کیا جاسکتا ھے کہ ھندو دھرم کبھی ایسا نہ تھا کہ دوسروں کو جدا کرتا ھو - کثیر التعداد لوگ جو دوسرے مذاھب سے واسطہ رکھتے ھیں آپس میں مل کر ھماری وحدت قایم کرتے ھین - یہہ سب مساوی حق رکھتے ھین کہ انہین ھندستان کا شہری سمجھا جائے - نام نہاد اکثریتی فرقے

کو کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے کو دوسروں پر بالا دست بنائے، تعداد کی قوت یا تلوار کی قوت حق کی قوت نہیں ہو سکتی - حق ہی تنہا ایک سچی قوت ھے چاھے ظاھری حالات کی صورت کچھ ھی ھو -

(ھریجن - ۱۰ اگست سنہ ۱۹۴۷ ع

گاؤکشی بند کرنے کے قانون

ھندو دھرم اور ھندستان کی معاشیات میں گائے کا جو مقام ھے اس کے متعلق بہت زیادہ ناواقفیت پھیلی ھوئی ھے علاوہ بریں اس وقت جبکہ ھندستان آزاد ھو گیا ھے اور اس کے دو ٹکڑے کر دئے گئے ھیں تو اس قابل قبول مفروضہ کو تقویت پہونچائی جاتی ھے کہ اب ایک حصہ مسلم ھندستان ھو گیا اور دوسرا ھندو ھندوستان، تمام توھمات کی طرح یہہ مسلم اور ھندو ھندستان کا مفروضہ بھی دیر میں ختم ھو گا - حقیقت یہہ ھے کہ انڈین یونین اور پاکستان دونوں ھر اس شخص کا وطن ھیں جو اپنے کو بلا لحاظ مذھب و نسل کسی ایک مادر وطن کا شہری قرار دے - تاھم بہت سے بلند اھنگ ھندو اس واھمہ کا یقین کرنے لگے ھیں کہ یونین ھندوؤں کا ملک ھے اور اس لئے انھیں غیر ھندوؤں پر بھی اپنے عقائد کو بذریعہ قانون نافذ کرنا چاھئے، اس لئے ایک جذباتی لہر سارے

ملک میں دوڑ رہی ہے تاکہ یونین میں گاو کشی بند کرنے کے لئے قوانین بنوائے جائین

....شروع ہی میں ہمیں یہہ بات سمجھہ لینی چاہئے کہ مذہبی حیثیت سے گائے کی پوجا زیادہ تر مارواڑ - گجرات، صوبہ متحدہ اور بہار تک محدود ہے مارواڑیوں اور گجراتیوں نے جو بہت ہوشیار کاروباری لوگ ہیں سب سے زیادہ شور مچایا، بغیر اس کے کہ وہ اپنی کاروباری قابلیت کو ہندستان کی مویشی کی حفاظت کے مشکل سوال کو حل کرنے میں صرف کرتے -

صاف طور پر یہہ غلط طریقہ ہے کہ کوئی شخص اپنے مذہبی مراسم کو بذریعہ قانون ان لوگوں پر عاید کرنے کی کوشش کرے جو مذہب میں اس کے شریک نہیں ہیں -

(ہریجن - ۳۱ اگست سنہ ۱۹۴۷ ع)

جہالت

زبان رکھنے والے ہندوؤں کی ایک بڑی تعداد نے اس وہم پر یقین کرنا شروع کردیا ہے کہ یونین ہندوؤں کی ہے اور اس لئے آن کو چاہئے کہ وہ اپنے اعتقادات کو قانون کے ذریعہ سے غیر ہندوؤں پر بھی نافذ کردیں اس طرح تمام ملک میں ایک جذباتی لہر دوڑ گئی تاکہ

یونین میں گائے کشی بند کرانے کے لئے قانون بنوائے جائیں.........ہمیں سب سے پہلے یہہ بات سمجھہ لینی چاہئے کہ گائے کی پوجا مذہبی رنگ میں زیادہ تر ماڑوار - صوبہ متحدہ - گجرات اور بہار تک محدود ہے - ماڑواری اور گجراتی بڑے مستعد کاروباری لوگ ہیں - انہوں نے اس معاملہ میں شور تو بہت مچایا ہے لیکن اپنی کاروباری ذہانت کو ہندستان کے مویشی کی حفاظت کے مشکل سوال کو حل کرنے میں صرف نہیں کیا صاف ظاہر ہے کہ قانوناً یہہ بالکل غلط ہے کہ کوئی شخص اپنے مذہبی مراسم کو ان لوگوں پر عاید کرے جو اس کے مذہب میں شریک نہیں ہیں.............جہاں اہمسا ہوتی ہے وہاں غیر محدود صبر، باطنی سکون، قوت امتیاز، قربانی اور صحیح علم پیدا ہوتا ہے - اہمسا کے نام پر خود ہندو بجائے سیوا کرنے کے گائے کے لئے تباہ کن بن گئے ہیں - اس جہالت کو دور کرنا ہندستان سے اجنبی حکومت کو ختم کرنے سے بھی زیادہ مشکل ہے -

(ہریجن - ۳۱ اگست سنہ ۱۹۴۷ ع)

اللہ اکبر

یہہ نعرہ (اللہ اکبر) غالباً ایسا ہے جس سے زیادہ شاندار نعرہ ابھی تک کسی نے دنیا میں ایجاد نہیں کیا وہ ایک

روح کو تڑپا دینے والا نعرہ ہے جس کے معنی یہہ ہیں کہ صرف خدا ھی بڑا ھے - اُس کے مفہوم میں ایک عظمت ھے - کیا وہ اس لئے قابل اعتراض ھو کیا کہ وہ عربی زبان میں ھے - میں مانتا ھوں کہ ھندستان میں اُس کے ذھنی Associations قابل اعتراض ھیں - اُس نے بارھا ھندوؤں کو خوفزدہ کیا ھے جبکہ مسلمان مسجدوں سے غصہ کی حالت میں یہہ نعرہ لگاتے ھوئے نکلتے ھیں اور ھندو پر حملہ کرتے ھیں - لیکن اُس کا اصلی مفہوم ھرگز ایسا نہیں اور جہاں تک مجھے معلوم ھے دنیا کے دوسرے حصوں میں یہہ نعرہ اس طرح استعمال بھی نہیں کیا جاتا لہذا اگر دونوں میں پائیدار دوستی قایم ھوتی ھے تو ھندوؤں کو بھی مسلمانوں کے اس نعرہ میں شریک ھونے میں کوئی تکلف نہ کرنا چاھئے خدا بہت سے ناموں سے جانا جاتا ھے - اور اُس سے بہت سے خصائص منسوب کئے جاتے ھیں - داتا، رحیم کرشنا، کریم سب ھی اُس خدا کے نام ھیں - ست سری اکال بھی اتنا ھی موثر نعرہ ھے کیا کسی ایک مسلمان یا ھندو کو یہہ نعرہ لگانے میں تکلف کرنا چاھئے؟ اُس کا مطلب یہہ ھے کہ صرف خدا ھی ھے - اور کچھہ نہیں ھے رام دھن کی خصوصیت بھی یہی ھے -

(ھریجن - ۳۱ اگست سنہ ۱۹۴۷ ع)

مزدور

مجھے امید ہے کہ ہندو اور مسلمان مزدوروں کے درمیان کوئی امتیاز نہ ہوگا - وہ سب مزدور ہیں، اگر فرقہ واریت کا زہر مزدوروں کی صفوں میں بھی داخل ہوگا تو مزدور اپنے پیشہ کو اور اس لئے خود اپنے کو اور اپنے ملک کو کمزور کرلیں گے -

(ہریجن - ۹ ستمبر ۱۹۴۷ ع)

دیوالیہ پن کا اعلان

کیا یونین کے وزرا اپنے دیوالیہ پن کا اعلان کردین کے اور بے شرمی کے ساتھہ دنیا کے سامنے تسلیم کرلیں کے کہ دھلی کے لوگ یا شرنارتھی خوشی سے اور رضامندی کے ساتھہ قانونی حکومت کی تعدیل نہ کرین کے میں تو یہہ چاھتا ھوں کہ وزراء بجائے جھکنے کے لوگوں کو آن کی دیوانگی سے بچانے میں خود ھی کو ختم کردین -

(D. D. Delhi Diary)

(۹ ستمبر سنہ ۱۹۴۷ ع)

میو

میں جانتا ھوں کہ میو بہت آسانی سے مشتعل ھو جاتے ھیں اور جھگڑا پیدا کرسکتے ھیں لیکن آس کا

علاج هرگز یہہ نہیں ھے کہ آنہیں مار باندہ کر پاکستان بھیج دیا جائے بلکہ علاج یہہ ھے کہ اُن سے وہی برتاؤ کیا جائے جو اپنے انسانوں کے ساتھہ کیا جاتا ھے جو دوسرے امراض کی طرح اپنی کمزوریوں کا بھی علاج چاھتے ھیں -

(D. D. ۹ ستمبر)

خدا کی وحدانیت

ایک وقت تھا جب نانک صاحب میں مجھے سکھوں کا سچا دوست مانا گیا تھا گرو نانک نے کبھی مسلمان اور ھندو کے درمیان امتیاز نہیں کیا اُن کے لئے تمام انسانیت ایک ھی تھی - ایسا ھی میرا سناتن ھندو دھرم ھے - اس حیثیت سے میں بھی مسلمان ھونے کا دعوی کرتا ھوں میں خدا کی وحدانیت اور اُس کی سب کو پناہ دینے والی قوت کے متعلق مسلمانوں کی شاندار دعاء کو دن اور رات پڑھتا ھوں -

(D. D. ۹ ستمبر سنہ ۱۹۴۷ ع)

ایک بوڑھے ادمی کی بات سنو

مجھے افسوس ھے کہ دھلی میں یا ھندستان کے کسی حصہ میں بھی مسلمانوں کی جانیں خطرہ میں ھوں - یہہ

ایک بڑا المیہ ہے، میں التجا کرتا ہوں کہ ایک بوڑھے آدمی کی بات سنو جو اپنی لمبی زندگی میں بہت کچھ تجربہ حاصل کر چکا ہے - مجھے اس بات کا پورا یقین ہے کہ بدی کے جواب میں بدی کرنے سے کسی منزل کا راستہ نہیں ملتا نیکی کے جواب میں نیکی کرنا بھی کوئی بڑی خوبی نہیں، سچا طریقہ یہہ ہے کہ بدی کے جواب میں نیکی کی جائے -

(۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۴۷ ع D. D.)

هندستان کا نام کیچڑ میں

غصہ سے کوئی اچھا نتیجہ حاصل نہیں ہو سکتا غصہ ہی سے انتقام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور انتقام کے جذبہ کا نتیجہ آج وہ تمام خوفناک واقعات ہیں جو یہاں اور دوسرے مقامات پر پیش آئے ہیں، مسلمانوں کو دہلی کے واقعات کا انتقام لیکر کیا فائدہ ہوگا اور ہندوؤں اور سکھوں کو کیا ملے گا اگر وہ یہاں اُن بے رحمانہ مظالم کا انتقام لیں گے جو سرحد اور مغربی پنجاب میں اُن کے ہم مذہبوں پر کئے گئے ہیں؟ اگر ایک آدمی یا آدمیوں کی کوئی جماعت پاگل ہو جائے تو کیا ہر شخص کو اُس کی تقلید کرنی چاہئے؟ میں ہندوؤں اور سکھوں کو خبردار کرتا ہوں کہ قتل کرنے لوٹنے اور آگ لگانے سے وہ

اپنے مذہبوں کو برباد کر رہے ہیں ۔ میرا دعوی ہے کہ میں نے مذاہب کا مطالعہ کیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کوئی مذہب دیوانگی نہیں سکھاتا ۔ اس سے اسلام بھی مستثنےٰ نہیں ہے ....

ایسا نہ ہو کہ آیندہ نسلیں کہیں کہ ہم نے آزادی کی میٹھی

روٹی کھودی کیونکہ ہم اس کو ہضم نہ کر سکتے تھے ۔ یاد رکھو کہ اگر ہم نے اس دیوانگی کو نہ روکا تو دنیا کی نظر میں ہندستان کا نام کیچڑ میں آلودہ ہوگا ۔

(D. D. ۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۴۷ ع)

کس کو کیا کرنا چاہئے

مسلمانوں کو فخر کرنا چاہئے کہ وہ انڈین یونین کے باشندے ہیں انہیں سہ رنگی جھنڈے کو سلام کرنا چاہئے اگر وہ اپنے مذہب سے وفادار رہیں گے تو کوئی ہندو ان کا دشمن نہیں ہو سکتا اسی طرح ہندوؤں اور سکھوں کو چاہئے کہ وہ اپنے درمیان امن پسند مسلمانوں کا سواگت کریں ۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ یہاں مسلمانوں کے پاس ہتیار ہیں ۔ انہیں چاہئے کہ وہ اپنے ہتیار فوراً حکومت کے حوالے کر دیں اور حکومت کو بھی چاہئیے

کہ اُن کے خلاف کوئی کاروائی نہ کرے - ہندوؤں اور سکھوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے -

(D. D. ۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۴۷ ع)

میں یقین نہیں کرتا

مجھ سے کہا گیا ہے کہ یونین میں تمام مسلمان جاسوس ہیں، میں ایسے اندھا دھند الزام کا یقین کرنے سے انکار کرتا ہوں، ساڑھے چار کروڑ مسلمان یونین میں ہیں - اگر وہ سب اتنے برے ہیں تو وہ اسلام کی قبر کھود دیں گے -

(D. D. ۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۴۷ ع)

کیا وہ پاگل ہو گئے ہیں

میری خاموشی ایک برکت ثابت ہوئی - اُس نے مجھے اپنے اندر دیکھنے پر مجبور کیا، کیا دہلی کے شہری پاگل ہو گئے ہیں؟ کیا اُن میں ذرا بھی انسانیت باقی نہیں؟ کیا ملک اور اُس کی آزادی کا پریم اُن کے جذبات سے اپیل نہیں کرتا؟ مجھے معاف کیا جائے اگر میں پہلے ہندوؤں اور سکھوں پر الزام رکھوں کیا ان میں اتنی بھی مردانگی نہیں کہ وہ نفرت کے اس سیلاب کو روک سکیں میں دہلی کے مسلمان پر زور دوں گا کہ وہ اپنے دل سے خوف نکال دیں، خدا پر بھروسہ کریں اور جتنے ہتیار اُن

کے پاس ہوں جن کے متعلق ہندو اور سکھ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے چھپا رکھے ہیں - انہیں ظاہر کردیں - اس کے معنی یہہ نہیں ہیں کہ ہندوؤں اور سکھوں کے پاس بھی ہتیار نہیں ہیں، فرق صرف کم و بیش کا ہے - اقلیت یا تو خدا اور اس کے بنائے ہوئے قانون پر بھروسہ کرے (کہ اس کی مدد سے وہ صحیح کام کریں گے) یا پھر اپنے ہتیاروں پر بھروسہ کرے کہ ان سے وہ ایسے لوگوں کے مقابلہ میں اپنی حفاظت کریں گے جن پر وہ بھروسہ نہیں کرسکتے -

(D. D. ۱۵ ستمبر ۱۹۴۷ ع)

انصاف

جو کوئی انصاف چاہتا ہے اسے خود بھی انصاف کرنا چاہئے - اس کے ہاتھہ پاک ہونے چاہئیں - ہندوؤں اور سکھوں کو چاہئے کہ وہ صحیح قدم اٹھائیں اور ان مسلمانوں کو جو اپنے گھروں سے بھگادیے گئے ہیں واپس آنے کی دعوت دیں - اگر وہ یہہ مردانہ اقدام کریں گے جو ہر نقطہ نظر سے قابل ستائش ہوگا تو وہ شرنارتھیوں کے مسئلہ کو بہت آسان کردیں گے .... وہ دھلی اور ہندستان کو بے عزتی اور بربادی سے بچالیں گے -

(D. D. ۱۵ ستمبر ۱۹۴۷ ع)

گناہ سنہری ترازو میں

ایک طرف تو یہہ بات صحیح ھے کہ پاکستان میں اقلیتوں - سکھہ اور ھندو کے ساتھہ بہت برا برتاؤ کیا گیا لیکن دوسری طرف یہہ بات بھی یکساں صحیح ھے کہ مشرق پنجاب نے بھی اپنی اقلیت یعنی مسلمانوں کے ساتھہ بہت برا برتاؤ کیا۔ گناہ کو سنہری ترازو میں نہیں تولا جا سکتا۔ میرے پاس دونوں کے جرائم کو ناپنے کے لئے اعداد و شمار کا مواد موجود نہیں۔ لیکن یہہ جان لینا یقیناً کافی ھے کہ دونوں فریق مجرم ھیں -

(D. D. ۱۷ ستمبر ۱۹۴۷ ع)

خدا مجھے دنیا سے اٹھالے

میں اپنے کو اس دلیل سے منسوب نہیں کر سکتا کہ چونکہ پاکستان تمام غیر مسلموں کو نکال رہا ھے اس لئے ھندستان کو چاھئے کہ وہ تمام مسلمان آبادی کو پاکستان میں نکال دے۔ دو غلطیاں مل کر بھی صحیح نہیں ھو سکتیں .... میری اس دعاء میں شرکت کرو کہ خدا یا تو میرے خواب کو (ھندو مسلم اتحاد کے متعلق) پورا کرے یا مجھے دنیا سے اٹھالے اور اس خوفناک المیہ کو دیکھنے سے بچالے کہ ھندستان کے ایک حصہ میں صرف مسلمان آباد ھوں اور دوسرے میں صرف ھندو۔

(D. D. ۱۷ ستمبر ۱۹۴۷ ع)

قران

میرے لئے قرآن کا پڑھا جانا پرارتھنا کا جزو لازمی ہے -

(۱۷ ستمبر ۱۹۴۷ ع D. D.)

خوف

آج ہندو اور سکھ دہلی کے مسلمانون کو خوفزدہ کر رہے ہین - جو لوگ خود خوف سے آزاد ہونا چاہتے ہوں انہیں چاہئے کہ وہ دوسروں کے دلون میں خوف پیدا نہ کرین -

(۲۰ ستمبر ۱۹۴۷ ع D, D)

مین خدا کو اواز دیتا ہون

میں حیران ہوتا ہوں کہ کیوں وہ لوگ جو بھائیوں کی طرح یکجا رہتے تھے، وہ لوگ جن کا خون جلیانوالہ باغ میں یکجا بہا تھا، آج ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے جب تک میرے جسم مین جان ہے میں تو یہی کہتا رہوں گا کہ ایسا نہ ہونا چاہئے میں اپنے دل کے درد و کرب میں ہر روز خدا کو آواز دیتا ہوں کہ وہ امن عطا کرے - یہہ امن اگر پیدا نہ ہو گا تو میں خدا سے دعا کرونگا کہ وہ مجھے اٹھا لے -

(۲۰ ستمبر ۱۹۴۷ ع D. D.)

اس الزام کی تردید کروں گا

بعض لوگوں نے مجھ سے کہا کہ انڈین یونین میں ہر مسلمان پاکستان کا وفادار ہے نہ کہ ہندستان کا، میں اس الزام کی تردید کروں گا۔ بہت سے مسلمانوں نے یکے بعد دیگرے میرے پاس آکر مجھ سے اس کے خلاف کہا ہے۔ بہر صورت یہاں کی اکثریت کو اقلیت سے خوفزدہ نہ ہونا چاہئے ہندستان کے طول و عرض میں ساڑھے چار کروڑ مسلمان پھیلے ہوئے ہیں۔ دیہات کے مسلمان غریب ہیں اور کسی کو نقصان پہونچانے والے نہیں جس طرح کہ سیوا گرام کے دیہاتی مسلمانوں کی حالت ہے۔ انہیں پاکستان سے کوئی واسطہ نہیں۔ رہے غدار مسلمان اگر کچھ ہیں تو اُن کا علاج ہر وقت قانون سے کیا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ بہر حال مین تو سکھوں اور ہندوؤں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کا خوف دل سے نکال دین۔ ان کے ساتھ اپنے برتاؤ میں مہربانی ظاہر کریں، ان کو واپس آکر اپنے گھروں مین آباد ہونے کی دعوت دین۔ اور ان کو دکھ سے بچانے کا وعدہ کرین۔ مجھے یقین ہے کہ اس طرح سے انہیں پاکستان کے مسلمانوں سے حتےکہ سرحد کے قبائل سے بھی اچھا جواب ملے گا۔ ہندستان کے لئے امن اور زندگی کا صرف یہی طریقہ ہے۔ ہر مسلمان کو ہندستان سے نکال

دینا اور ہر ہندو اور سکھ کو پاکستان سے خارج کر دینا
صرف یہی معنی رکھتا ہے کہ جنگ ہو اور ملک ہمیشہ
کے لئے برباد ہو جائے - اگر دونوں مملکتوں میں خود
کشی کی یہی پالسی اختیار کی گئی تو پاکستان اور ہندیونین
میں اس کا نتیجہ اسلام اور ہندو دھرم کی بربادی ہو گا -
نیکی ہی سے نیکی پیدا ہوتی ہے - محبت سے محبت حاصل
ہوتی ہے - رہا انتقام کا سوال سو انسان کا فرض یہہ
ہے کہ بد اعمال کو خدا کے سپرد کر دے - مجھے کوئی
دوسرا راستہ معلوم نہیں -

(D. D. ۲۰ ستمبر ۱۹۴۷ ع)

میرے لئے کوئی فتح نہین :-

ہندو " مہاتما گاندھی کی جے " پکار کر میرا سواگت
کرتے ہیں - لیکن وہ نہین جانتے کہ آج میرے لئے کوئی
فتح نہیں ہے اور نہ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں اگر ہندو
مسلمان اور سکھ آپس مین امن کے ساتھ زندہ نہیں رہ
سکتے - مین انتہائی کوشش کر رہا ہوں کہ اس حق بات
کو ان کے دلوں مین بٹھاؤں کہ قوت اتحاد ہی میں ہے اور
نااتفاقی میں کمزوری ہے - جس طرح ایک درخت جو پھل
نہیں لاتا سوکھ جاتا ہے اسی طرح میرا جسم بھی بیکار ہو گا
اگر میری خدمت متوقع پھل پیدا نہ کرے - ...... میں نے
انہیں (مسلمانوں کو) مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنے گھروں

میں جمے رہیں چاہے انہیں ان کے ہندو پڑوسی کتنا ہی ستائیں، حتی کہ مار ڈالیں - اگر ان میں اتنی عقل نہیں ہے تو پھر موت سے بچنے کے لئے وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ اگر وہ میرے مشورہ پر عمل کریں گے تو وہ اسلام اور ہندستان دونوں کی خدمت کریں گے - وہ ہندو اور سکھ جوان کو ستاتے ہیں، اپنے مذہبوں کو رسوا کرتے ہیں اور ہندستان کو ناقابل تلافی نقصان پہونچاتے ہیں - یہہ سمجھنا قطعی طور پر دیوانگی ہے کہ ساڑھے چار کروڑ بالکل مٹا دئے جا سکتے ہیں یا پاکستان میں نکال دئے جا سکتے ہیں - .... اگر حکومت میں اتنی قوت نہیں ہے یعنی اگر اہل ملک حکومت کو صحیح کام کرنے نہیں دیتے تو میں حکومت کو مشورہ دوں گا کہ وہ ان لوگوں کے حق میں استعفٰی دیدے جو تمام مسلمانوں کو قتل کر دینے اور نکال دینے کے دیوانہ وار ارادے کو پورا کرنا چاہتے ہیں - یہہ مشورہ قومی خود کشی اور ہندو دھرم کو جڑ سے اکھاڑ ڈالنے کا مشورہ ہے - میں نے ایک اخبار میں سنجیدگی سے یہہ تجویز پیش ہوتے دیکھی ہے اور میں حیران ہوں کہ کسی ایسے اخبار کا وجود بھی آزاد ہندستان میں رہ سکتا ہے -

(D. D. ۲۱ ستمبر ۴۷ء)

اکثریت کا عمل بزدلانہ

مجھہ سے نہ کہو جیسا کہ اکثر مجھہ سے کہا گیا ہے

کہ یہہ تمام (فساد) مسلم لیگ کی بداعمالی کی وجہہ سے ہوا۔ اگر اس بیان کی سچائی کو مان بھی لیا جائے تو کیا ہماری رواداری اس قدر کمزور شے ہے کہ وہ کسی بھی معمولی دباؤ سے دب سکتی ہے؟ شائستگی اور رواداری کی کچھہ قیمت جب ہی ہوتی ہے جب وہ سخت سے سخت دباؤ کا مقابلہ کرسکے۔ اگر ہم ایسی رواداری نہ برت سکیں تو وہ دن ہندستان کے لئے بہت غمگین دن ہوگا۔ اپنے معترضین کے لئے (جو بہت ہیں) ہمیں اس بات کا کہنا آسان نہ کردینا چاہئے کہ ہم آزادی کے قابل ہی نہ تھے۔

یقیناً اکثریت کا عمل بزدلانہ ہے کہ وہ اقلیت کو قتل کرے یا ملک سے باہر نکالے صرف اس خوف سے کہ اقلیت کے لوگ غداری کرین گے۔ اقلیت کے حقوق کا پوری احتیاط کے ساتھہ لحاظ کرنا اکثریت کے شایان شان ہے۔ ان حقوق سے بے پروائی اکثریت کو تمسخر کا نشانہ بنا دے گی۔

(D. D. ۲۲ ستمبر ۴۷ء)

مجھے چین نہ ائے گا:--

میں جس طرح مسلمانوں کا دوست ہوں اسی طرح ہندوؤں کا بھی۔ مجھے چین نہ آئے گا جب تک کہ یونین کا ہر مسلمان جو یونین کے وفادار شہری کی طرح رہنا چاہتا ہے اپنے وطن میں واپس نہ آجائے گا اور یہاں امن وامان کے ساتھہ نہ رہ سکے گا .... میں تحریک خلافت کے

زمانہ کے اتحاد کو کبھی نہیں بھول سکا ۔ وہ اتحاد قائم نہ رہا مگر اُس نے دکھا دیا کہ ہندو اور مسلمانوں میں ایک پائدار دوستی ممکن ہے یہی مقصد ہے جس کے لئے میں زندہ ہوں اور میں نے محنت کی ہے .... اگر میں تنہا ایک ہی آدمی یہہ بات کہنے والا رہ جاؤں تب بھی میں مسلمانوں کو یہہ مشورہ نہیں دے سکتا کہ وہ اپنے وطن کو چھوڑ دیں ۔ اگر وہ پرامن، قانون کی تعمیل کرنے والے، ایمان دار اور وفادار شہریوں کی طرح ہندستان میں رہیں گے تو کوئی اُن کا کچھہ نہیں بگاڑ سکتا ۔ میں حکومت نہیں ہوں مگر میرا کچھہ اثر اُن لوگوں پر ہے جو حکومت میں ہیں ۔ یہہ لوگ ایسا نہیں سمجھتے کہ ہندستان میں مسلمانوں کی جگہہ نہیں یا یہہ کہ اگر مسلمان یہاں رہنا چاہتے ہیں تو انہیں ہندوؤں کا غلام بنکر رہنا پڑے گا ۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ سردار پٹیل مسلمانوں کے پاکستان چلے جانے کی تائید کرتے ہیں ۔ سردار کو یہہ سنکر رنج ہوا ۔ مگر اُنہوں نے مجھہ سے کہا کہ اُن کے پاس ایسا شبہہ کرنے کی وجوہ ہیں کہ ہندستان کے مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت ہندستان کی وفادار نہیں ہے ۔ ایسے لوگوں کے لئے پاکستان چلا جانا ہی بہتر ہے ۔ لیکن سردار نے اپنے اس شبہہ سے اپنے عمل کو متاثر نہیں ہونے دیا ۔ مجھے یقین ہے کہ اُن مسلمانوں کے لئے جو یونین میں رہنا چاہیں سب سے زیادہ یونین کے ساتھہ

وفاداری ضروری ہے اور انہیں اپنے ملک کے لئے تمام
دنیا سے لڑنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ جو لوگ
پاکستان جانا چاہتے ہیں وہ جانے کے لئے آزاد ہیں مگر
میں یہ نہیں چاہتا کہ ایک مسلمان بھی ہندوؤں یا سکھوں
کے خوف سے جائے، دہلی کے مسلمانوں نے مجھے ایک
تحریری اعلان کے ذریعہ یقین دلایا ہے کہ یونین کے وفادار
شہری ہیں میں اسی طرح ان کی بات کا یقین کروں گا
جس طرح کہ میں چاہتا ہوں کہ دوسرے میری بات کا یقین
کریں۔ اس حالت میں حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان
کی حفاظت کرے ....

(ہریجن - ۲۸ ستمبر ۱۹۴۷ ع)

دونوں کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی

وہ ایک دوسرے کے بدی کے طریقوں کی تقلید کر کے
انصاف حاصل نہیں کرا سکتے۔ اگر دو شخص گھوڑوں پر
سوار ہو کر جاتے ہیں اور ان میں سے ایک گر پڑتا ہے
تو کیا دوسرا بھی اس کی تقلید کرے؟ اس کا نتیجہ سوائے
اس کے کیا ہوگا کہ دونوں کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی۔
فرض کیجئے کہ مسلمان یونین کے وفادار نہ بنیں، نہ وہ
اپنے ہتیار حوالہ کریں تو کیا تم لوگ اسی بنا پر معصوم
انسانوں، عورتوں اور بچوں کا قتل عام جاری رکھو گے
یہ کام تو حکومت کا ہے کہ وہ غداروں کو مناسب

سزا دے - لیکن وحشیانہ حرکات اختیار کر کے دونوں مملکتوں کے لوگوں نے ہندستان کے اس نام نیک کو دھبہ لگایا ہے جو ہندستان نے دنیا میں پیدا کیا تھا - اس طرح تو یہ لوگ غلامی اور اپنے عظیم الشان مذاہب کی بربادی کا سودا کر رہے ہیں - اگر وہ یہی کرنا چاہتے ہیں تو ایسا کرنے کے لئے آزاد ہیں - لیکن میں تو جس نے ہندستان کی آزادی کے لئے اپنی جان کی بازی لگادی تھی اس بربادی کا تماشائی بن کر زندہ رہنا نہیں چاہتا - میں تو اپنے ہر سانس کے ساتھ خدا سے دعاء کرتا ہوں کہ یا تو وہ مجھے اتنی طاقت عطا کرے کہ میں ان شعلوں کو بجھا سکوں یا مجھے اس دنیا سے آٹھا لے -

(D. D. یکم اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

میری عقل کام نہیں کرتی

ایک خبر سنی گئی ہے کہ بعض مسلمان مسافروں کو ایک چلتی ٹرین سے جو نینی سے الہ آباد آرہی تھی - گرادیا گیا - میری تو عقل کام نہیں کرتی کہ ایسے افعال کی کوئی معقول وجہ سمجھہ سکوں - ان افعال پر تو ہر ہندستانی کا سر شرمندگی سے جھک جانا چاہئے -

(D. D. یکم اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ ع)

ایک وقت وہ تھا

ایک وقت وہ تھا کہ جو کچھہ میں کہتا تھا عوام اس کی پیروی کرتے تھے ۔ مگر آج میری آواز صدا بصحرا ہے ۔ جو کچھہ میں عوام سے سنتا ہوں وہ یہہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو انڈین یونین میں نہیں ٹھیرنے دین گے اگر آج یہہ آواز هندستانی مسلمانوں کے خلاف اٹھتی ہے تو کل پارسیوں، عیسائیوں اور یورپین لوگوں کا بھی کیا حشر ہونے والا ہے ۔۔ بہت سے دوست یہہ امید کرتے هیں کہ میں ۱۲۵ برس کی عمر تك زندہ رهوں گا لیکن ۱۲۵ برس تو بجا مجهہ میں تو اب زندہ رهنے هی کی خواهش باقی نہیں .... اگر نفرت اور خونریزی کی فضا قائم رهی تو میں تو زندہ هی نہیں رہ سکتا ۔

(هریجن ۔ ۲ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

برائی کا چکر

انتقام اور بدلہ لینے کی اسپرٹ نے ایک برائی کا چکر بنا دیا ہے اور وہ اسپرٹ روز افزوں تعداد میں لوگوں پر مصیبت لا رهی ہے ۔ آج هندو مسلمان بیرحمی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رهے هیں حتےکہ عورتوں، بچوں اور ضعیفوں پر بھی رحم نہیں کیا جاتا ۔ میں نے هندستان کی آبادی کے لئے بہت

سخت محنت کی تھی اور میں خدا سے دعاء کرتا تھا کہ وہ مجھے ۱۲۵ سال تک زندہ رکھے تاکہ مین هندستان میں رام راجیہ کا قائم ہونا دیکھہ لوں۔ یعنی "زمین پر خدا کی سلطنت" لیکن آج تو میرے سامنے ایسا کوئی امکان نہیں۔ لوگوں نے قانون کو اپنے هاتھوں میں لے لیا هے۔ تو کیا میں اس المیہ کا بے یارو مددگار تماشائی بنونگا۔؟ میں نے خدا سے دعا مانگی هے کہ یا تو وہ مجھے اتنی قوت دے کہ میں لوگوں کو آن کی غلطی سمجھا سکوں اور آس کی اصلاح کرا سکوں یا پھر خدا مجھے آٹھا لے............ کیا آزادی کے معنی تہذیب اور انسانیت کا رخصت هوجانا هے۔

(هریجن - ۴ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

میری جان خدا کے هاتھہ مین

مجھے ایک تار ملا هے جس مین لکھا هے کہ اگر هندو اور سکھوں نے (مسلمانوں کے مقابلہ میں) جوابی کارروائی نہ کی هوتی تو شاید میں آج زندہ بھی نہ هوتا میں اس اشارے کو لغو سمجھتا هوں۔ میری جان خدا کے هاتھہ مین هے۔ جس طرح هر شخص کی .... تار میں یہہ کہا گیا هے کہ ۹۸ فی صد مسلمان غدار هیں اور مناسب وقت پر پاکستان کے حق میں (هندستان سے) غداری کرین گے میں اس بات کا یقین نہیں کرتا، دیہات کے مسلم عوام غدار نہیں هوسکتے اور فرض کیجئے کہ وہ هوجائیں تو وہ اسلام کو برباد کردین گے۔

(هریجن - ۱۰ کتوبر ۱۹۴۷ ع)

عقل کے جواہر

تمہیں اس برتاؤ پر آزردہ ہونے کا حق حاصل ہے جو پاکستان میں ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ روا رکھا گیا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم قرآن کے پڑھے جانے سے آزردہ ہوں۔ گیتا۔ قرآن۔ انجیل۔ گرنتھ صاحب اور زندا وستا میں تو عقل کے جواہر شامل ہیں۔

(ہریجن ۵ اکتوبر ۱۹۴۷ع)

اسلام اور ہندستان کی سیوا

میں تمہیں (مسلمانوں کو) مشورہ دیتا ہوں کہ اپنے گھروں میں جمے رہو باوجود یکہ تمہیں ہندو پڑوسی دق کریں یا مار ہی ڈالیں۔ اگر تمہیں عقل نہیں تو تم موت سے بچنے کے لئے بھاگ جاؤ' لیکن اگر تم میرے مشورے پر چلو گے تو تم اسلام اور ہندستان دونوں کی سیوا کر سکو گے۔ وہ ہندو اور سکھ جو تمہیں ستائیں گے اپنے مذہب کو بدنام کریں گے اور ہندستان کو ناقابل تلافی نقصان پہونچائیں گے۔ **یہ سمجھنا محض دیوانگی ہے کہ 4½ کروڑ کو مٹایا جا سکتا ہے** یا یہاں سے نکال کر پاکستان بھیجا جا سکتا ہے۔ ...... میں نے کبھی یہ نہیں چاہا کہ مسلم شرنارتھیوں کو پولس اور فوج کے ذریعہ سے ان کے مکانوں میں ازسرنو آباد کرایا جائے۔

مگر میں یہہ ضرور مانتا ہوں کہ جب ہندوؤں اور سکھوں کا غصہ دھیما ہو تو وہ خود ان تارکان وطن کو عزت کے ساتھہ واپس لائیں - البتہ میں حکومت سے یہہ توقع ضرور کرتا ہوں کہ وہ تارکان وطن کے مکانوں کو اچھی حالت میں ان کے لئے محفوظ رکھے گی -

(ہریجن - ٥ اکتوبر ١٩٤٧ع)

مجھہ سے یہہ نہ کہو

مجھہ سے یہہ نہ کہو، جیسا کہ مجھہ سے کہا گیا ھے کہ یہہ سب مسلم لیگ کی بداعمالی کا نتیجہ ھے - اگر اس بات کو صحیح بھی مان لیا جائے تو کیا ھماری رواداری اتنی کمزور اور کھوکھلی ھے کہ وہ غیر معمولی وزن سے دب جاتی ھے - شایستگی اور رواداری کی قیمت تو یہی ھے کہ وہ سخت سے سخت دباؤ کو برداشت کر سکے - اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو وہ دن ہندوستان کے لئے افسوسناک ہوگا - ھمارے نکتہ چینوں کے لئے (جو بہت ھیں) کہیں یہہ کہنا آسان نہ ہو جائے کہ ھم آزادی کے قابل ھی نہ تھے .... کروڑوں انسانوں کے ہندوستان سے محبت کرنے والے کی حیثیت سے میرے غرور کو اس بات سے ٹھیس لگتی ھے کہ ھماری روادار اور مشترکہ تہذیب پوری طرح اور از خود اپنے عمل میں ظاہر نہیں ہوتی -

(ہریجن - ٥ اکتوبر ١٩٤٧ع)

بزدلانہ عمل

یقیناً یہہ عمل بزدلانہ ہے کہ اکثریت صرف اس خوف سے اقلیت کو نکال دے یا قتل کر ڈالے کہ ساری اقلیت غداری کرے گی۔ اقلیت کے حقوق کا پورا پورا لحاظ اکثریت کے شایان شان ہے۔ ان حقوق سے بے پروائی اکثریت کو ہدف تحقیر بنا دیتی ہے۔ **اپنے اوپر مضبوط اعتماد اور بہادری کے ساتھہ حریف پر (جو نام نہاد ہو یا حقیقی) بھروسہ تحفظ کا بہترین طریقہ ہے** ۔ اس لئے میں حد درجہ اصرار کے ساتھہ اپیل کرتا ہوں کہ دہلی کے تمام ہندو اور سکھہ اور مسلمان دوستانہ احساس کے ساتھہ گلے ملیں اور بقیہ ہندوستان بلکہ تمام ایشیاء کے لئے ایک شاندار مثال قائم کریں۔

(ہریجن - ۵ اکتوبر ۱۹۴۷ع)

اگر آپس میں لڑو گے

اگر اہل ملک قانون شکن بن کر آپس میں لڑیں گے تو وہ یہہ ثابت کردیں گے کہ وہ آزادی کو ہضم کرنے کے قابل نہیں۔ اگر ایک ڈومینین بھی اپنی جگہ صحیح طریقۂ کار اختیار کرے گی تو وہ دوسری کو بھی ایسا ہی کرنے پر مجبور کردیگی۔ اسے پوری دنیا کی تائید حاصل ہوگی۔ **بلاشبہ ہم یہہ گوارہ نہ کریں گے کہ**

کانگریس کی تاریخ کو از سر نو لکھین اور یونین کو هندو ملک بنا دین جس مین دوسرے مذاهب کے لوگوں کے لئے کوئی جگه نه هو - مجھے امید هے که هم اس طرح اپنے اصولوں کی خود هی تردید نه کرین گے -

(هریجن - ۱۵ اکتوبر ۴۷ع)

ایک مهینه دس دن کی عمر

میرا مطلب یهه نهیں هے که انڈین یونین کی حکومت پاکستان مین هندوؤں اور سکھوں کے ساتھه جو برتاؤ هو رها هے اس کو نظر انداز کرے - ان لوگوں کو بچانے کے لئے انتهائی کوشش کرنا اس کا فرض هے - لیکن پاکستان کے عمل کا یهه جواب نهیں که یونین کی حکومت مسلمانوں کو نکال دے اور اس طرح پاکستان کے طرز عمل کی تقلید کرے - .... هماری آزادی ایک مهینه ور دس دن کی عمر کا ایک بچه هے اگر هم نے انتقام کی دیوانگی کو جاری رکھا تو هم اس بچه کو اسی عمر میں قتل کر ڈالین گے -

(هریجن - ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۷ع)

اج کیون کمزور هو گئے

تم بهادر لوگ هو، تم ایک زبردست برطانوی سلطنت کا مقابله کر چکے هو - آج تم کیون کمزور هو گئے هو -

بہادر لوگ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ اگر مسلمان غدار ثابت ہوں تو اُن کی غداری خود انہیں مار ڈالے گی۔ ہر ملک میں غداری سب سے بڑا جرم ہے۔ کوئی ملک اپنے اندر غداروں کا رہنا گوارہ نہیں کرتا۔ لیکن لوگوں کو محض شبہ کی بنا پر نکال دینا بہت ہی نازیبا حرکت ہے۔

(ہریجن - ۱۵ اکتوبر ۴۷ع)

اس سمت میں بربادی ہے

میں تو کبھی ہندو راج میں شریک نہیں ہو سکتا اور نہ سردار (سردار پٹیل) ہو سکتے ہیں جو مسلمان دوستوں کے مفاد کی تائید کرتے ہیں۔.... ...... میرے ہندو دھرم نے مجھے تمام مذاہب کا احترام کرنا سکھایا ہے۔ اگر پنڈت جواہر لال اور سردار اُن جیسے خیالات رکھنے والے لوگ عوام کے اعتماد سے محروم ہو گئے ہیں تو اُن کی جگہ کسی اور جماعت کو برسر اقتدار کیا جائے جس پر بھروسہ کیا جا سکے۔ لیکن میں یہہ توقع نہیں کر سکتا نہ مجھے کرنی چاہیئے کہ یہہ لوگ اپنے ضمیر کے خلاف عمل کریں گے اور یہہ سمجھیں گے کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کا ہے۔ اس سمت میں بربادی ہے۔

(D. D. ۷ اکتوبر ۴۷ع)

کس کی خطا زیادہ ہے

جو کچھہ پاکستان میں ہوا اور ہو رہا ہے میں مانتا ہوں کہ وہ بہت برا ہے لیکن جو کچھہ یونین میں ہو رہا ہے وہ بھی آتنا ہی برا ہے - اس تلاش سے کوئی فائدہ نہیں کہ کس نے یہہ فساد شروع کیا اور کس کی خطا زیادہ ہے - اگر یہہ دونوں اب دوست بننا چاہتے ہیں تو آنہیں ماضی کو بھول جانا چاہئے - کل کے دشمن آج کے دوست ہو سکتے ہیں اگر وہ زبان اور عمل سے جوابی کارروائی ترک کردیں -

(D. D. ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۷ع)

کھلے دل سے اعتراف

حقیقی امن کس طرح قائم ہو سکتا ہے؟ آپ خوش ہو رہے ہوں گے کہ دہلی میں بظاہر پھر امن قائم ہو گیا - مگر میں اس اطمینان میں شریک نہیں ہو سکتا ہند و مسلمان ایک دوسرے سے آزردہ ہو گئے ہیں' پہلے بھی وہ کبھی کبھی لڑا کرتے تھے - لیکن وہ لڑائی ایک دو دن کی ہوا کرتی تھی - اور پھر وہ سب بھول جایا کرتے تھے - لیکن اب تو آن کے احساسات اس قدر تلخ ہو گئے ہیں کہ وہ یہہ محسوس کرتے ہیں کہ گویا وہ ایک دوسرے کے پرانے دشمن ہیں - میں احساس کو کمزوری کہتا ہوں - آپ پر لازم ہے کہ آپ اس کمزوری کو ترک کریں - تب ہی آپ کوئی بڑی قوت بن سکیں

کے - آپ کے سامنے دو چیزیں ھیں ان میں سے ایک
کو منتخب کرنا ھے - یا تو آپ بہت بڑی فوجی طاقت
بن جائیں یا اگر آپ میرا طریقہ اختیار کریں تو آپ ایک
بڑی non-violent اور نا قابل فتح طاقت بن سکتے ھیں
بہر صورت پہلی شرط یہہ ھے کہ آپ اپنے دل سے
خوف نکال دیں - ایک دوسرے کے قریب جانے کا
تنہا یہی طریقہ ھے کہ ھر فریق دوسرے کی غلطیوں کو
بھول جائے اور خود اپنی غلطیوں کو magnify کر کے
دیکھے - میں پورے زور کے ساتھہ مسلمانوں کو بھی
یہی مشورہ دیتا ھوں جو میں نے ھندوؤں اور سکھوں
کو دیا ھے - کل کے دشمن آج ایک دوسرے کے دوست
بن سکتے ھیں بشرطیکہ وہ اپنے گناھوں کا کھلے دل سے
اعتراف کرلیں - بُلکہ جواب دینے کا مسلک دوستی
پیدا کرنے میں مدد نہیں کرسکتا -

(۱۴ اکتوبر ۱۹۴۷ ع D. D.)

شعلے

اب ھم کس طرح آن شعلوں کو بجھا سکتے ھیں ؟
میں تمہیں بتا چکا ھوں کہ اس کا طریقہ صرف ایک ھی ھے
تمہیں اپنے طرز عمل کو صحیح رکھنا ھے بلا لحاظ اس
امر کے کہ دوسرے کیا کرتے ھیں - میں پاکستان میں
سکھوں اور ھندوؤں کی معیت سے ناواقف نہیں ھوں

لیکن آن کو جان کر بھی میں آن کو نظر انداز کرنا چاھتا ھوں۔ ورنہ میں تو پاگل ھو جاؤں گا ۔ میں ھندستان کی کوئی خدمت نہ کر سکوں گا ۔ ھمیں تو یونین میں رھنے والے مسلمانوں کو اپنا خون شریک بھائی تصور کرنا ھے ۔ کہا جاتا ھے کہ دھلی میں امن ھے لیکن میرے لئے اس بیان میں کوئی سامان تسکین نہیں ۔ یہہ امن تو پولس اور فوج کی موجودگی کی وجہ سے قائم ھے ۔ مگر مسلمانوں اور ھندوؤں کے درمیان تو کوئی محبت پیدا نہیں ھوئی آن دونوں کے دل تو ایک دوسرے سے کشیدہ ھیں ۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس وقت جلسہ میں کچھہ مسلمان ھیں یا نہیں اگر ھیں تو معلوم نہیں اس مجمع میں وہ اپنے کو محفوظ سمجھتے ھیں یا نہیں ۔ پرسوں پرارتھنا کے جلسہ میں شیخ عبداللہ صاحب تھے اور قدوائی صاحب کے بھائی کی بیوہ بیوی بھی تھیں جو مسوری میں بے قصور قتل کر ڈالے گئے ۔ میں تسلیم کرتا ھوں کہ آن کی موجودگی کے متعلق میں غیر مطمئن تھا ۔ اس لئے نہیں کہ میں یہہ سمجھتا تھا کہ آن کی جان خطرہ میں ھے ۔ اس کا تو مجھے اطمینان ھے کہ میری موجودگی میں آن پر کوئی حملہ نہ ھو سکتا، لیکن اس کا اطمینان مجھے نہیں کہ آن کی توھین نہ کی جائے گی ۔ اگر (اس مجمع میں) آن کی کوئی توھین کی جاتی تو مجھے اپنا سر شرم سے جھکا لینا پڑتا ۔ مسلمان بھائیوں کے

متعلق آخر ایسا اندیشه کیوں هو - یقیناً اس مجمع مین وه
بھی اپنے کو اتنا هی محفوظ کیوں نه سمجھیں جتنے که آور
سب هین - مگر یهه صورت حال پیدا نهیں هو سکتی
جب تك که هم اپنی غلطیوں کو بڑها چڑها کر اور اپنے
همسایوں کی غلطیوں کو کم کر کے دیکھنا نه سیکھیں -

(D. D. ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

انتظار کی طویل رات

انتظار کی رات کتنی طویل معلوم هوتی هے !.....
...............(سوراج کا) وه خواب بهت دور معلوم هوتا
هے - اس خواب کی تعبیر صرف تعمیری کام هی سے
حاصل هو سکتی هے اگر لوگوں نے تعمیری کام (جس
کا پروگرام آن کے سامنے رکھا گیا تھا) کیا هوتا -
تو وه یهه مناظر نه دیکھتے جو آج دیکھه رهے هیں -
کہا جاتا هے که ۱۵ اگست کو سوراج مل گیا - میں
تو اس کو سوراج کے نام سے موسوم نهیں کر سکتا -
سوراج میں بھائی بھائی ایك دوسرے پر حملے نهیں
کر سکتے - آزاد هندستان کا تخیل تو یهه تھا که وه سب
کا دوست هوگا اور دنیا میں کوئی اس کا دشمن نه هوگا
لیکن افسوس که آج خود هندستان کی اولاد، هندو اور
سکھه ایك طرف اور مسلمان دوسری طرف، ایك دوسرے
کے خون کی پیاسی هے -

(D. D. ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

هندو اور سکھ بھی

آج سہ پہر ایک دوست نے ایک اردو روزنامہ کی عبارت پڑھ کر مجھے سنائی اس پیریگراف میں جو مجھے سنایا گیا ایڈیٹر نے دوسری اشتعال انگیز باتوں کے علاوہ یہہ بھی لکھا تھا کہ هندوؤں نے یہہ مصمم ارادہ کر لیا ھے کہ وہ مسلمانوں کو یونین سے نکال دیں گے - اس لئے یا تو مسلمان یہاں سے چلے جائیں یا پھر اُن کے سر کاٹ لئے جائیں گے - میں امید کرتا ھوں کہ یہہ صرف ایڈیٹر ھی کی رائے ھے - لیکن اگر عوام کے کسی قابل لحاظ حصہ کی یہہ رائے ھو تو یہہ بڑے شرم کی بات ھے - اور اس سے هندستان کی بقا ھی کے متعلق اندیشہ پیدا ھوتا ھے - میں کل تم سے کہہ چکا ھوں کہ ایسی تباہ کن پالسی کا نتیجہ کیا ھوگا - اسکا لازمی نتیجہ یہہ ھوگا کہ آخر میں هندو اور سکھہ بھی ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں گے -

(D. D. ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

نہیں جانتے کہ کیا ھونا ھے

انڈین یونین کے مسلمان جس مین قوم پرست مسلمان بھی شامل ھیں نہیں جانتے کہ کل اُن کا کیا حشر

ہونے والا ہے - کیا وہ سب یونین میں اس خوف کے
کے تحت رہیں گے کہ زبردستی آن کا مذہب تبدیل کرا
دیا جائے گا - پہلی صورت سے یہہ دوسری صورت
بدتر ہے میں ہندوؤں اور سکھوں کو زبردستی مسلمان
بنانے کے خلاف احتجاج کر چکا ہوں - میں تو ایسے
سکھوں اور ہندوؤں سے یہہ توقع کرتا ہوں کہ وہ اس
جبریہ تبدیلی مذہب کے مقابلہ میں موت کو ترجیح دین
گے - یہی بات مسلمانوں کے لئے بھی کہی جاسکتی
ہے - ایسے لوگ میرے کام کے نہیں جو
اپنے مذہب کو اپنے کپڑوں کی طرح بدل سکتے ہوں -
آن کا وجود کسی مذہب کے لئے بھی مفید نہیں ہوسکتا
.... یونین کے تمام باشندوں کے لئے عزت کے ساتھہ
زندہ رہنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہہ ہے
کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بنکر رہیں -
..... میں آس وقت تک مطمئن نہ ہوں گا جب تک کہ
ہر ہندو اور سکھہ حفاظت اور عزت کے ساتھہ اپنے وطن
کو نہ لوٹ جائے اور مسلمان بھی ایسا ہی نہ کرسکیں

(۲۲ اکتوبر ۱۹۴۷ ع .D. D)

ناقص انسان

ناقص انسانوں کو حق نہیں کہ دوسرے ناقص
انسانوں پر تنقید کرین - جس طرح ہندوؤں اور سکھوں

کے لئے یہہ عمل بزدلانہ اور غیر مذہبی ہے کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کرین اسی طرح مسلمانوں کے لئے بھی (کہ وہ ہندوؤں اور سکھوں پر حملہ کرین) اس رخ پر تو ہندو دھرم اور اسلام کے لئے تباہی ہی تباہی ہے -

(D. D. ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

عقل کی روشنی

عوام کو جن سے عبارت اکثریتی فرقہ ہے (اور کسقدر نفرت انگیز ہے یہ اصطلاح!) قانون کو اپنے ہاتھہ میں لینے سے سختی کے ساتھہ احتراز کرنا چاہئے - اگر وہ ایسا نہ کرین گے تو وہ خود اُس شاخ کو کاٹین گے جس پر وہ بیٹھے ہوئے ہیں - یہہ ایک ایسی گراوٹ ہوگی جس سے سنبھلنا ناممکن ہوگا ابھی اتنا وقت ہے کہ عقل کی روشنی ان لوگوں کے دماغوں مین پہونچ جائے -

(D. D. ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

شرمناک

ایک نامہ نگار نے اس امر پر توجہ دلائی ہے کہ ایک طرف تو مین نے ریلوے اسٹیشنوں پر ہندو پانی اور مسلم پانی کے الگ الگ رکھنے کی مذمت کی ہے اور دوسری طرف اب ٹرینوں میں "صرف مسلمانوں

کے لئے" اور ہندو اور غیر مسلموں کے لئے الگ الگ
ڈبے مخصوص کئے جاتے ہیں - مجھے معلوم نہیں کہ بدی
کہاں تک پھیل چکی ہے لیکن اتنا تو میں جانتا ہوں کہ
اس قسم کا امتیاز ہندوؤں اور سکھوں کے لئے شرمناک
ہے - میں سمجھتا ہوں کہ ریلوے حکام کو یہہ انتظام
صرف مسلمانوں کی جان کا تحفظ کرنے کے لئے کرنا پڑا
ہے - مگر یہہ تو ہر وقت ممکن ہے (جتنا جلد ہو سکے
بہتر ہے -) کہ اس طریقہ کو اس طرح بند کیا جائے کہ
ہندو اور سکھہ اس کا ارادہ کرلیں کہ وہ اپنے ہم سفر
مسلمانوں کے ساتھہ ایسا برتاؤ نہ کریں کے کہ گویا وہ
انسان نہیں ہیں اور ریلوے حکام کو یقین دلادیں کے
کہ اب اس قسم کے جرائم کا ارتکاب نہ کیا جائے گا -
یہہ سب اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اس گناہ کا علانیہ
اعتراف کیا جائے اور عقل واپس آئے - یہہ بات میں
اس امر کی پروا کئے بغیر کہتا ہوں کہ پاکستان میں کیا
ہوا اور کیا ہو رہا ہے -

(ہریجن - ۱۶ نومبر سنہ ۱۹۴۷ ع)

یہہ ہندوستان کے مسلمان

کون؟ یہہ ہندستان کے مسلمان؟ آن کی ایک بڑی
اکثریت ملک عرب سے تو نہیں آئی تھی - صرف چند

ھی باھر سے آئے تھے - لیکن کروڑوں تو ھندو ھی تھے جو مسلمان ھو گئے - میں ایسے تبدیل مذھب پر اعتراض نہیں کرتا جو سوچ سمجھہ کر کیا گیا ھو -

(ھریجن - ١٢ اکتوبر سنہ ١٩٤٧ ع)

مسلمانوں کی بری گت

جب مین یونین میں مسلمانوں کی بری گت کا تصور کرتا ھوں اور سوچتا ھوں کہ کس طرح بہت سے مقامات پر ان کے لئے معمولی زندگی بھی مشکل ھو گئی ھے اور کس طرح وہ یونین سے پاکستان کی طرف مسلسل بھاگ رھے ھیں تو مجھے حیرت ھوتی ھے کہ کیونکر وہ لوگ جو اس صورت حال کے پیدا کرنے کے ذمہ دار ھیں کانگریس کے لئے قابل فخر ھو سکتے ھیں - اس لئے مین امید کرتا ھوں کہ اس نئے سال میں جو شروع ھوا ھے ھندو اور سکھہ ایسا طرز عمل اختیار کرین گے تاکہ ھر مسلمان خواہ وہ بچہ ھو یا بڑا بھہ محسوس کرنے لگے کہ وہ اس ملک میں اتنا ھی آزاد اور محفوظ ھے جتنا کہ کوئی بڑے سے بڑا ھندو اور سکھہ -

(ھریجن - ٢٣ نومبر سنہ ١٩٤٧ ع)

بزدلی چھوڑ دو

اگر دھلی کے ھندو اور سکھہ یا دھلی میں پاکستان کے مصیبت زدہ اس بات پر تلے ھوئے ھین کہ مسلمانوں

کو یہاں نہ ٹھیرنے دین گے تو وہ جرات کے ساتھہ صاف صاف ایسا کہیں اور گورنمنٹ اعلان کردے کہ وہ مسلمانوں کی حفاظت کا وعدہ نہیں کرسکتی - حکومت کے لئے یہہ آس کے دیوالیہ پن کا اعلان ہوگا - اگر یہہ مرض پھیلے گا تو اس کے معنی سکھہ اور ہندو دھرم کے زوال اور بربادی کے ہوں گے - اسی طرح اگر پاکستان اپنے ملک میں کسی ہندو یا سکھہ کو عزت اور اطمینان کے ساتھہ نہ ٹھیرنے دیگا تو اس کے معنی ہندستان میں اسلام کی بربادی ہوگی - مین چاہتا ہون کہ تم بزدلی چھوڑدو - میری رائے میں بالواسطہ طریقوں سے کسی کو نکل جانے پر مجبور کردنیا بزدلی ہے - اگر مسلمان برے ہین تو ہندوؤں اور سکھوں کی بھلائی آن کو بھلا بنادے گی.......... برے آدمیوں سے بھی برتاو کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ آن کی اصلاح کی جائے نہ کہ آنہیں نکال دیا جائے یا قتل کردیا جائے -

(۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۴۷ ع .D. D)

شیطان کی اطاعت

اقلیتی فرقہ کو مار کر نکال دینا یا آس کے ساتھہ بدسلوکی کرنا اہنسا کے دعوی سے ہم آہنگ نہیں ہوسکتا - آزادی کے یہہ معنی نہیں کہ لوگ جو طرز عمل

چاہیں اختیار کریں - کیا کوئی شخص آزادی کے لئے جد و جہد اور دعا نیں کر سکتا ہے صرف اس غرض سے کہ وہ قتل کا ارتکاب کر سکے اور جھوٹ بول سکے؟ یہہ تو خدا کے بجائے شیطان کی اطاعت ہو گی -

(D. D. ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۴۷ ع)

کانگریس اور مسلمان

یہہ ہندوؤں سکھوں اور اُن عہدہ داروں کا جو ذمہ دار ہیں اور وزراء کا فرض ہے کہ وہ اس رسوائی کو مٹائیں اور اس مقام (مقبرہ قطب الدین بختیار کاکی) کو اُس کی پہلی شان کے ساتھہ از سر نو درست کریں .... یہہ امر کہ ہندستان میں مسلمان اپنے کو اس طرح اقلیت میں پاتے ہیں کہ پاکستان کی مسلم مجارٹی اُن کی کوئی خدمت نہیں کر سکتی اُن کے لئے کوئی نا موافق صورت نہ ہوتی اگر اُنھوں نے گذشتہ ۳۰ سال میں عدم تشدد کے طریقوں کو اختیار کیا ہوتا - بغیر اس کے بھی کہ وہ عدم تشدد کے اصول پر عقیدہ رکھتے ہوں اُن کے لئے اس بات کا سمجھنا آسان ہے کہ ایک اقلیت کو، وہ کتنی ہی کم ہو، اپنی عزت اور ہر اُس چیز کی حفاظت کے لئے جو انسان کو عزیز ہوتی ہے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں - انسان اس طرح بنایا گیا ہے کہ اگر وہ اپنے کردگار کو اور اپنے کو (جو پیدا کرنے والے کی تصویر ہے) سمجھہ لے تو دنیا کی کوئی طاقت اُس کو

اس کی عزت نفس سے محروم نہیں کر سکتی، الا یہ کہ
وہ خود ہی ایسا کرے۔ جو ھا نسبرگ میں جب میں
ٹرانسوال کی زبردست حکومت سے لڑ رہا تھا مجھ سے
ایک دوست نے کہا کہ وہ ہمیشہ اقلیتوں ہی کا ساتھ
دیا کرتا ہے اس لئے کہ اقلیتیں بہت ہی کم غلطی پر ہوتی
ہیں اور اگر ہوں بھی تو انہیں آسانی سے غلط بات سے
ہٹایا جا سکتا ہے۔ لیکن اکثریت کی اصلاح مشکل
ہوتی ہے اس لئے کہ اسے قوت کا نشہ ہوتا ہے اس
دوست نے ایک بہت بڑی حقیقت بیان کی تھی ....
اگر ہندستان کے مسلمان اقلیت ہونے کی خوبی کو محسوس
کریں تو انہیں معلوم ہو گا کہ اب وہ اپنی زندگی میں
اسلام کی بہترین تعلیم کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ کیا وہ
اس بات کو یاد رکھیں گے کہ اسلام کا بہترین زمانہ وہ
تھا جب پیغمبر مکہ میں تھے مسیحیت کا رنگ پھیکا
ہونے لگا تھا جب قسطنطین اس میں شریک ہوا۔
....میری رائے میں وہ (مسلمان) کانگریس میں
شریک ہونے کے لئے تیار رہیں مگر انہیں داخلہ کی
درخواست کرنے سے احتراز کرنا چاہئے تاوقتیکہ ان
کا ہاتھ پھیلا کر خیر مقدم نہ کیا جائے اور وہ کامل
مساوات کی بنیاد پر کانگریس میں شریک کئے جائیں۔

اصولاً کانگریس کے اندر کوئی اقلیتی یا

اکثریتی فرقہ نہین ہے اس کا کوئی مذہب نہین سوائے مذہب انسانیت کے

کانگریس کی نظر میں ہر مرد یا عورت دوسرے مرد یا عورت کے مساوی ہے - کانگریس خالصتاً ایک غیر مذہبی سیاسی اور قومی تنظیم ہے جس میں ہندو، مسلمان، سکھہ اور عیسائی، پارسی یہودی سب برابر ہیں - صرف اس لئے کہ کانگریس ہمیشہ اپنے ادعا کے مطابق کام نہین کر سکی ہے - بہت سے مسلمانوں نے اس کو اعلے ذات کے ہندوؤں کا ایک ادارہ سمجھا - بہر حال مسلمانوں کو اس وقت تک ایک باوقار علاحدگی قائم رکھنی چاہئے جب تک کہ موجودہ کشا کش باقی ہے - وہ کانگریس میں جائیں جب آسے آن کی خدمات کی ضرورت ہو - مگر فی الوقت وہ اس طرح کانگریس کے حامی رہین جس طرح کہ میں ہوں - یہہ امر کہ چار آنہ کا ممبر ہوئے بغیر بھی کانگریس میں میرا اثر ہے اس بات کا نتیجہ ہے کہ میں نے سنہ ۱۹۱۰ ع سے جب مین جنوبی افریقہ سے واپس آیا اس وقت تک صداقت کے ساتھہ کانگریس کی خدمت کی ہے - آج سے ہر مسلمان بھی ایسا ہی کر سکتا ہے اور وہ دیکھے گا کہ اس کی خدمات کی بھی اتنی ہی قدر ہوگی جتنی کہ میری خدمات کی ہوئی - آج ہر مسلمان کے متعلق یہہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ وہ لیگی

ھے اور اس لئے کانگریس کا دشمن ھے بد قسمتی سے
لیگ نے ایسی ھی تعلیم دی - مگر اب تو اس دشمنی
کا کوئی سبب باقی نہین - لیکن چار ماہ کا عرصہ فرقہ واری
زھر کے اثر سے نجات پانے کے لئے بہت ھی مختصر ھے
اس بد نصیب ملک کی بد نصیبی یہ ھے کہ ھندوؤں اور
سکھوں نے اس زھر کو میٹھا شربت سمجھا اور اس لئے
وہ ھندستان کے مسلمانوں کے دشمن ھو گئے اور انھوں
نے انتقامی کارروائی کر کے اپنے کو رسوا کیا اور اسطرح
پاکستان کے مسلمانوں کی تقلید کی - لہذا میں مسلم
اقلیت پر زور دوں گا کہ وہ اس زھریلی فضا سے بالا تر
ھو جائے اور اس احمقانہ تعصب کو پیدا نہ کرے اور
اپنے طرز عمل سے ثابت کر دے کہ یونین میں زندگی
بسر کرنے کا با عزت طریقہ صرف یہی ھے کہ وہ بغیر
ذھنی محفوظات کے اس کے پورے شہری بنیں -
اسی لئے لیگ بھی اب سیاسی ادارہ کی صورت میں
نہیں رہ سکتی - جس طرح کہ ھندو مہا سبھا' یا پارسی
سبھا اب سیاسی اداروں کی صورت میں نہیں رہ سکتیں -

کانگریس ایک خود غرض جتھا بن جائے گی ....

اگر وہ صرف ان ھی لوگوں کا لحاظ کرے گی جو اس
کے اندر شامل ھیں - میں نے یونین مین مسلمانوں کو
محفوظ کرنے کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دی ھے - میں

اپنے اس عہد سے رو گرداں نہیں ہو سکتا اس لئے کہ میں یہہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ برے کا بدلہ اچھا دینا چاہئے -

(ہریجن - ۴ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)

کون سی جگہ محفوظ ہے

آج کالج (طبیہ کالج) میں کوئی طالب علم نہیں - وہ قرول باغ مین واقع ہے اور مسلمان اس محلے میں قدم نہیں رکھہ سکتے سوائے اس کے کہ اپنی جان خطرہ میں ڈالیں اب تو یہہ ایک مشکل سوال ہو گیا ہے کہ آج کون سی جگہ مسلمانوں کے لئے محفوظ ہے - چند ہندو دوست مجھہ سے ملنے آئے تھے، وہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کالج کا کیا حشر ہوگا - میرے لئے یہہ امر رنج اور شرم کا باعث ہے کہ کالج اس حالت میں ہو - مین سکھوں اور ہندوؤں سے التجا کرتا ہوں کہ وہ خود اپنی بربادی کا سامان نہ کرین - جو کوئی دوسروں کی بربادی کا سامان کرتا ہے وہ خود اپنی بربادی کا سامان کرتا ہے یہی زندگی کا قانون ہے میں ان سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنے کو اور اپنے مذہب کو برباد نہ کرین -

(ہریجن ۴ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)

شیطان کی اطاعت

خیالات الفاظ اور اعمال مین یکسانیت ہونی چاہئے

اقلیتی فرقہ کو مار کر نکال دینا یا اُس کے ساتھہ برا برتاؤ کرنا اہمسا کے اصولوں کے مطابق نہیں ہو سکتا۔ آزادی کے یہہ معنی نہیں ہیں کہ لوگ جو چاہیں وہ کریں۔ کیا کوئی شخص آزادی کے لئے جدو جہد کر سکتا ہے اور دعائیں مانگ سکتا ہے صرف اس غرض سے کہ وہ قتل کر سکے اور جھوٹ بول سکے۔ یہہ تو خدا کے بجائے شیطان کی اطاعت کرنا ہوگا۔

(ہریجن - ۴ جنوری سنہ ۱۹۴۸ع)

اپنی جگہ پر جمے رہو

آنہوں نے (مسلمانوں نے) سوال کیا کہ آخر وہ کب تک اس چھیڑ چھاڑ کو گوارہ کرتے رہیں؟ اگر کانگریس اُن کی حفاظت نہیں کر سکتی تو وہ صاف کہہ دے تاکہ مسلمان چلے جائیں اور ہر روز کی ذلتوں اور ممکنہ حملوں سے بچ جائیں۔ یہہ دوست دہلی کے مسلمانوں کی جانب سے باتیں کر رہے تھے۔ (میں نے) آنہیں مشورہ دیا کہ وہ اپنی جگہ پر جمے رہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تمام قوم پرست مذہب کو سیاست میں خلط ملط نہ کریں۔ تمام دنیوی معاملات میں وہ اول و آخر ہندوستانی ہیں۔ مذہب تو ہر شخص کا ذاتی معاملہ ہے زمانہ برا ہے۔ پاکستان میں مسلمان پاگل ہو گئے ہیں اور آنہوں نے اکثر

ہندوؤں اور سکھوں کو مار کر بھگا دیا ہے ۔ اگر یونین میں بھی ہندو یہی کریں تو وہ اپنی تباہی کا سامان کریں گے ۔ دوسروں کو دبانے کی کوشش کرنا ہمیشہ خودکشی کے مرادف ہوتا ہے ۔ تمام سمجھدار آدمیوں کو اس رحجان کے خلاف کام کرنا چاہئے ۔

(D. D. ۱۱ جنوری سنہ ۴۸ ع)

انکھہ میں انکھہ ڈال کر

مجھے یقین ہے کہ اگر ہندو اور سکھہ اس بات پر اصرار کریں گے کہ مسلمانوں کو دہلی سے نکال دیا جائے تو وہ ہندستان کے ساتھہ اور اپنے مذہبوں کے ساتھہ غداری کریں گے ۔ اور اس سے مجھے دکھہ ہوتا ہے ۔ بعض لوگ مجھے طعنے دیتے ہیں کہ مجھے صرف مسلمانوں سے ہمدردی ہے اور میں نے آن ہی کی خاطر یہہ برت رکھا ہے ۔ وہ صحیح کہتے ہیں ۔ میں نے اپنی تمام عمر اقلیتوں اور ضرورتمندوں کا ساتھہ دیا ہے جس طرح کہ ہر شخص کو دینا چاہئے ۔ پاکستان کے قائم ہونے کا یہہ نتیجہ ہوا ہے کہ یونین کے مسلمان عزت نفس اور خود اعتمادی سے محروم ہو گئے ہیں ۔ مجھے اس خیال سے بھی تکلیف ہوتی ہے ۔ اور اس سے ہر ایسی مملکت کمزور ہو جاتی ہے جس کے اندر ایسے لوگ رہیں جو خود اعتمادی سے محروم ہو چکے ہوں ۔ میرا برت مسلمانوں کے خلاف بھی اس معنی میں ہے (میں چاہتا ہوں کہ وہ) ہندو اور سکھہ

بھائیوں سے آنکھہ میں آنکھہ ڈال کر مل سکیں - میرے برت کے متعلق تو مسلمان دوستوں کو بھی اتنا ھی کام کرنا ھے جتنا کہ ھندوؤں اور سکھوں کو -

(۱۳ جنوری سنہ ۴۸ ع D. D.)

مین نے خواب دیکھا تھا

پہلے اس سے کہ مین اپنی جوانی میں سیاست کے متعلق کچھہ بھی جانتا میں نے فرقوں کے درمیان دلوں کے اتحاد کا خواب دیکھا تھا - اب زندگی کے آخری زمانہ میں بچوں کی طرح خوشی سے کودوں گا اگر مین محسوس کروں کہ مجھے اپنے خواب کی تعبیر اپنی زندگی ھی میں مل گئی اب زندگی کے فطرتی طول یعنی ۱۲۵ سال زندہ رھنے کی خواھش از سرنو پیدا ھو جائے گی - اور کون ھے جو کہ ایسے خواب کی تعبیر کے لئے اپنی پوری زندگی قربان کرنے پر آمادہ نہ ھوجائے - اس وقت ھمیں سچا سوراج حاصل ھوگا -

(۱۴ جنوری سنہ ۴۸ ع D. D.)

مجھے دھوکا دیا جائے گا اگر -

جتنے عرصہ بھی انتظار کرنا ضروری ھو میں صبر کے ساتھہ انتظار کر سکتا ھوں لیکن مجھے دکھہ دیا جائے گا

اگر مجھے یہہ معلوم ہو کہ لوگوں نے صرف میری جان بچانے کے لئے یہہ طریقہ اختیار کیا ہے (امن کا وعدہ کیا ہے) میرا ادعا یہہ ہے کہ خدا کے اشارے سے یہہ برت شروع ہوا تھا اور اسی وقت ختم ہو گا جب وہ چاہے گا اگر وہ چاہے گا۔ انسانی طاقت نے نہ کبھی خدا کی مرضی کا مقابلہ کیا ہے اور نہ کر سکتی ہے۔

(۱۴ جنوری سنہ ۴۸ع .D. D)

دلوں کے تخت پر شیطان

میں اس سے کم شرط پر اپنا برت ختم نہیں کر سکتا کہ تم سب اپنے دلوں کے تخت سے شیطان کو اتار دو اور اس پر خدا کو بٹھاؤ۔

(۱۳ جنوری سنہ ۴۸ع .D. D)

اپنے آخری سانس تک

میں تو اپنے آخری سانس تک یہی کہتا رہوں گا کہ ہندوؤں اور سکھوں کو اتنا بہادر بننا چاہئے کہ پاکستان میں کچھہ ہی ہو جائے لیکن وہ اپنی ایک انگلی بھی یونین میں کسی مسلمان کے خلاف نہ اٹھائیں۔ وہ کبھی بزدلانہ افعال کے مرتکب نہ ہوں خواہ وجہ اشتعال کچھہ ہی ہو۔

(۱۳ جنوری سنہ ۴۸ع .D. D)

موت ایک دوست ہے

کسی کو میری فکر نہ کرنی چاہئیے۔ فکر تو صرف اس بات کی کرنی چاہئیے کہ تم بہترین طریقہ سے اپنی اصلاح کرو اور ملک کی بھلائی کے لئے کام کرو۔ ایک دن تو سب ہی کو مرنا ہے۔ کوئی شخص بھی موت سے بچ نہیں سکتا تو پھر اس سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ درحقیقت موت تو ایک دوست ہے جو تکلیفوں سے نجات دلاتی ہے۔

(۱۵ جنوری سنہ ۴۸ ع .D. D)

مسلمان شکنجہ میں

مسلمانوں کو شکنجہ میں دبا کر نکالنے کا جو طریقہ جاری ہے وہ غیر شریفانہ اور بے ایمانی کا طریقہ ہے۔ ڈرے ہوئے مسلمانوں کو اور بھی زیادہ ڈرا کر بھگانا اور پھر ان کے مکانوں پر قبضہ کر لینا کسی کے لئے بھی فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔ آج میں نے سنا ہے کہ حکام شرنارتھیوں کو کسی دوسری جگہ مکانات دینے چاہتے تھے مگر انہوں نے مسلمانوں ہی کے مکانات پر قبضہ کرنے پر اصرار کیا۔ یہہ اس بات کی صاف علامت ہے کہ یہہ ضروری نہیں کہ طریقہ کار کیا ہو بلکہ خواہش تو یہہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح دلی کو مسلمانوں سے صاف کر دیا جائے۔ اگر عام طور پر خواہش یہی ہے تو زیادہ بہتر تو یہہ ہوگا کہ ان سے صاف کہدیا جائے۔ کہ وہ چلے جائیں بجائے

اس کے کہ بالواسطہ تدبیروں سے کام نکالا جائے۔ (ایسے لوگوں کو جو یہہ چاہتے ہیں) یہہ سمجھہ لینا چاہئے کہ یونین کے دارالسلطنت میں یہہ صورت پیدا کرنے کے نتائج کیا ہوں گے۔

(۶ جنوری سنہ ۴۸ ع D. D.)

زندہ رہنے کی تمنا

مجھے زندہ رہنے کی کوئی تمنا نہیں ہے۔ الا اس حالت میں کہ دونوں مملکتوں میں امن کا دور دورہ ہو۔
(۱۶ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع D.D.)

حق کا عام فہم نام خدا

میں نے یہہ برت حق کے نام پر شروع کیا۔ **حق کا عام فہم نام خدا ہے۔** زندہ حق میں شامل ہوئے بغیر خدا کا وجود کچھہ بھی نہیں۔ خدا کا نام لے کر ہم نے دروغ گوئی کی ہے۔ ہم قتل عام کے مرتکب ہوئے ہیں۔ بغیر یہہ دیکھے کہ لوگ قصوروار ہیں یا بے قصور۔ ہم نے اس طرح مردوں۔ عورتوں اور شیر خوار بچوں کو قتل کیا ہے۔ ہم نے عورتوں کا اغوا کیا ہے، ہم نے زبردستی مذہب بدلوایا ہے اور یہہ سب ہم نے بے شرمی کے ساتھہ کیا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ کسی شخص نے یہہ عمل حق کا نام لیکر کیا ہو۔

(البتہ خدا کا نام لیکر یہہ سب کچھہ کیا گیا ھے) میں حق
کا نام لیکر اپنا برت ختم کرتا ھوں - میرے ھموطنوں
کا درد و کرب میرے لئے نا قابل برداشت تھا -
راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد سو سے زیادہ اشخاص کو
لیکر آئے جو ھندوؤں، مسلمانوں، سکھوں اور ھندو مہاسبھا
اور راشٹریہ سیوک سنگھہ اور سرحد و سندھ و پنجاب
کے شرنارتھیوں کے نمایندے تھے اس بہت زیادہ نمایندہ
جماعت میں پاکستان کے ھائی کمشنر زاھد حسین صاحب
بھی تھے اور ڈپٹی کمشنر بھی اور جنرل شاھنواز خان
بھی جو آزاد ھند فوج کے نمائندے تھے - پنڈت نہرو
بھی (ایک بت کی طرح خاموش) بیٹھے ھوئے تھے اور
مولانا صاحب بھی موجود تھے - ڈاکٹر رجندرا پرشاد
نے ھندستانی زبان میں لکھی ھوئی ایک تقریر پڑھی جن
پر ان نمایندوں کے دستخط تھے اور جس مین مجھہ سے
خواھش کی گئی تھی کہ اب میں اُن کے احساسات پر زیادہ
زور نہ ڈالوں اور برت ختم کرکے اُن کے دکھہ کو ختم
کردوں - میں ان تمام دوستوں کے مشورے کو مسترد نہ
کرسکا اور میں اُن کے اس وعدے کو ناقابل اعتماد نہ
سمجھہ سکا کہ آیندہ ھندوؤں، مسلمانوں، سکھوں، عیسائیوں،
پارسیوں اور یہودیوں کے درمیان ایسی دوستی ھوگی
جو کبھی نہ ٹوٹ سکے گی - اس دوستی کا توڑنا ساری
قوم کی شکست ھوگی ....اس وعدے کی روح یونین

کے ہندوؤں اور مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان مخلصانہ دوستی ہوگی - ایسی ہی دوستی پاکستان میں بھی ہوگی اگر اول الذکر یقینی ہوجائے تو آخر الذکر بھی آتنی ہی یقینی ہوجائے گی - جس طرح رات کے بعد صبح ہوتی ہے - لیکن اگر یونین میں اندھیرا ہوگا تو پاکستان میں بھی روشنی کی توقع کرنا حماقت ہے -

(۱۸ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)

رخ شیطان کی طرف

آنہیں خوف دل سے نکال دینا چاہئیے حتی کہ ہر مسلمان بچہ اپنے کو ہندوؤں کے اور سکھوں کے درمیان محفوظ سمجھنے لگے - اس وقت تک تو ہمارا رخ شیطان کی طرف تھا - اب مجھے امید ہے کہ یہہ خدا کی طرف ہوگا - اگر ہم ایسا کرسکے تو یونین عالمگیر امن کی طرف رہنمائی کرے گی - میں تو کسی دوسرے مقصد کے لئے زندہ رہنا نہین چاہتا - محض لفاظی سے کچھہ فائدہ نہیں تمہیں چاہئیے کہ خدا کو اپنے دل میں جگہ دو .... ہندوؤں کو ہمیشہ کے لئے فیصلہ کرلینا چاہئیے کہ وہ جھگڑا نہیں کرین گے- میں ہندوؤں اور سکھوں کو مشورہ دوں گا کہ وہ قرآن پڑھیں جس طرح وہ گیتا اور گرنتھہ صاحب پڑھتے ہیں مسلمانوں سے مین کہوں گا کہ وہ گیتا اور گرنتھہ صاحب آسی احترام کے ساتھہ پڑھیں جس طرح وہ قرآن پڑھتے ہیں - آنہین جو

کچھہ وہ پڑھیں اُس کے معنی سمجھنے چاہئیں - اور تمام مذاهب کا یکساں احترام کرنا چاهئے - یہی میرا ساری عمر کا اصول ھے اور یہی میرا عمل رھا ھے -

(۱۸ جنوری سنه ۴۸ ع .D. D)

مجھے زندہ رکھنے کی شرط

مجھے اپنے درمیان زندہ رکھنے کی شرط صرف یہی ھے کہ هندوستان کے تمام فرقے آپس میں پرامن رھیں - اور یہہ بھی اسلحہ کی قوت سے نہیں بلکہ محبت کی قوت سے جس سے بہتر دلوں کو جوڑنے والا کوئی مسالہ دنیا میں نہیں ھے -

(۱۹ جنوری سنه ۱۹۴۸ ع .D. D)

وحشیانہ افعال

مسلمانوں سے دشمنی ایسی ھے جیسے هندوستان سے دشمنی - میں کم از کم جس بات کی توقع تم سے کرتا ہوں وہ یہہ ھے کہ تم قانون کو اپنے هاتھہ میں لے کر وحشیانہ افعال کا ارتکاب نہ کروگے - ایسا ہوگا تو اس کے معنی یہہ ہوں گے کہ سماج ختم ہو جائے .... تم اور تمہارے اخبار کھلے الفاظ میں ان امریکیوں کو وحشی قرار دیتے ھیں جو حبشیوں کو Lynch کرتے ھیں لیکن اگر تم بھی ایسے کام کرو تو کیا وہ کچھہ کم وحشیانہ ہوں گے -

(۲۰ جنوری سنه ۱۹۴۸ ع .D. D)

میرے دل میں بغض نہ ہو

میں تو صرف کا مستحق تو اس وقت ہو سکتا ہوں جب میں کسی ایسے بم کی مار سے زخمی ہو کر گر جاؤں اور پھر بھی میں اپنے چہرہ پر مسکراہٹ قایم رکھوں اور میرے دل میں بم پھینکنے والے کے خلاف بغض نہ ہو.........

(۲۱ جنوری سنہ ع)

یہہ کام غلط تھا

میں نے سنا ھے کہ اس نوجوان نے (جس نے بم پھینکا) بغیر اجازت کے ایک مسجد پر قبضہ کر لیا تھا چونکہ اسے کوئی دوسری جگہہ اپنے لئے نہ مل سکی تھی اور اب جب کہ پولس تمام مسجدوں کو خالی کرا رھی تھی تو اسے یہہ بات ناگوار گذری - یہہ کام غلط تھا اور یہہ بات اور بھی غلط تھی کہ اس نے حکام کے حکم کی تعمیل نہین کی جو اس سے کہتے تھے کہ وہ مسجد کو خالی کر دے- جو لوگ اس نوجوان کے پس پشت ھیں ان سے میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایسے کاموں سے احتراز کرین - ھندو دھرم کی حفاظت کا یہہ طریقہ نہیں ھے - ھندو دھرم کو صرف میرے ھی طریقہ سے محفوظ کیا جا سکتا ھے -

(۲۱ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)

دلوں کو حق کا معبد بنا لو

مجھے خوشی ھے کہ اب مسلمان آزادی کے ساتھہ دھلی میں چل پھر رھے ھین - مین چاھتا ہوں کہ تم تزکیہ نفس

کا یہہ طریقہ جاری رکھو اور اپنے دلوں کو ایک خدائے حی و قیوم اور حق کا معبد بنالو۔

(۲۱ جنوری ۴۸ع .D. D)

وعدہ پر قائم رہو

غدار تو ہر قوم میں پائے جاسکتے ھیں نہ کہ صرف مسلمانوں میں۔ تم نے مسلمانوں کے ساتھہ بھائی بن کر رھنے کا وعدہ کیا ھے اور میں چاھتا ہوں کہ تم اس وعدہ پر قایم رھو۔ تمام لیگی بھی برے نہ تھے۔ تمہیں چاھئے کہ تم ان لوگوں کے خلاف رپورٹ کرو جو قابل اعتراض کارروائیاں کرنے ھوں اور حکومت کو جس قدر سختی کے ساتھہ وہ چاھے ان کا انسداد کرنے دو۔ مگر تمہیں کسی حالت میں بھی قانون کو اپنے ھاتھہ میں لینا نہ چاھئے۔ یہہ طرزعمل تو وحشیانہ ہوگا.

(۲۳ جنوری سنہ ۴۸ع .D. D)

تم سب پولس بن جاو

گرشتہ زمانہ میں تو ھندو مسلمان دونوں آیا کرتے تھے اور عرس میں (مہرولی کے) شریک ھوا کرتے تھے اگر اب بھی ھندو وھاں امن اور عقیدت کی اسپرٹ کے ساتھہ جائیں تو یہہ بڑی بات ھوگی مجھے امید ھے کہ ایسے مسلمانوں کو جو اس عرس میں شریک ھونا چاھیں ان کی توھین اور تعرض سے حفاظت کا اطمینان دلایا

جائے گا اور اس کام میں پولیس کی کم سے کم مدد حاصل
کی جائے گی بلکہ میں تو یہہ چاہتا ہوں کہ تم سب
اس کام کے لئے پولیس بن جاؤ - ساری دنیا کی نظریں
تمہاری طرف لگی ہوئی ہیں -

پرارتھنا کی تقریر (۲۵ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)

مسلم اقلیت کے لئے

میرا برت جیسا کہ میں صاف الفاظ میں کہہ چکا ہوں
یونین کی مسلم اقلیت کے لئے ہے اور اس لئے وہ لازماً
یونین کے ہندوؤں اور سکھوں اور پاکستان کے مسلمانوں
کے خلاف ہے - وہ پاکستان کی اقلیتوں کے لئے بھی
ہے جس طرح کہ یونین کے مسلمانوں کی اقلیت کے لئے -

(ہریجن - ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)

خوف سے پاک

Appeasement ایک ایسا لفظ بن گیا ہے جو
مکروہ معلوم ہوتا ہے کسی حالت میں عزت نفس کی
قیمت پر کوئی Appeasement نہیں ہو سکتا - حقیقی
Appeasement یہہ ہے کہ تمام خوف سے اپنے کو
پاک کرلیا جائے اور حق بات کی جائے خواہ ایسا
کرنے کی قیمت کچھہ ہی ہو -

(ہریجن - ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)

کیا ہم اس قدر گر گئے ہیں

محض بے اصل افواہوں کی وجہ سے عرس (مہرولی) میں مسلمان شرکاء کی تعداد گزشتہ سالوں سے کم تھی یہ شرم کی بات ہے کہ انسان انسان سے خوفزدہ ہو مجھے یہ دیکھ کر دکھ ہوا کہ سنگ مرمر کے قیمتی کٹہیرہ کو نقصان پہونچا - اس کا یہ کوئی جواب نہیں کہ پاکستان میں بھی اسی طرح کے بلکہ اس سے بدتر واقعات پیش آئے ہیں - کیا ہم اس قدر گر گئے ہیں کہ اب ایسے Vandalism کے کام کرنے لگے ہیں - یہ مان بھی لیا جائے کہ ایسے حادثات زیادہ تعداد میں پاکستان میں پیش آچکے ہیں تو بداعمالی میں پاکستان سے موازنہ کرنا زیبا نہیں -

(۲۷ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع D. D.)

اقتدار کی نازیبا کشمکش

یہ نہیں ہوسکتا کہ انڈین نیشنل کانگریس کو جس نے اپنے عدم تشدد کے طریقہ سے بہت سی لڑائیاں لڑکر آزادی حاصل کی ہے مرجانے دیا جائے - ہاں اگر قوم ہی مرجائے تو وہ بھی مرجائے گی - ایک زندہ Organism ہمیشہ نشو و نما پاتا رہتا ہے ایسا نہ ہو تو مرجاتا ہے - کانگریس نے سیاسی آزادی جیت لی ہے، لیکن ابھی تو اسے معاشی آزادی، سماجی

آزادی اور اخلاق آزادی جیتنی ہے - ان آزادیوں کا حاصل کرنا سیاسی آزادی کے حاصل کرنے سے زیادہ مشکل ہے چاہے اس کا سبب صرف یہہ ہو کہ یہہ کام تعمیری ہے اور اس میں زیادہ جوش وخروش اور نمود و نمائش کی گنجائش نہیں - ہمہ گیر تعمیری کام کڑوروں انسانوں کی تمام اکائیوں کی قوت کو بیدار کرتا ہے -

کانگریس نے اپنی آزادی کا ابتدائی اور ضروری جزو تو حاصل کر لیا ہے لیکن سب سے سخت جزو اب آگے آئے گا - جمہوریت کی طرف پہاڑ کی چڑھائی دشوار ہوا کرتی ہے - اس راستہ میں ایسے مقامات بھی ملتے ہیں جہاں خرابیاں ملتی ہین اور ایسے ادارے پیدا ہو جاتے ہیں جو محض برائے نام عوامی اور جمہوری ہوتے ہیں - اس خس و خاشاک اور الجھاؤ سے کس طرح آگے بڑھ کر نکل جانا ممکن ہو گا ؟

.... کل تک تو کانگریس نادانستہ قوم کی خادم اور خدائی خدمت گار تھی مگر اب اسے اعلان کر دنیا چاہئے کہ وہ صرف خدائی خدمت گار ہے اور اس سے زیادہ یا اس سے کم کچھہ نہین - اگر وہ حصول اقتدار کی نازیبا کشمکش میں مصروف ہوتی ہے تو ایک دن صبح کو اسے معلوم ہو گا کہ اس کا کوئی وجود باقی نہیں !...............

(ہریجن - یکم فروری سنہ ۱۹۴۸ ع)

اقتدار کا نشہ

میں ہندوستان کے سب مسلمانوں کو تو بے گناہ نہیں سمجھتا جو بات ظاہر ہے وہ تو یہہ ہے کہ پاکستان قائم ہونے کے بعد ہندستان کے مسلمان بہت ہی مشکل صورت حال میں مبتلا ہو گئے - اور اب یہہ کام اکثریتی فرقہ کا ہے کہ آن کے ساتھہ پورا پورا انصاف کرے - اس کے معنی تو ہندو دھرم اور اکثریتی فرقہ کی بربادی ہوگی اگر اکثریتی فرقہ اقتدار کے نشہ کی حالت میں یہہ سمجھہ لے کہ وہ اقلیت کو کچل سکتا ہے اور ایک خالص ہندو راج قائم کر سکتا ہے - میں اس موقع کو خاص طور پر اس کام کے لئے مبارك سمجھتا ہوں کہ خود اپنے دل کو پاك کرنے کی سخت کوشش کر کے ہم دونوں فرقوں کے دلوں سے میل اور گندگی کو نکال دیں -

(ھریجن - یکم فروری سنہ ۱۹۴۸ ع)

میرے عہد کی روح

میں نے یہہ برت حق کے نام پر شروع کیا تھا جس کا عام فہم نام خدا ہے - زندہ حق کے بغیر خدا کہیں بھی نہین - خدا کا نام لیکر ہم نے دروغ گوئی اور خونریزی اختیار کی - بغیر یہہ سوچے کہ جن لوگوں کو ہم قتل کر رہے ہیں وہ بے قصور ہیں یا گناہ گار اور بغیر اس کا لحاظ کئے کہ وہ مرد ہیں - عورتین ہیں یا شیر خوار بچے

هم اغوا اور جبریہ تبدیل مذہب کے مرتکب ہوئے اور یہہ سب هم نے بے شرمی کے ساتھہ کیا - مجھے نہیں معلوم اگر کسی شخص نے حق کی خاطر ایسا کیا هو - هم اب حق هی کے نام پر اپنا برت ختم کرتے هیں -....................

عہد کی تکمیل لفظوں کی حدود کی باهر اس کی روح میں مضمر هے جس کو الفاظ فنا بهی کر سکتے هیں - میرے

عہد کی روح یونین کے هندو مسلمانوں سکھوں کے درمیان مخلصانہ دوستی هے اور ایسی هی دوستی پاکستان میں بهی - اگر پہلی شرط (یونین کے مطابق) پوری هو جائے تو دوسری کا بهی (پاکستان کے مطابق) پورا هونا اتنا هی یقینی هے جتنا کہ رات کے بعد دن کا نکلنا - اگر یونین میں تاریکی هے تو پاکستان میں روشنی کی توقع کرنا حماقت هے - لیکن اگر یونین میں رات کی تاریکی دور کر دی جائے تو پاکستان میں بهی اس کے خلاف کوئی صورت پیدا نہیں هو سکتی - اور ایسا هونے کی علامتیں بهی مفقود نہیں .... دهلی کے شہریوں و شرنارتھیوں کے لئے کام بہت بهاری درپیش هے انہیں جسقدر زیادہ ممکن هو آپس میں ملنے جلنے کے مواقع پیدا کرنے چاهیئں ... ... هندو اور سکھہ عورتیں مسلمان بہنوں کے پاس جائیں اور ان سے دوستی پیدا کریں - وہ ان کو خاص خاص رسمی مواقع پر مدعو کریں - مسلم لڑکے اور لڑکیاں مشترک مدارس میں (نہ کہ فرقہ داری مدارس

میں) شریک ہونے پر آمادہ کئے جائیں - نہ صرف یہہ کہ مسلمانوں کا بائیکاٹ نہ ہو بلکہ انہیں ترغیب دی جائے کہ وہ اپنا قدیم کاروبار اختیار کریں - یہہ ایک ذلیل اور حریصانہ حرکت ہے کہ ہندو اور سکھہ مسلمانوں سے اُن کی وجہ معاش چھین لینا چاہیں - اول تو کسی قسم کی اجارہ داری نہ ہونی چاہیئے اور دویم یہہ کہ کسی کو اُس کی معاش سے محروم کرنے کی کوشش نہ کی جائے - ہمارے اس بڑے ملک مین ہر ایک کے لئے کافی گنجائش موجود ہے -

(ہریجن - جنوری سنہ ۴۸ع)

مسلمانوں سے دشمنی

مسلمانوں سے دشمنی کرنا ہندستان سے دشمنی کرنا ہے -

(ہریجن - یکم فروری سنہ ۱۹۴۸ع)

دلون کو پاک کرلین

میں تم سے یہہ عہد لینا چاہتا ہوں کہ تم کبھی پھر شیطان کی آواز پر لبیک نہ کہو گے اور اخوت اور امن کی راہ کو ترک نہ کروگے - ذاتی طور پر تو مجھے کبھی معلوم ہی نہ ہوا کہ فرقہ پرستی کیا بلا ہے - مین تو اپنی ابتدائی طفولیت کے زمانہ سے ہمیشہ یہی خواب دیکھتا رہا کہ اس وسیع خطہ زمین کے تمام فرقوں کو طبقوں کو جو ہمارا ہے متحد کردوں - اور

جب تک اس خواب کی تعبیر نہ مل جائے کی میری روح کو چین نصیب نہ ہو گا .... جب میں نے اپنا برت ختم کیا تو میں نے کہا تھا کہ اگر اہل دہلی صرف اتنا ہی کریں کہ اپنے دلوں کو پوری طرح پاک کر لیں تو دہلی تمام ہندستان کے مسئلہ کو حل کر سکتی ہے - لیکن اگر بجائے اس کے وہ صرف ایسی باتیں کریں جن کے کرنے کی نیت درحقیقت نہ ہو کہ مجھ جیسے بوڑھے آدمی کی عمر دراز ہو تو وہ اس گمان سے دھوکہ کھا کر کہ وہ میری جان بچا رہے ہیں دراصل میری موت کا سامان کریں گے -

(پرارتھنا - ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)
(ہریجن - ۱۵ فروری سنہ ۱۹۴۸ ع)





